نقاشی

عُرف



از قلم

سید مُرتضیٰ رِضوی القمی

مجاہد منزل سرینگر

۱۹۰۰۰۲

کشمیر انڈیا

قیمت فی جلد:-

JAMMU & KASHMIR GOVT.
DIRECTORATE OF HANDICRAFTS



3RD. PRIZE

1984

CRAFT PAPIER MACHIE

Awarded for NAQSH BOOK
in recognition of his outstanding
craftsmanship to :-

Shri *Syed Murtiza Rizvi*

S/o Shri

R/o ISLAM YARBAL, MUJAHID MANZIL, SRINAGAR.

Srinagar
Dated

DIRECTOR
Handicrafts

at Government Press, Srinagar.

فہرست مضامین

تمہید

یہ پہلا موقعہ ہے جب فنِ نقاشی (جس کو پیپر میشی (PAPIER MACHE) کہتے ہیں۔ کتاب دو حصوں میں لکھی گئی جبکہ اس سے قبل اس فن سے متعلق عمل پر کسی نے ایک لفظ بھی صحیح طور قلمبند نہیں کیا ہے بلکہ نقاش صیغہ راز کی طرح ایک دوسرے کو منتقل کرتے رہے۔ جبھی تو ان رازوں کو کتابی صورت دینی کارے دارد والا معاملہ ہے جو کسی ایسے شخص سے ہی ممکن ہے جو خود اس فن کی ہر ترکیب و تدبیر کو انجام دے سکے۔ اس فن کو کتابی صورت دلانے والے محرک جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب رح ہیں۔ جبکہ آپ ہی نے ۱۹۵۱ء میں باغ دلاور خان کے سٹیٹ ہائی سکول کو امر سنگھ ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ کے ساتھ مدغم کر کے ایم۔ پی۔ ہائیر سیکنڈری سکول کا نام دیا۔ جہاں آپ نے لڑکوں کو اکیڈمیک تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل ٹریننگ دینے کی سکیم کے تحت تمام ٹیکنیکل مضامین پر مکمل کتابیں لکھنے کے احکام صادر فرمائے۔ چونکہ نیازمند ان دنوں اس انسٹی چیوٹ میں بحیثیت پیپر میشی آرٹ انسٹرکٹر تعینات تھا۔ اس طرح یہ کتاب مجھے لکھنی نصیب ہوئی۔ اگرچہ اس وقت کے انسٹی چیوٹ میں پڑھائے جانے چودہ مضامین پر لکھی ہوئی کتابیں متعلقہ مراکز سے پاس کروا کے ۱۹۵۲ء میں ہی تیار تھیں۔ لیکن متعلقہ حکام نے جناب شیخ صاحب کو پیش نہیں کیں۔ جب کہ اگست ۱۹۵۳ء کے بعد جناب شیخ صاحب کی مجوزہ سکیمیں رد کی گئیں اور ایم۔ پی

PAPIER-MACHIE

पापियर मैशी

پیپر میشی نقاشی

AUTHOR:- SYED MURTZA RIZVI

ILLUSTRATOR

سید مرتضیٰ رضوی

سکول سے ٹیکنیکل تعلیم کو خارج کیا گیا - اس طرح یہ لکھی ہوئی کتابیں دھری کی دھری رہ گئیں چونکہ یہ فن بہت وسیع ہے اس لئے اس کو تین حصوں میں منتقل کیا گیا تھا تاکہ ٹریننگ دینے والے اداروں میں بتدریج عمل آور ہو - جب کہ ان تینوں جلدوں میں ایک نو آموز کے لئے اس فن سے متعلق تمام عوامل کو یکجا کیا گیا ہے - تاکہ تکمیل تربیت کے بعد ہر طالب فن ایک ماہر کی حیثیت سے معاشرہ میں اچھا مقام حاصل کرے۔ ۱۹۵۳ء سے کسی ایک ادارہ نے اس کتاب کی سرپرستی قبول نہیں کی - تاکہ چھپکر بازار میں آسکے اگرچہ ۱۹۸۳ء میں اُتر پردیش اردو اکیڈیمی نے اس کتاب کو چھاپنے کی حامی بھرکر اس کے پہلے دو حصوں کو اکٹھا کرکے ایک ہی جلد کی صورت میں چھپوایا - جبکہ اس تیسرے حصہ میں رنگین طروح DESIGNS ہونے کے باعث چھپائی کی لاگت زیادہ آنے کی وجہ سے چھاپنے سے انکار کیا - اس طرح اس فن کا لب لباب (جو اس حصہ میں ہے) ابھی تک چھپنے سے رہ گیا جس کا وجہ صرف یہی ہے کہ اس کی چھپائی کی لاگت میرے برداشت سے باہر ہے - اگر حکومت اس کی ضرورت محسوس کرکے میری مالی اعانت کرتی - تو یہ کتاب ان تمام نو آموزوں کے لئے اکسیر اعظم کا کام دیتی جو سرکاری سنٹروں میں تربیت حاصل کرنے کے باوجود اصل فن کے اسرار و رموز سے ناواقف ہیں اگرچہ یہ کتاب ان لڑکوں لڑکیوں کے لئے لکھی گئی ہے - جو سکولوں میں باضابطہ اکیڈمی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ صنعتی تربیت حاصل کرنے آتے - جہاں ان کو پڑھائی کے نصف وقت میں فنی تربیت دی جاتی - تو تعلیم سے فارغ ہو کر چاہے نوکری کرتے یا اس حاصل شدہ فنی تربیت سے متعلق تجارت یا کارخانہ داری کرتے - اب جبکہ اس سلسلہ کے بجائے گورنمنٹ نے فارغ التعلیم لڑکوں لڑکیوں کو محکمہ صنعت کے ذریعہ سنٹروں میں ٹریننگ دینے کا انتظام کیا ہے - اور ان سنٹروں سے سالانہ ہزاروں سندات لے کر نکلتے ہیں لیکن وہ روایاتی نقاشی سے بالکل بے بہرہ رہتے ہیں - کیونکہ ان سنٹروں میں صرف ایک سال میں لڑکے لڑکیاں

وہ کچھ نہیں سیکھ سکتے جو انہیں سیکھنا ضروری ہے۔ البتہ ان کو پھڈو نقاشی یا پیلی صاحب کی نقاشی سکھائی جاتی ہے۔ ایسی نقاشی ہر آٹھ دس سال کے بعد سر اُٹھاتی ہے جب کہ کوئی امریکی تھوک بیوپاری اس صنعت سے اپنی نفع اندوزی کی خاطر کشمیر آکر چند چھوٹی چیزیں دس دس بیس ہزار کے تعداد میں تیار کروانے کے لئے ٹینڈر طلب کرتا ہے۔ چونکہ ٹینڈر اُسی کو ملتے ہیں۔ جو چیز کا قیمت کم جتلائے گا۔ ظاہر ہے کہ چیز کا قیمت وہی کم جتلائے گا جو چیز کی لاگت میں بھی کمی کرے گا۔ جب کام اور طرح کی تکمیل میں کمی کرے گا۔ وہی آرڈر لے سکتا ہے۔ لیکن جب یہ نقلی سامان اصلی خریدار تک پہنچتا ہے تو ایسے گھٹیا چیزوں سے نفرت کی جاتی ہے۔ جیسے ایسے دھوکہ بازوں کو دوبارہ آرڈر نہیں ملتے۔ نتیجہ کے طور پر گھٹیا کام کرنے والے کارکنوں کو کام ہی نہیں ملتا۔ بلکہ ایسا ہونے سے اچھے کاریگروں پر بھی سرد بازاری کا اثر پڑتا ہے۔ جبکہ یہ ابتدائی درجہ کے نقاش بے کار ہو جاتے ہیں اور دوسرے تیسرے ذرایع ڈھونڈنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اب کہ یہ ٹریننگ سنٹروں سے نکلے ہوئے نقاش کہلاتے ہیں جو محکمہ صنعت کے مطابق ساری ریاست میں پھیلے ہوئے ہیں جب کہ یہ ہنر سرینگر کے چند گھرانوں تک ہی محدود تھی۔ بہر صورت اب ان ابتدائی درجے کے نقاشوں میں سے دوسرے اور اعلیٰ درجے کے کاریگر تیار کرنے ضروری ہیں کیونکہ اس صنعت کے اعلیٰ کاریگر اکثر اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اور جو کوئی بھی حیات ہے وہ اپنے لڑکوں بالوں کو اس صنعت میں نہیں ڈالتا جس کے باعث درمیانی درجے کے کارکن بھی نہیں بن پاتے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس کتاب کو جلد از جلد ان نو آموزوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ تو وہ سمجھ سکیں کہ اصل نقاشی کیا ہے اور مکمل نقاش بننے کے لئے کیا کچھ سیکھنا ضروری ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(سید مرتضیٰ رضوی)

ہیں وہ مست وغنی جن کو آتا ہے کچھ کام
ہیں کلید گنج وزر اہل ہنر کی انگلیاں



عامل طرزِ رنگین و سیاہ
و المصنّف الکتاب
سیّد مُرتضےٰ رضوی القمیؒ

سابق پیپر ملیشی انسٹرکٹر ایم۔پی ہایر سیکنڈری سکول باغ دلاور خان سرینگر کشمیر جموں کشمیر گورنمنٹ
〃 ماسٹر کرافٹس مین ٹریننگ سنٹر دیرہ دون یوپی۔ گورنمنٹ
〃 ڈیزائنر سکول آف ڈیزائنر ہینڈی کرافٹس جموں و کشمیر گورنمنٹ
〃 ڈرائنگ ماسٹر گرلز ہائی سکول جڈی بل سرینگر کشمیر۔ جموں و کشمیر گورنمنٹ
ریٹائرڈ: سینئر پینٹر ٹریڈ انسٹرکٹر آئی۔ٹی۔آئی سرینگر۔ جموں و کشمیر گورنمنٹ

ساکنہ: مجاہد منزل اسلام یارہ سرینگر کشمیر ۱۹۰۰۰۲

تاریخی پسِ منظر

برگ درختانِ سبز در نظر ہوشیار

ہر ورقے دفتریست در معرفت کردگار

قدرت نے چار عناصر آب و آتش۔ خاک و باد۔ ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر کائنات میں انسان و حیوان۔ جمادات و نباتات۔ چرند و پرند۔ غرض ہر شئے کو وجود میں لایا ہے۔ اس یکساں بناوٹ میں کشش رہی۔ جو ایک دوسرے کو ساتھ ساتھ رہنے پر آمادہ رکھتی ہے۔

انسان نے جو اشرف المخلوقات ہے۔ اس کشش کو محسوس کیا۔ ایک وقت اُس نے کائنات کی ہر شئے کو اپنے پاس رکھنے کی تمنّا اور کاوش کی۔ لیکن اس گراں باری کی تاب نہ لاکر اُس نے نیک و بد اور نزاکت کے پیش نظر چیدہ چیدہ اشیا کو اپنے پاس رکھا۔ پھر بھی ہوس و حرص نے اسے اور سمیٹ لینے کی سعی کی لیکن حالات کی جبر نے اسے اس میں مزید کمی کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن کئی خواہشوں نے اسکو عقل اور دانائی استعمال کرنے پر مجبور کر کے ہر اس چیز کی نقل تیار کرنے کا شیدائی بنایا۔ جو اُسے اپنی خواہش کے مطابق دلچسپ دکھائی دیا۔ اس نے انسان و حیوان مناظر چرند و پرند اور اثمار و ازہار کے خاکے اپنے پاس رکھنے کے لئے ان کی نقل بنانے کا عمل شروع کیا۔ چونکہ ہر انسان عقل اور خواہش رکھتا ہے۔ اس طرح عقل کو استعمال کر کے ہر ملک کی ہر قوم میں اس قسم کے نقال یا خاکہ کش وجود میں آئے۔ جنہوں نے پہلے اپنی خواہشات پوری کیں۔ بعد میں دوسروں کی خواہشات کے مطابق نقول اور خاکے بناتے رہے۔ چونکہ ابتداء زمانہ میں ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ

سے ایک ملک کے باشندوں کو دوسرے ملک کے لوگوں کے بود و باش اور طرزِ معاشرت کی جان کاری نہ تھی اور ہر قوم مینڈک کی طرح اپنے ہی کنواں کو دنیا سمجھتی تھی۔ جوں ہی ذرایع رسل و رسائل نے وسعت حاصل کی تو قومیں ایک دوسرے کی ہنروں سے متعارف ہوگئیں اور ہر قوم نے اپنی ہنر کو اپنا ہی ایجاد و اختراع قرار دیا۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ اس قسم کی نقالی یا خاکہ کشی جس کو آرٹ، چتر کاری یا نقاشی وغیرہ اصطلاحی ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پہلے یونانیوں نے ایجاد کی۔ جب ہندوستان کی تاریخ دیکھیں گے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فن یہاں ہی ایجاد ہوا اور بدھ ازم کے ساتھ ساتھ چین نے اس کو اپنایا۔ جیسا کہ اجنتا کی غاروں میں نمایاں نظر آتا ہے۔ کسی نہ کسی طرح نقاشی کا فن چین میں بھی ایجاد ہوا جہاں یہ فن ہزاروں سال نشو و ارتقا پذیر ہوا اور یہ فن روز افزوں دلفریب اور قدرتی خوب صورتیوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوا۔ چین میں اس فن کو بہت سے برگزیدہ فن کاروں نے اپنی قابلیت سے بامِ عروج تک پہنچا کر روشن کر دیا۔ اس شہرت نے اس فن کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر ذوقِ جمال رکھنے والے انسانوں میں سیکھنے کا شوق پیدا کیا۔ یہ ذوق شوق چین کے ہمسایہ ملک ایران میں جلد ہی پنپ گیا اور اسے اس فن کا دلدادہ و شیدا بنایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چینیوں کے بعد ایرانیوں نے اس فن میں شہرت دوام حاصل کر لی۔

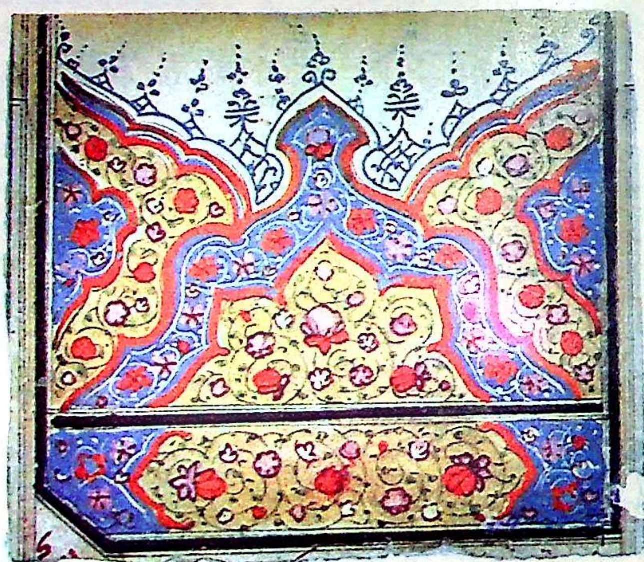
"ارچنگ" جیسے چینی مرصع کار کے مقابلہ میں مانی اور بہزاد" نے بھی اس فن کو روشن تر بنا دیا۔ جب کہ ایرانی ابتدائی دور سے کپڑے یا کاغذ جیسے تختیوں پر پرانے دیوتاؤں اور سورماؤں کی تصویریں بناتے آئے ہیں اور اس فن کو" کواجگری" نام سے پکارتے ہیں۔

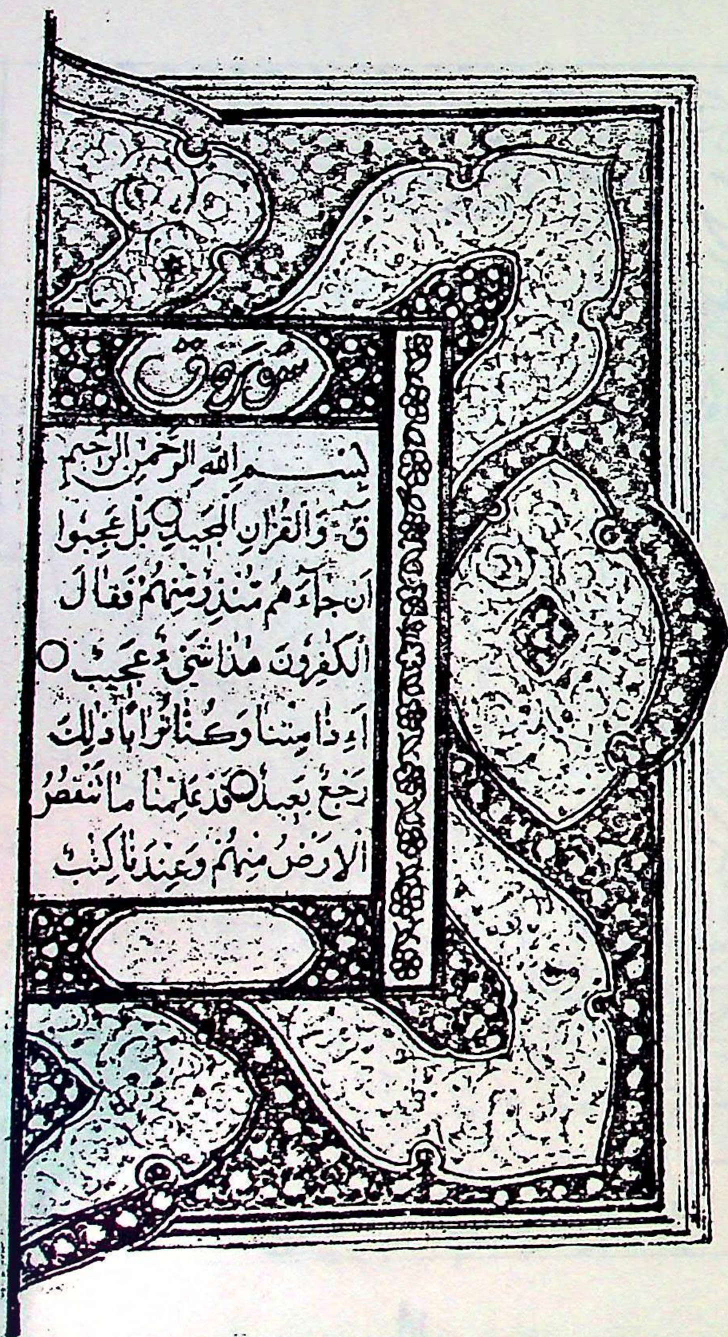
اسی طرح کشمیر میں نقاشی کی تاریخی شہادت مہابھارت جیسی کتاب میں یوں ملتی ہے: کہ شری کرشن جی مہاراج کے بیاہ کے موقعہ پر تحائف عروسی میں کشمیری (کانی) شال بھی تھے۔ (ایک روایت کے مطابق ایک سو شال تھے) جس

کی تصدیق ایران کے ہم عصر مؤرخ جناب زین العابدین نے اپنی کتاب "حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی کی ہے۔ تو اس طرح ثابت ہے کہ شال کے بنے ہوئے بیل بوٹوں کا نقشہ۔ خاکہ اور رنگ آمیزی پہلے نقاش نے تیار کی۔ پھر شال کی بنائی وجود میں آئی۔ جبھی یہ ثابت ہے کہ مہابھارت سے پہلے نقاش بھی تھے۔ اور نقاشی بھی خواہ وہ نقاشی۔ کڑھائی۔ بنائی کے لئے تھی یا مو قلم سے کاغذ جیسے کسی دوسرے مسالہ والے تختہ یا تختی پر کی جاتی تھی۔

اگرچہ اس زمانہ میں اس کو چتر کاری کہا جاتا تھا۔ جبکہ عربی میں نقاشی کو ارتسام اور نقاش کو "رسام" کہتے ہیں۔ فارسی والے کتابی نقاشی کو صحافی کہتے ہیں۔ مغلوں کے دور سے یہ صحافی نقاشی کے نام میں تبدیلی ہوئی۔

اب یہ بات ثابت ہے کہ کشمیر میں نقاشی کا فن بہت پہلے سے مروّج تھا اور یہ نقاشی کرنے والے کو صحاف بھی کہتے تھے جو شالوں اور دیگر صنعتوں میں بننے والے اشیاء کے لئے نقشے یا "طرح" تیار کرنے کے علاوہ کتابوں کے سرورق حاشیوں اور سطروں کے درمیان نقش نگاری کرتے تھے جس سے کتابی یا کاغذی نقاشی وجود میں آئی ہے۔ یہ کتابی نقاشی بالکل اسی طرح انجام پاتی تھی۔ جس طرح بعد کی نقاشی (پیپر میشی بغیر روغن یا وارنش کے) تیار کی جاتی تھی۔ ایسی نقاشی کرنے والوں کی فنی مہارت دیکھنے کے لئے عجائب گھروں یا آرکیولاجی جیسے محافظ خانوں میں وہ کتابیں دعوت نظارہ دیتی ہیں جن کے سرورق اور صفحوں پر خطاطی یا نقاشی جگمگاتی ہے۔ اس طرح کی نقش نگاری کے تحت





سورة ق

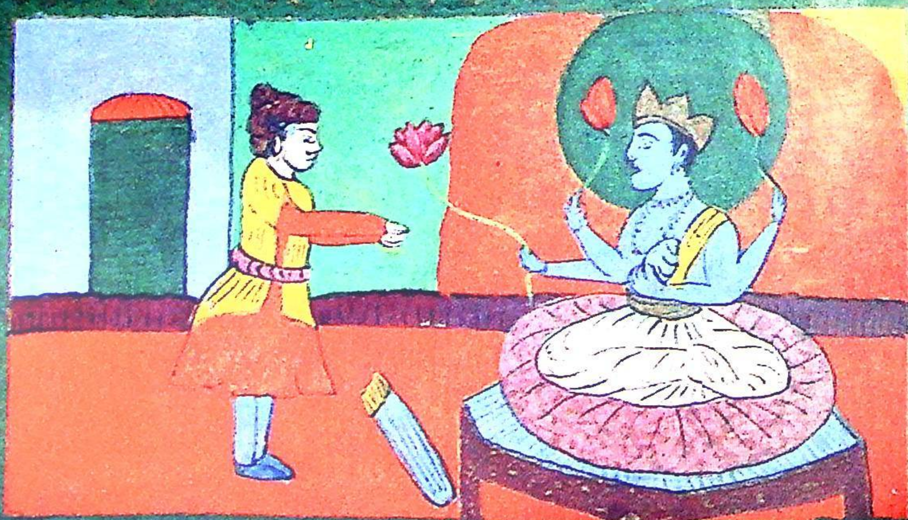
بسم الله الرحمن الرحيم
ق والقران المجيد بل عجبوا
ان جاءهم منذر منهم فقال
الكفرون هذا شيء عجيب
ءاذا متنا وكنا ترابا ذلك
رجع بعيد قد علمنا ما تنقص
الارض منهم وعندنا كتب

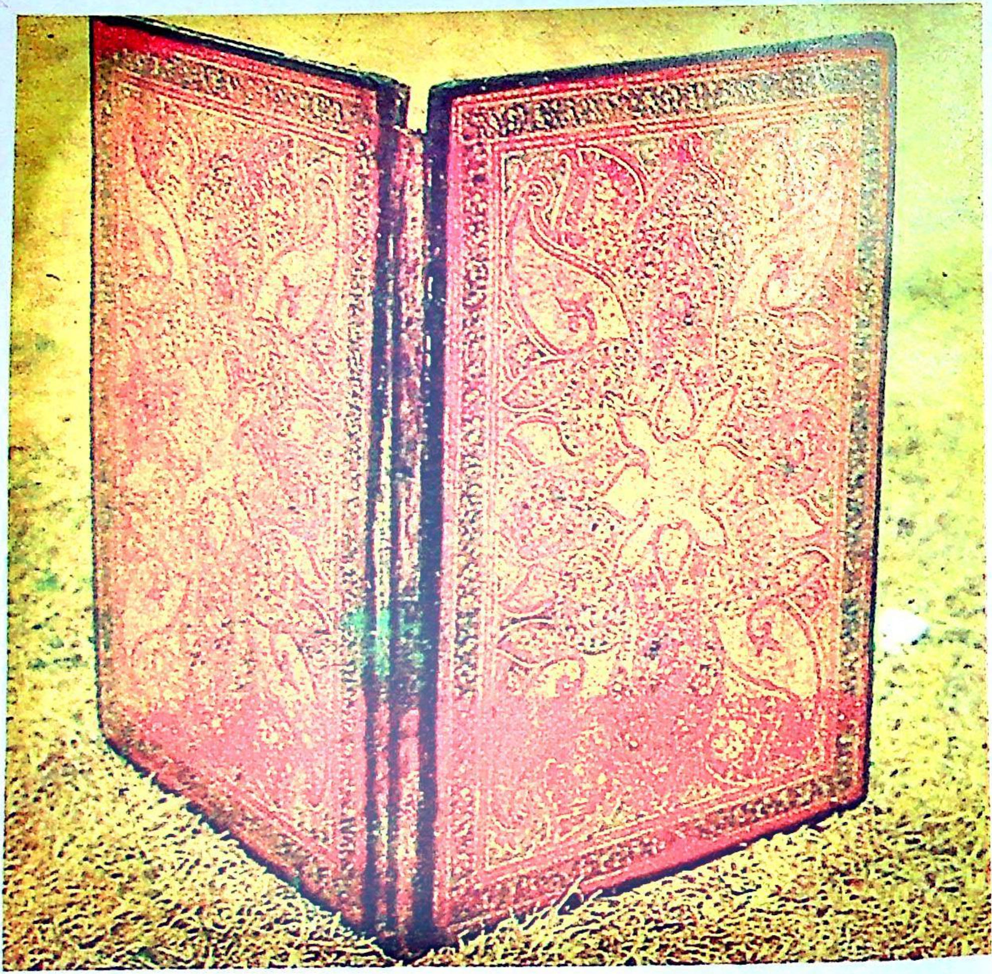
A PAGE FROM THE QURAN

(از السٹریٹڈ ویکلی)



ان کتابوں میں سے ایک تصویری ورق جو ہاتھ سے بنے ہوئے کاغذ پر لکھی جاتی تھیں۔
اور نقاش انہیں درج کہانیوں کے ایسے منظری تصاویر تیار کرتے تھے+





سرورق کے علاوہ ہر نئے باب والے صفحوں کو نصف سے اُوپر محرابی صورت میں بغل دار۔ چاند دار۔ یا دور دار۔ جیسے طرح مختلف رنگوں کے علاوہ قلمی سونے سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ آج بھی کئی گھرانوں میں ایسی صحافی یا نقاشی کی ہوئی قرآن شریف۔ گیتا۔ اور رامائن جیسی مقدّس کتابیں موجود ہیں۔ اسی طرح داستانی قصے کہانیوں کے مطابق انسانوں، حیوانوں اور جانوروں کو مختلف مشاغل میں مصروف عمل دکھا کے مزیّن بنایا جاتا تھا (ایسے اوراق آج بھی میرے پاس موجود ہیں) آج کل یہ کام آفسیٹ پریسوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ نمونہ کے ورق سے ظاہر ہے۔ دھیرے دھیرے کاغذ کے تہہ پر تہہ چڑھتے گئے اور موٹے حجم کی جلدیں کتابوں کے لئے بنتے گئے جسے بغیر روغن کے پیپر مینشی کا ابتدا ہوا۔ البتہ رنگوں کو مضبوط یا پائیدار بنانے کے علاوہ محفوظ از آب (WATER-PROOF) بنانے والی شے روغن یا وارنش کشمیر میں کب اور کیسے وجود میں آئی۔ یہ ایک معمّہ ہے۔ یورپ والے اس کے وجود میں آنے کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہالینڈ کے ایک رنگ کار (PAINTER) کو نوکر نے اس وقت کھانا لایا جبکہ وہ آبی رنگوں والی تصویر تیار کرتا تھا اور نوکر سے زیتونی تیل میں بنی سبزی تری گر کر اس کی تصویر پر پڑی جو صاف کرنے کے باوجود یہ رنگ والی جگہ پانی سے ڈھل نہ سکی۔ اس طرح روغن یا وارنش کا وجود عمل میں آیا۔ جب کہ روغن یا کسی اور مسالہ سے رنگوں کو چمک اور تحفظ از آب ملا۔ آج بھی اجنتا کی غاروں میں بھی گواہی ملتی ہے کہ رنگ۔ اور روغن کے علاوہ نقاشی اور نقاش قبل از تاریخ بھی موجود تھے۔

بہر صورت نقاشی کب ایجاد ہوئی۔ یہ قصّہ پارینہ ہے جب کہ دیکھنا یہ ہے کہ کیسے وہ پارینہ روایات زندہ ہوگئیں۔ جن سے ایک نقاش ایسے اشیا تیار کرتا تھا۔ جن کو دیکھ کر ایک ذی ہوش سر تھام کر رہ جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ آج کل کی نقاشی کرنے والا کیسے یہ کہتا ہے۔ "پدرم تر اپاشاہ بود"

بد قسمتی سے ہندوستان پر کئی بیرونی حملہ آوروں نے تسلط جماکر یہاں کے تہذیب و ثقافت کی روایات کو تہس نہس کر دیا۔ ان ہی حملہ آوروں میں سے ایک تیمور تھا۔ جسے عرصہ سے ہندوستان میں اپنے پیر جمانے کی سوجھتی رہی۔ اس طرح جب تیمور کو ایران پر تسلط جمانے کے بعد ہندوستان پر نظر پڑی تو ہندوستان آیا۔ اس وقت کشمیر کا حکمران سلطان سکندر تھا۔ اُس نے تیمور کو ملاقات کے لئے تحفوں کے ساتھ خط بھیجا۔ تیمور نے تحائف قبول کر کے سلطان سکندر کو اٹک میں ملنے کو کہا۔ جب تیمور نے ہندوستان فتح کیا۔ سلطان سکندر اٹک روانہ ہوا۔ ابھی بارہ مولہ ہی پہنچا تھا۔ تیمور اٹک سے گذر کر سمرقند کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جب سلطان سکندر نے یہ خبر سُنی۔ تو سرینگر واپس آکر اپنے چھوٹے بیٹے شاہی خان کو تحائف کے ساتھ سمرقند روانہ کیا۔ شاہی خان نے باپ کے اس مشن کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ تیمور اس کارکردگی سے بہت خوش ہوا اور شاہی خان کو کشمیر آنے کے لئے سات سال تک اجازت نہیں دی۔ چونکہ سمرقند ان دنوں اس بڑی سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ جو ہنرمندی کی وجہ سے شاہی خان کی دلچسپی کا موجب بنا۔ اس مدت میں شاہی خان نے سمرقند میں ہنروں اور دستکاریوں سے بہت دلچسپی لی۔ جبکہ ۱۴۰۵ء میں تیمور فوت ہوا۔ تو شاہی خان کشمیر واپس آگیا۔ ۱۴۱۶ء میں سلطان سکندر فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی سات سال تک سلطان علی شاہ نے حکومت کی۔

۱۴۲۳ء میں شاہی خان کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا۔ شاہی خان کا لقب سلطان زین العابدین رکھا گیا۔ جنہیں کشمیری بڈشاہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ زین العابدین بلند خیالات کے مالک تھے۔ اُس نے ملک میں بہت سے تعمیراتی کارنامے انجام دئے اور علوم و فنون کو ترقی دینے کے لئے بار آور کوششیں کیں۔ جن کی وجہ سے ملک و قوم ہمیشہ ان کے زیر بار احسان ہے۔ اُس نے سمرقند

سے مختلف قسم کے ہنر مند منگائے جن میں قالین باف۔ نقاش صحاف۔ کاغذ گر سنگ تراش۔ جلد ساز۔ زین ساز۔ بندوق ساز۔ حکاک۔ سازندر اور آتشباز تھے۔ ان صناعوں کے لئے آرام و آسایش کے مواقع فراہم کئے۔ جن کی وجہ سے انہوں نے اس ملک کو وطن مالوف بنایا اور ملک کے لوگوں کو دل وجان سے اپنی اپنی ہنروں سے ماہر بنا دیا۔ کشمیر میں نقاشی کی تاریخ قبل از مہابھارت ہے جیسے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فن زین العابدین کے زمانہ میں شروع نہیں ہوا ہے صرف اس کی کوششوں سے اس فن کی تجدید ہوئی اور اسے جلا بھی ملی ہے اور اس تجدید سے اس فن کو نئی زندگی ملی۔ یہ کوششیں ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے کئی قسم کے کاریگروں کو ایران سے منگایا اور جو کوئی بھی دوسرے وجوہات کی بنا پر یہاں آئے۔ انہیں یہاں رہنے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے یہاں کے نقاشوں کو ایرانی طرز فن سکھلانے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ یہاں آئے یا لائے گئے۔ دو نقاش مُلّا رستم مانتو ابوالفضل اللہ مانتو) گلکار طرز کی نقاشی کرتے تھے جو یہاں کے اصل طرز نقاشی سے مطابقت رکھتی تھی۔ اسی ملّا رستم مانتو کا نواسہ سید تراب شاہ جن کے طرز طرح (DESIGNS) آج بھی نقاشی کے دنیا میں روشن ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ ان کے دو اور ساتھی بانکا اور مغل خاندانوں کے نقاش "کو اجگری" جیسے منظری۔ درباری اور جنگی تصویر والی۔ طرز نقاشی کو ہی اپناتے رہے۔ جب کہ اس طرح کی نقاشی ہندوستان میں پہلے ہی جاری وساری تھی۔

اگرچہ بڈشاہ نے اس فن کو پنپنے کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ان بدیشی سیاحوں خصوصاً فرانسیسیوں اور انگریزوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے جنہوں نے مروجہ کاغذ کے موٹے حجم والے تختیوں سے بنائے جانے والے چورس۔ جلدوں ڈبوں اور صندوقوں کے بجائے کاغذ کو کوٹ کر کہگل کے طور پر استعمال کر کے قالبوں اور سانچوں سے گول اور بیضوی شکلوں والی چیزیں تیار کرنے کی ترغیب دیکر روز افزوں نت نئے ساختے بنوانے میں

ساختہ سازی کے فن کو عروج بخشا۔ جیسے ساختہ سازی کا فن (جو نقاش خود کرتے تھے) علیحدہ طور معرض وجود میں آگیا۔ جبکہ ایسی چیزیں بنانے والے ساختہ ساز (FORGER) کہلانے لگے۔

جبکہ کاغذی ساختہ سازی کے علاوہ لکڑی کی چیزیں اور پیتل کی چیزیں بنوا کر پورا (PULP) ڈھانپ کے نقاشی کروانے کی ترغیب بھی انہی سیاحوں کی مرہون منت ہے۔ اس طرح ساختہ کی سینکڑوں چیزیں منظر عام پر آئیں۔ اگرچہ گول بیضوی شکل میں چیزیں جیسے قلمدان یہاں آئے ہوئے ایرانی نقاشوں نے پہلے ہی متعارف کی تھیں۔ لیکن یہ قلمدان بھی کاغذی اوراق کی تہہ بندی کر کے ہی تیار کئے جاتے تھے۔ چنانچہ سید تراب کے زمانے میں بننے والے قلمدانوں کی وجہ سے اس نقاشی کو کار قلمدانی کہتے تھے۔ کیونکہ کانی پشمینہ کے لئے ڈبے بنانے کے علاوہ وہ امراء وزراء اور سرکاری منشیوں کو نقاشی کے قلمدان دفتری کاروائی کے لئے لازمی طور بنوائے جاتے تھے۔ جس طرح آج کل تمام پڑھے لکھے بلکہ ان پڑھ بھی فونٹین پن رکھنا وقار کی علامت سمجھتے ہیں۔

یہ قلمدان سیدھے کھیرے یا کیپسول کی شکل میں دو حصوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ جبکہ ایک حصہ اندر کی طرف چھپا رہتا تھا۔ جس میں مختلف خطوط کے علاوہ دوات قلم۔ قلم تراش اور قینچی ہوتی تھی۔ یہ حصہ اگلے سرے کی جانب باہر کھینچنے پر کھلتا تھا۔ جبکہ اس حصہ کو بچہ کہتے تھے اور جب بند کرتے تھے تو بالکل ایک ہی چیز دکھائی دیتا تھا جیسا کہ سید تراب اور سید رضا کے قلمدانوں کے رنگین فوٹو صفحہ نمبر ۱۸/ا پر ظاہر کرتے ہیں۔ یہ قلمدان سائزوں کے لحاظ سے چھوٹے اور بڑے بنتے تھے۔ جبکہ بڑا فرشی کہلاتا تھا اور چھوٹا بغلی، جو وزن میں ہلکا ہونے کے باعث ہر کوئی ساتھ رکھتا تھا۔

انگریز سیاحوں کی آمد کے ساتھ ہی جو چیزیں نقاشی میں متعارف ہوئیں


(۱)
(۲)

از :۔ "مورکروفٹ کی ڈائری"

Papier-mache : Apart from shawl weaving the best known traditional Kashmir craft is that of painted papier-mache: pencases, trays, boxes, book-covers, and other small portable objects—examples of which are shown at fig. 1. It is called *Karl-kamaldari* (lit. pen-case work) and fig. 2 shows a painter at work. In 1823, when Moorcroft was making his record of the techniques and processes involved, this branch of handicraft was considered to be in decline. He states that whereas in former times a large number of craftsmen had been engaged, there were now only about forty, producing about 1,000 pen-cases a year.

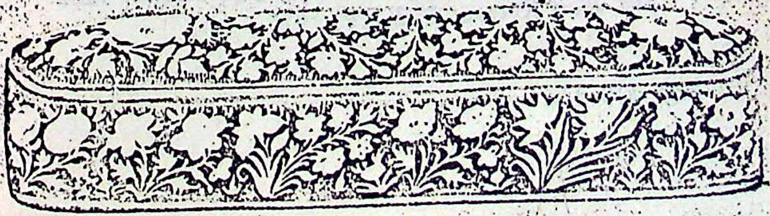
The *karl-kalamdari* tradition had its individual masters, who sometimes signed their works, The last was Sayyid Turab, who died about 1875.[1] The articles themselves were usually of papier-mache on a core of light wood. The paper used as raw material was bought as waste, having already been used for writing upon. Only the finest specimens were made with a layer of sheepskin over the papier-mache.

(1) *Pandit Anand Kaul, Kashmir papier-mache, East and West Review, Vol. XV, 1916.*

Page 115, 116

Kashmiri craftsman
Painting a papier mache
pencase (Kari Ka'mdani)
Courtesy India Office Library

Two surais and pencase
papier-mache (kari kala...
Courtesy: Victoria and Albert Mu...



ان میں رائیٹنگ سیٹ (WRITING SET) یعنی لکھنے کا سامان جو بارہ چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے بھی متعارف ہوا۔ جو نقاشی سے آراستہ کروا کے سرکاری طور خریدے جاتا تھا۔ جبکہ ان میں قلم دوات کے علاوہ کچھ دوسری چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ اور دفتروں میں استعمال کے لئے رکھتے تھے جس سے دفتریوں کو قلمدان ساتھ رکھنے کا رواج ختم ہوا۔ آج بھی سرکاری مہمان خانوں میں ایسی چیزیں رکھی جاتی ہیں

اسی طرح بہت ساری چیزیں مختلف سائزوں میں بننے سے پیپر میشی کے تحت تیار کرنے والوں کے لئے مہیا ہیں۔ اس طرح اس صنعت کے تحت تیار ہونے والی چیزیں گھریلو استعمال میں ہونے کی وجہ سے ضروریات زندگی میں شامل ہو چکی ہیں۔

جبکہ آج کل کے زمانہ میں نئی ضروریات اور خواہشات کے باعث نئی شکلوں میں نئی چیزوں کو اس فن کے تحت لانے کی اشد ضرورت ہے جس کے لئے ۱۹۵۸ء سکول آف ڈیزاین قایم کیا گیا تھا جہاں میں نے ابتدائی دو سالوں میں بحیثیت ڈیزائنر نت نئے دو سو بیس ڈیزاین مختلف صنعتوں کیلئے وضع کئے۔ جن کے لئے سکول آف ڈیزاین والوں نے ہینڈی کراوٹ مقابلوں میں انعام بھی پائے۔ اس کے برعکس ۱۹۶۲ء سے آج تک ۲۷ سال گزرنے کے باوجود کوئی ایک نیا ماڈل یا ڈیزاین کسی بھی صنعت کے لئے یہاں نہیں بن سکا جو خصوصاً نقاشی کے لئے استعمال کیا جاتا جبکہ نیا ماڈل یا ڈیزاین کسی بھی صنعت کے لئے یہاں تیار نہیں ہو سکا۔ جب کہ مناظر و مظاہر قدرت کو نقل کرنے کی جبلت و خصلت کا مختصر لفظ نقاشی ہے۔ چونکہ اب اس فن کو کاغذ کے تختیوں پر اتارنے کے علاوہ کاغذی بورا کو سانچوں پر ڈھانپ کر بنائے گئے چیزوں پر رنگ و روغن سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس لئے فرانسیسی زبان میں اس کا نام پیپر میشی PAPIER MACHÊ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس لفظ پیپر میشی کا ترجمہ انسائیکلو پیڈیا آف برطانیہ جلد نمبر ۱۶ کے مطابق: کاغذی ساختہ کو رنگ و روغن سے

چمکیلا کرتا ہے" جو اس فن کی مکمل تفسیر و تشریح ہے۔ چونکہ قدیم زمانہ میں شال دوشالے فرانسی تاجر فرانس اور دوسرے ممالک کو اسی فنِ نقاشی کے تحت بنے ہوئے ڈبوں میں بند کر کے لے جاتے تھے جہاں ہر دو قسم کی دست کاریوں کو فروخت کرتے تھے۔ ان ہی تاجروں نے اس نقاشی فن کو اپنے اصطلاحی لفظ پیپر میشی سے موسوم کیا جیسا کہ اب دنیا کے ہر خطے میں اس فن کا یہی اصطلاحی نام پڑ گیا ہے۔ جب کہ اس فن کو یوروپ و ایشیا میں بہت پسند کیا گیا۔ فن ترقی کرتا گیا اور فن کار قدرتی رعنائیوں کو اس فن کا منطوق بناتے رہے۔ جیسے یہ فن روز افزوں دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ گیا۔ ایک زمانہ میں نقاشی اشیا کی تجارت فرانس میں ۲۰ ہزار اور کابل میں ۱۰ ہزار روپیہ کی ہوتی تھی۔ یہ اس زمانہ کی تجارت کا نقشہ ہے جب کہ ذرایع رسل و رسایل بالکل محدود تھے۔

بڈشاہی عہد کے بعد کشمیر پر حملوں اور تاخت و تاراج سے بہت سے حکمران تخت نشین ہوئے ہیں۔ انہوں نے غارت گری و ستم گری کے سوا اس ملک کو کچھ اور نہ دے سکے۔ اس طرح یہ فن کوئی ترقی نہ کر سکا۔ گرچہ مغلوں نے اپنے زمانہ میں شاہی محلوں اور درباروں کے در و دیوار اور سقفوں کو اس فن سے آراستہ کرواکے ایسے فن کاروں کو زندگی بخشی۔ سکھ اور پٹھان پرلے درجے کے بدذوق حکمران گزرے ہیں۔ ڈوگروں نے مغلوں کی تقلید کی۔ اس دور میں یورپی سیاحوں کی آمد و رفت نے اس فن کو اس قابل بنایا کہ اگر کوشش کی جائے۔ تو ماضی کی طرح کشمیر کی بہترین تجارتی فن بن جائے گا۔ اس درمیانی دور میں عدم توجہی نے اس ہنر کے فن کاروں میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ جو کوئی رہا اس نے ایسی سرپرستی نہیں پائی جس کے تحت قدیم روایات کو زندہ رکھتے ہوئے نئی چیزیں تیار کی جاتیں۔ نئی اختراعیں کی جاتیں بلکہ ابتدائی طرز و طریق بگڑتے بگڑتے اصلیت سے دُور رہتے۔ وقت ایسا آگیا کہ دیکھنے والے یقین نہیں کرتے کہ یہ فن اصولوں کے تحت عمل میں آتا تھا جب کہ پیپر میشی میں گل کار

نقشوں پر مناظر کشی (PERESPICTIVE) کے اصول اتنی سختی سے حاوی نہیں ہوتے جتنے اس فن کے تحت بنائے جانے والے سبزہ زاروں۔ جنگلی نظاروں۔ جنگی مناظر۔ پولو کھیل۔ انسانوں اور حیوانوں کو ان کے مشتلاتی مناظر میں دکھائے گئے نقشوں پر حاوی ہوتے ہیں۔ قدیم فن کاروں کی چیزیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے مناظر کو بناتے وقت ان اصولوں کے پابند رہتے تھے اور ہر کاریگر اپنے بیٹے پوتے کو اس قسم کے اصولوں کے راز جتلا کر ان سے واقف کرتا تھا اور نئے نئے قدرتی مناظر کے مشاہدات قلمبند کئے جاتے تھے۔ آج کل یہ اصول مفقود ہیں حقیقت یہ ہے کہ بڈشاہ کے بعد کی حکومتوں نے یہاں کے علوم و فنون کی حفاظت کرنے سے گریز کیا جس سے اس قسم کے واقف کار کاریگر نابود تو نہیں نایاب ہوتے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ تاجروں نے اپنی نفع اندوزی کی خاطر سستے داموں چیز تیار کروا کر ایسی غلط کاری کو فروغ دیا اور اٹاوے کے کاریگر پیدا کئے۔ جنہوں نے باپ دادا یا اُستادوں کے بنائی ہوئی چیزوں کی تقلید کرنا بھی چھوڑ دیا اور بے اندازہ غیر معیاری" طرح (DESIGNS) تیار کر کے بازار میں بھیج دئے۔ جن کو دیکھ کر ماہرین فن کو اچھنبا ہوا۔ اور قدیم فن کاروں کی مہارت اور اہلیت پر حرف آنے لگا۔ جب ماہرین نے کھوج لگایا تو آج کے بگڑے ہوئے طرز و طریق پر افسوس کرتے ہوئے کہا: آج کے کاریگر نے اپنے اسلاف کے ہنر کو ضایع کر دیا ہے۔ اس طرح ہنر مندی کے مذاق میں فرق آ گیا ہے۔ اس کی دست کاری کے طریق کار اور رنگ و روپ میں کافی نقائص پیدا ہو گئے ہیں۔ بلکہ آج کے کاریگر قدرت کی کاریگری کو سمجھنے سے قاصر ہیں جب کہ ابتدائی ماہروں نے اس فن کو سنوارنے پر زور دیا تھا چنانچہ مشرقی فنون کے مسلّمہ ماہر: مسٹر ای۔ بی۔ ہاول یوں فرماتے ہیں: فن ایک ذہنی اور اخلاقی تعلیمی طاقت ہے۔ ان طلباء کو جو ثانوی درجہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے سے عاری ہیں صنعتی تعلیم دینی چاہیے تاکہ فنون اور صدیوں سے حاصل

شدہ اشیاء کی ساخت اور پرداخت کی اہلیت کو جس کی ساری دنیا معترف ہے
برقرار رکھ کر ترقی دی جا سکے۔ کشمیری ذوق جمال رکھتا ہے۔ وہ خوبصورت دل
افروز نقشے تیار کرنے کی جبلی مہارت اور فہم رکھتا ہے جس کو آسانی کے ساتھ فروغ
دیا جا سکتا ہے جس طرح ایک انگریزی بولنے والا انگریزی میں اپنے خیالات کو
حُسن و خوبی کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ اسی طرح ایک ماہر فن اپنے ہنر کا اظہار
نہایت ہی بہترین انداز میں کر سکتا ہے۔ کشمیر کے فن کار میں ہنر کی گذشتہ جمالیاتی
معیار اور شاندار روایات کو برقرار رکھنے کی اہلیت ہے لیکن ضرورت اس
بات کی ہے کہ اس کے دل و دماغ اور بصری تربیت بہتر طریقہ سے کی جائے جو صرف
(ٹیکنیکل ایجوکیشن) صنعتی تعلیم کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ ایسا کرنے
سے کشمیر کی صناعی از سر نو زندہ ہو سکتی ہے اور ملک کے لئے یہ تعلیم نہایت
مفید اور کار آمد ہو سکتی ہے"۔ ایسے ہی مقاصد کے پیش نظر ڈوگرہ حکمرانی
کے دوران امر سنگھ ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ قایم کیا گیا تھا۔ اس کے چلانے کے لئے یہی
اصول مقرر کئے گئے تھے کہ ہنر مند اور ان کے بچوں کو اس تربیت گاہ میں قدیم
کاریگرانہ انداز سیکھنے کے علاوہ جدید طریقوں سے نئے نئے نمونے تیار کرنے کی
تعلیم دی جائے گی۔ لیکن اس تربیت گاہ کو چلانے والوں نے یا تو اصل
مقصد کو سمجھا ہی نہیں تھا یا ان کی بدنیتی ان کو ایسا کرنے سے روکتی تھی۔
کیونکہ تربیت حاصل کرنے والوں نے پرانے فنون میں اصلاح کر کے جدید طریقہ
پر جاری کرنے کی تربیت تو درکنار کوئی ایسا فن بھی نہیں سیکھا جو کشمیر کے لئے
باعث توقیر بن جاتا۔ بڈشاہی عہد حکومت کے بعد کشمیر میں حکومتوں نے اپنی
بدعنوانیوں سے اس ملک کے علوم و فنون اور تجارت کو تباہ کیا۔ جس کے پیش نظر اس
ملک میں انقلاب آیا۔ جسسے اس ملک کی کایا ۱۹۳۱ء سے پلٹی جا رہی ہے۔ تاکہ
اس ملک کے رہنے والے عہد بڈشاہی کی طرح آرام و اطمینان کی زندگی بسر
کر سکیں اور علوم و فنون کو پھر سے وہی درجہ حاصل ہو۔ جو اس دورِ حکومت

میں حاصل تھا۔ ان ہی مقاصد کے پیش نظر ۱۹۴۵ء میں ایک منصوبہ نیا کشمیر کے نام سے مرتب کیا گیا جس میں باقی باتوں کے علاوہ علوم و فنون کو ترقی دینے کے ساتھ ساتھ اقتصادی بدحالی کو دُور کرنا ناگزیر قرار دیا گیا ہے۔ جوں ہی وطن کے بہی خواہوں نے ۱۹۴۸ء میں ملک کی بھاگ ڈور سنبھالی۔ تو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے امر سنگھ انسٹی چیوٹ کو باغ دلاور خان سرینگر میں واقع ہائی سکول میں ضم کر کے ملٹی پرپز ہائر سیکنڈری سکول کے نام سے موسوم کیا گیا۔

جہاں اس ملک کے مستقبل کے معماروں کو مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے منشاء کے مطابق کسی ایک فن کو حاصل کرنا تھا۔ فن اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے نصف دن پڑھائی اور نصف دن فنی تربیت دینے کا منصوبہ تھا۔ جس کے تحت ہر طالب علم میٹرک پاس کرنے کے ساتھ ہی اپنے فن کی سند بھی حاصل کر سکتا۔

اس وقت ایسا منصوبہ عمل میں لانے سے حکومت کا یہی منشا تھا کہ تعلیم و فن ایک ساتھ سیکھنے کے بعد کوئی بھی فارغ التحصیل کسی طرح صرف ملازمت کے پیچھے نہ پڑے بلکہ جب مواقع ہوں تو مزید تعلیم حاصل کر کے کسی سرکاری ادارہ میں جگہ لے سکے نہیں تو اپنی حاصل کردہ فن کے مطابق اپنے روزگار کی سبیل باسانی نکال سکے لیکن ۱۹۵۳ء کے بعد نہ صرف اس سکیم پر قط ڈالا گیا بلکہ سکول متذکرہ سے ٹیکنیکل تعلیم کو علیحدہ کیا گیا۔ جسسے مرحوم شیخ صاحب کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔ جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بہت کوشاں ہی نہیں۔ بلکہ مضطرب تھے۔ جن فنون کو اس سکول میں طلباء کو سیکھنا تھا۔ ان میں سے ایک فن پیپر میشی بھی تھا۔ اس فن کا سیکھنا طلباء کے لئے فائدہ مند اور فیض رساں ثابت ہوتا (۱) جب کہ یہ فن فنون لطیفہ میں سے ایک ہے جس کو تعلیم کے ساتھ سیکھنے سے مزاج کا تفریح ہوتا ہے اور سیکھنے کے بعد گھریلو زندگی بہتر بنا سکتے ہیں۔

(۲) جبکہ اکیڈیمک تعلیم حاصل کرنے کے بعد کوئی اعلیٰ ٹریننگ حاصل نہ ہوتے

یا سرکاری ملازمت نہ ملنے کے باعث اپنے آپ تاجر کی حیثیت سے کاروبار کر سکتے ہیں۔

(۳) ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد کا وقت ضایع نہ کرنیکی بجائے اس فن سے لطف اندوز رہ کر مزاج میں تفریح پیدا کرتے کے علاوہ آمدن میں اضافہ کر سکے۔

(۴) بے ہنر عالموں کی طرح بازاروں میں آوارہ پھرتے یا ملازمت کے چکر میں وقت ضایع کرنے کی بجائے فن سے متعلق کارخانہ قایم کر کے آزادانہ طور پر روزگار حاصل کر سکتے اور شاعر کے اس شعر کو دھراتے :-

ہیں وہ مست وغنی جن کو آتا ہے کچھ کام
ہیں کلید گنج و زر اہل ہنر کی انگلیاں

جبکہ متذکرہ ماہرین فن کی آرا کے برعکس ۱۹۷۷ء ۱۹۷۶ء سے حکومت نے لڑکوں اور لڑکیوں کو فنی تربیت دینے کی خاطر سنٹر کھولے ہیں جہاں ہر قسم کی فنی تربیت کے لئے صرف ایک سال مقرر ہے جو نکہ گورنمنٹ کو یہ جاننا چاہیے کہ کس فن کی تربیت کے لئے کتنے وقت کی ضرورت ہے اور طریقہ تربیت کیا ہونا چاہیئے۔ جبکہ چالک دوزی۔ ٹیپسٹری یا قالین بافی کے لئے ایک ٹانکے کا پھندا لگانے کا گر سیکھنا کافی ہے۔ جسے یہ تربیت پانے والے دو ایک دنوں میں سیکھ کر ایک استاد کے برابر کمائی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ٹانکے سیکھنے والوں کو نقاشوں کی طرح نہ ڈرائینگ سیکھنا ہے نہ طرح ڈالنے کی تربیت۔ نہ رنگ آمیزی جاننے کی ضرورت۔ نہ ہی رنگ آمیزی پر پرداز کرنے کی صلاحیت ہونی لازمی ہے۔ جب کہ یہ سبھی کام ان کے لئے ایک "طرح کار" (DESIGNER) تیار کر کے دیتا ہے۔ جو چیز کی عمل آوری ۸۰ فی صد ہوتا ہے اور جس کے لئے صرف ڈیزائنر ذمہ دار ہے جب کہ پیپر میشی نقاش کو ایک (ساختہ) چیز پر گچ مایہ گھسائی۔ جریرہ چپکائی۔ رنگ لپائی۔ طرح کاری۔ رنگ آمیزی اور طلاکاری

جیسے اہم کام ایک ہی ہاتھ سے انجام دے کر چیز کو مکمل کرنا ہوتا ہے۔ ان آٹھ مرحلوں میں طرح کاری (DRAWING AND DESIGN) رنگ آمیزی اور پرداز بتین ایسے مرحلے ہیں جن کی سکھائی کے لئے ہزاروں پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ قدرتی بات ہے کہ اگر کسی سنٹر پر کوئی قابل استاد بھی تعینات ہو وہ ایک سال کے مدت میں متذکرہ آٹھ مرحلوں سے ایک تربیت خواہ کو نہیں گذار سکتا۔ جبکہ نقاش بننے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جب کہ وہ استاد خود نقاشی کے چار صنفوں جیسے (۱) روایاتی گل کار طرحوں (۲) شال طرحوں (۳) منظری دربار طرحوں اور (۴) لاساطرحوں کی عمل آوری سے مشکلاً ہی روشناس ہوتا ہے۔ جب کہ ایک استاد کے لئے نقاشی کے ان چاروں اصناف ہیں کامل ہونا لازمی ہے۔ اس کے مقابلہ ہیں ان سرکاری سنٹروں پر "پھڈو صاحبی"[1] نقاشی کی جاتی ہے۔ جیسے روایاتی نقاشی کی اصلیت مفقود ہونے سے اس کی تجارت بھی بحرانی کیفیت سے دوچار ہے۔ علاوہ ازیں جو روایتی نقاش گنتی ہیں سینکڑوں تک ہی محدود تھے۔ اس کے برعکس سنٹروں کے باعث ساری سٹیٹ کے شہروں اور دیہاتوں میں ان اٹاوے کے نقاشوں کی تعداد ۱۰ ہزار سے بھی زیادہ ہو چکی ہے جن کو اب کامل نقاش بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ماہر کاریگروں کے ذریعہ مزید ٹریننگ دلائی جائے جسے یہ فن زندہ رہنے کے قابل ہو سکے گا۔ جب کہ اس نئی پود کے نقاشوں کو اُن ماہر نقاشوں کے ہاتھوں کامل بنوانا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ اس فن سے وابستہ روایاتی اور خاندانی کاریگر اکثر فوت ہو چکے ہیں اور جو کچھ ابھی زندہ ہیں وہ اپنے بیٹوں پوتوں کو اس فن سے روشناس بھی نہیں کرتے کیونکہ اس فن سے وہ آسانی سے زندگیاں گذار نہیں سکتے ہیں۔ اس لئے اگر ہمیں اسی قومی اور ثقافتی ورثہ کو زندہ رکھنا ہے تو ضروری

---

[1] پھڈو صاحب ایک امریکن ٹھوک بیوپاری تھا جو پیپرمیشی کو ٹیڈر کی بنیاد پر تیار کرواتا تھا جسے اس کام میں گراوٹ آکر یہ نام کا فن بن گیا۔

ہے کہ ان نوآموزوں میں حقیقی کارگرانہ صلاحیتیں اُجاگر کریں۔ جیسے یہ فن تا ابد زندہ رہنے کے قابل بن جائے۔ ورنہ تو یہ فن فی الزمانہ سسکتا بیمار ہے۔ جس کو بچانے کے لئے بہ قول شاعر بہ ہفت لفظی نسخہ اکسیر ہے۔ "در ہنر کوش گر تو داری ہوش" جب کہ اس فن کے زندہ ہونے سے نقاش بھی زندہ رہیں گے۔ اور نقاشی کے زندہ رہنے سے ملک کو زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ حاصل ہوگا۔ وماعلینا الاالبلاغ۔ (سید مرتضیٰ رضوی)

تعارف نقاشی "پیپر میشی"

دنیا میں کامیاب بننے کے لئے تین اصولوں کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ محنت، عمل اور مستعدی اُن سے جو کام لیا جائے۔ آسانی سے کامیاب ہوتا قدرتی امر ہے۔ نقاشی کا یہ ہُنر جس کو پیپر میشی کہتے ہیں۔ کافی مہارت۔ ہنرمندی اور ذہانت کا متقاضی ہے۔ سستی لاگت پر یہ باوضع ہنر جس کے تحت کوئی بھی چیز اس طرح تیار کی جاتی ہے۔ پشمینہ کے چیتھڑوں کے عوض آج کل کاغذی احتکاک[2] کو پانی میں بھگو کر اوکھلی میں موگری سے جو کوٹ کیا جاتا ہے جب کہ یہ پُورا[3] کہلاتا ہے۔ اس پُورا کے ساتھ چاول کے آٹے کی لئی ملاتے ہیں اور سانچا (MOULD) پر پُرانے کاغذ کی غلاف چڑھا کر لئی ملا پُورا ڈھانپا جاتا ہے۔ یہ پُورا خشک ہونے کے بعد ریتی سے چھیل چھال کر سطح کو ہموار بنا کے آری سے دو

---

[1] ابتدا میں جو کاغذ یہاں تیار کیا جاتا ہے۔ وہ پشمینہ کے چیتھڑوں سے تیار کیا جاتا تھا آج کل یہ کام مشینی [2] کاغذ کے کانٹے چھانٹ (جو عام طور پر بک بائنڈنگ مشینوں سے حاصل ہوتا ہے) لیا جاتا ہے۔ [3] پُورا PULP

حصّوں ہیں کاٹ کر ساتچا کو علیحدہ کیا جاتا ہے۔ ساتچا سے علیحدہ کئے ہوئے
ان دو ٹکڑوں کو سریش سے جوڑا جاتا ہے۔ اس طرح یہ ایک کھوکھلی چیز تیار
ہوتا ہے جو "ساختہ" کہلاتا ہے۔ اس ساختہ کی سطح پر سریش مایہ لیپا جاتا ہے
جس کے سوکھنے پر گچ لپائی کی جاتی ہے۔ یہ لپائی سوکھنے کے بعد یہ گچ والی سطح
کسکٹو (PUMICE STONE) سے گھسی جاتی ہے۔ اس گھسائی سے سطح کے
نشیب اور بل (JAGGED) والی سطح ہموار صورت اختیار کرتی ہے خشک ہونیکے
بعد اس گھسی ہوئی سطح پر حریرہ (TISU PAPER) چسپاں کیا جاتا ہے حریرہ
کے شکن ریگ مال سے صاف کر کے کونچی (BRUSH) سے مطلوبہ رنگ لپائی
کی جاتی ہے۔ یہ لپائی سوکھنے کے بعد چیز کی یہ رنگین سطح "زمین" (GROUND)
کہلاتی ہے۔ اس زمین کو "طرح" (DESIGN) کی ضرورت کے مطابق پرکار کے مدد
سے مرکز معین کیا جاتا ہے اور باریک موقلم سے خاکہ کشی کی جاتی ہے۔ یہ خاکہ کشی
طرح کی بنیاد ہوتی ہے جس کے مطابق پھول بوٹوں کو (سیاہ زمین ہونے کی صورت
ہیں) سفید رنگ سے بھرا جاتا ہے۔ جس کو استر کاری کہتے ہیں۔ اسکے بعد استر
کاری شدہ پھول بوٹوں کو رنگ آمیز کیا جاتا ہے۔ اس رنگ آمیزی سے یہ چیز
داغ دھبے دار دکھائی دیتا ہے۔ اس رنگ آمیزی کو اپنے متعلقہ تیز اور خالص
رنگوں سے برگ کشائی کی جاتی ہے۔ باریک موقلم کی اس برگ کشائی کو تحریرہ
(OUT LINE) کہتے ہیں۔ اس تحریرہ سے ہر گل و کونپل کی پنکھڑیاں قدرتی پھولوں
جیسی نمایاں کی جاتی ہیں اور ہر پنکھڑی میں قدرتی نزاکت پیدا کرنے کے علاوہ
روشنی اور چھایا ظاہر کرنے کے لئے باریک باریک لکیریں ڈالی جاتی ہیں۔ اس عمل
کو "پرداز" کہتے ہیں جیسے ہر گل و برگ و کاہ اور شاخوں میں زندگی آجاتی
ہے۔ ساتھ ہی ہر گل میں اپنا رج دکھایا جاتا ہے۔ طرح کے حد معین کرتے کے
لئے کناروں کے ساتھ خط کشی کر کے نقش و نگاری کی بناوٹ ختم کر کے اس
منقشی پر روغن وارنش (VARNISH) لیپا جاتا ہے۔ جب یہ وارنش خشک ہوتا

ہے تو اس سطح پر نقش نگاری کو (ورق طلائی) گھول کر آب زر سے تحریرہ OUT-
(LINE) دیتے ہیں اور منقشی سے خالی (زمین) کونوں اور زاویوں کو اسی آب زر
کی باریک باریک لکیروں سے بھر دیتے ہیں۔ یہ طلاء کاری ختم کر کے اس کے پھیکے
پن کو سنگ سلیمانی (BURNISHER AGATE) کے مُہرہ سے رگڑتے ہیں جیسے یہ طلا کاری
زرق و برق چمکتی ہے۔ اور نقش و نگاری بھی بالکل نمایاں ہوتی ہے۔ اس طلاء
کاری کو مضبوط بنانے کے لئے پھر ایکبار (COPAL VARNISH) روغن لیپا
جاتا ہے جیسے یہ چیز جگمگاتے ستارے کی صورت اختیار کرتا ہے۔ روغن خشک
ہونے کے بعد اس چیز کی اندرونی اور تلوے کی سطحوں پر رنگ لیپا جاتا ہے۔
خشک ہونے کے بعد ایسی سطحوں پر ہلکا وارنش (جو سپرٹ اور سندرس[1] سے
تیار کیا جاتا ہے) لیپا جاتا ہے۔ خشک ہونے کے بعد چیز کی ہر سطح چمکیلی اور جگمگاتی
بننے سے دلکش ہوتی ہے جس کو ہر دیکھنے والا منہ مانگا دام دیکر خریدنا چاہتا ہے۔

اس طرح پیپر میشی کے تحت ایک چیز کو تیار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل
سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) استعمال شدہ کاغذ (۲) احتکاک[1] (۳) مٹی یا لکڑی کا سانچہ (۴)
چاول کی لئی (۵) کرتی (۶) ریتی (۷) سریش (۸) گتہ (۹) گچ (۱۰) کسکٹو (۱۱) حریرہ۔
(۱۲) معدنی رنگ (۱۳) کوچی (۱۴) ریگ مال (۱۵) پرکار (۱۶) مو قلم (۱۷)
پرداری رنگ (۱۸) سونے چاندی کے اوراق (۱۹) کوپال وارنش (۲۰) سپرٹ
وارنش (۲۱) آرزی

ان ۲۱ چیزوں۔ اوزاروں اور مسالوں کو متذکرہ عمل سے مٹی کو سونا بنایا
جاتا ہے جس کے لئے مہارت۔ ہنر مندی اور مستعدی کی ضرورت ہے۔
جبکہ ہر نسخہ کی عمل آوری کے لئے کامل اور عامل ہونا نہایت ضروری ہے۔

---

[1] بک بائنڈنگ مشینوں سے حاصل شدہ کاغذی برادہ [2] سندرس کو سندروس

مُقدّمہ

سرزمین کشمیر پر قدرت کی لاتعداد عنائتیں ہیں۔ مُور اور تالمیک جیسے شاعروں نے اس سرزمین سے گذرنے والے دریائے جہلم صاف وشفاف آئینہ جیسی جھیلوں جن میں برفانی پہاڑوں کے خوب صورت عکس رخشاں نظر آتے ہیں۔ سرسبز شاداب مرغزاروں اور اس کی مشہور و معروف صحّت بخش آب و ہوا کے گن گائے ہیں۔

خوب صورت ماحول انسان کا مزاج خوب صورت بنانے اور اس کی طبیعت میں خوب صورتی کا مذاق پیدا کرنے میں بڑا اثر رکھتا ہے۔ اس کی جیتی جاگتی مثال اس خوب صورت وادی میں ملتی ہے جہاں کے باشندے زود فہم اور قدرت کے بہترین نظاروں کے قدر داں ہیں۔ جس کا اظہار وہ اپنے ہنر سے نہایت ہی بہترین انداز میں پیش کرتے آئے ہیں۔

پہلے زمانہ کی بات ہے کہ کشمیر کا کاریگر امن اور اطمینان کی زندگی بسر کرتا تھا۔ یہی امن اور اطمینان اس کو اپنے کام کے عجوبے دنیا میں مہیّا کرنے کی قدرت بخشتا تھا اور قدرت کی صناعی کی ترجمانی کرنے کے لئے دل و دماغ کی آزادی کا ضامن تھا اور اس کو گل و لالہ سے ہم کلام رکھتا تھا لیکن اس کے برعکس آج کے کاریگر کے متعلق ایسا نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ آج کل کے سستے داموں چیز بیچنے کے خبط اور موجودہ کساد بازاری کی وجہ سے اس کی ہنرمندی کے مذاق میں فرق

آیا ہے۔ اس کی دست کاری میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے طریقہ کار۔ کام رنگ و روپ میں کافی نقائص پیدا ہوگئے ہیں۔ اس طرح آج کے کاریگر کی یہ کاریگری قدرت کی خوب صورتی کو سمجھانے سے قاصر ہے۔ اور اس طرح اس نے اپنے اسلاف کے ہنر کو ضایع کر دیا ہے۔ کشمیری دست کاری سے رنگ و روپ اور خوبصورتی میں نقائص پیدا کرنے والا: بد دیانت درمیانہ دار بنا۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی کے لالچ نے اس کو اصولوں سے انحراف کرایا۔ اس نے کشمیری دست کاریوں کے باوا آدم زین العابدین المعروف بڈشاہ کی تعلیم پر ہرگز عمل نہ کیا:۔ "کہ ہنر اور عیاری میں دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن ہنر اور دیانتداری ایک دوسرے سے جُدا نہیں"۔ لیکن افسوس اس کی اس نصیحت پر کسی نے کان نہیں دھرا۔ بلکہ بڈشاہ کے بعد کشمیری ہنروں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کے لئے بہت سے درمیانہ دار پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے تجارت کی آڑ میں ہر قسم کے ہنر مندوں کی محنت سے ناجائز استحصال کیا۔ جس کا نتیجہ یہی ہوا۔ کہ کاریگر اپنے ہنر کے تحت اشیاء پر استعمال ہونے والے مسالحہ میں کمی کرنے لگا اور اپنی محنت کو کم کرتا گیا۔ جہاں اس بد دیانت درمیانہ دار نے کاریگر کو اپنے استحصال کے زیر اثر نہیں پایا۔ وہاں اس نے نو آموز اور اناڑی قسم کے کاریگروں کی تلاش کی اور ان کو کاریگروں کی بنائی ہوئی چیزوں سے نقل کر کے کاریگرانہ انداز سیکھنے کا لالچ دیا۔ ادھر ہر چیز کی قیمت کو گھٹاتا گیا اور خود زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی کوشش کرتا رہا۔ جس کا اثر کاریگر پر پڑتا رہا کیوں کہ اُس کی حوصلہ افزائی کرنے والا بڈشاہ فوت ہو چکا تھا جس نے سات سال سمرقند میں رہ کر کاریگرانہ اور پیشہ ورانہ مزاج کو جانچ کر یہ مقولہ اپنایا تھا۔ "کہ کسی ہنر کو ناکام بنانے والا درمیانہ دار تاجر ہے"۔

اس لئے اس نے وعدہ کراتے وقت ان ہی درمیانہ دار تاجروں کی طرف

خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: "باز گرس باز گرس"۔ رفتہ رفتہ کاریگر مجبور ہو گیا۔ اُس نے کاریگرانہ انداز کو پیدا کرنے والی سختیوں کو جھیلنا چھوڑ دیا اور ناجائز استحصال کرنے والے تاجروں کا دست نگر بن گیا۔ نتیجے کے طور کاریگرانہ انداز کی روایات معدوم ہو گئیں۔

۱۴۲۳ء عہد بڈشاہی سے لے کر ۱۹۱۴ء تک اگر کوئی کاریگر کسی درمیانہ دار کی دیانت داری سے یا کسی اور بہانہ سے معرض وجود میں رہا لیکن ۱۹۱۴ء میں یہ سلسلہ بھی ختم ہوا۔ اس سمت سے جنگ یورپ شروع ہوا۔ برِاعظم ایشیا جنگی سپاہیوں اور سرمایہ داروں کا آرام گاہ بن گیا۔ کشمیر (جو جنت بے نظیر کی حیثیت رکھتا ہے) میں بھی سیاحوں کی آمد میں اضافہ ہونے لگا۔ اس جنگ نے شروع سے کساد بازاری کو فروغ دیا اور عوام کو اصل کی بجائے نقل کا استعمال کرنا سکھایا۔ جسے کشمیر کے ہنروں پر خاصا اثر پڑا۔ ناجائز استحصال کرنے والے تاجر مدتوں سے تاک میں تھے۔ اس جنگ نے اُن کی ہی نہیں بلکہ اور بد دیانت (ان ہی تاجروں کو عرف عام میں جنگ نوجہ کہتے ہیں) تاجروں کو پیدا کر کے حوصلہ افزائی کی۔ نئے یا پُرانے ناجائز استحصال کرنے والے تاجر کشمیر کے ہنروں کے تحت بنے ہوئے اشیا کا کاریگرانہ انداز کیا سمجھتے وہ زیادہ سے زیادہ نفع کمانے اور کم سے کم عوضانہ ادا کرنے کے گُر جانتے ہیں اس جنگ نے اناڑی قسم کے پیشہ وروں میں بھی اضافہ کیا۔ اس اضافہ گی نے کاریگر اور اناڑی کے درمیان تمیز کرنے کے شعور کو بھی مفقود کیا۔ کچھ سمجھدار تاجروں نے جنگ کے نتائج اپنے تجارت پر اثر انداز ہوتے دیکھ کر ہنروں کے تحت سامان تجارت تیار کروانے میں کاریگرانہ اور قدیمانہ انداز پھر سے پیدا کرنے کی ابھی ابتدا ہی کوششیں شروع ہی کی تھیں کہ دوسری جنگ عظیم کا آغاز ۱۹۳۹ء میں ہوا۔ اس جنگ نے اگرچہ دنیا کے گوشہ گوشہ کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی مچادی پھر بھی کشمیر کے

لہ بازی گر کی شعبدہ بازی کے اثرات اُس کے گھر یا اُس کے سر

ناجائز استحصال کرنے والوں نے ذرا سدھرے ہوئے ماحول کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس طرح کل کا گویال آج کا بہزاد بن گیا۔ اس جنگ کے تباہ کن نتائج کشمیر میں زیادہ تر فن نقاشی پر اثر انداز ہوئے۔ کیونکہ اس فن کو اپنانے والا گروہ پہلے ہی سے بالکل ہی کم تعداد میں ہونے کے علاوہ غیر منظم تھا۔ پھر بھی اس فن کو سر نو زندہ کرنے اور سدھارنے کے آثار نظر آتے ہیں۔ کیونکہ یہ فن اپنانے والے خاندانی وراثت سمجھ کر پرانی روایات کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہی رہا کہ کبھی کبھی کسی نہ کسی گھرانے سے کوئی ایک قابل کاریگر پیدا ہوتا رہا۔ کوئی ڈیڑھ سو سال کے قریب گذرے ہوں گے کہ سید تراب رضوی نامی نقاش (جو زنگہ پرستان رعناواری میں رہتا تھا) نے اس فن کے بہت سے گلکار نمونے اتنے قابل دید بنائے کہ ان کو عجائبات سمجھ کر دنیا کے بڑے بڑے عجائب گھروں میں رکھا گیا۔ لنڈن۔ فرانس کے علاوہ لاہور کے عجائب گھر میں بھی پچھلے ۵۰ سال تک ایسے نمونے موجود تھے۔ اس کے کاریگرانہ انداز نے اس فن کا تہلکہ مچا دیا اور یورپی سیاح پچھلے ۵۰ سال تک اس کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزوں کو ڈھونڈ کر خریدتے تھے۔ اس نے لاہور میں اس فن کی تجارتی دُکان کھولی تھی۔ یہ صاحب عہد بڈشاہی میں آئے ہوئے سید حسین رضوی القمی (جس کا مدفن (آستانہ) زینہ گیر سوپور میں ہے) کا پوتا اور ماں کی جانب ایران سے آئے ہوئے نقاش ملّا رستم مانتو۔ ابو لعلا فضل اللہ مانتو کا نواسہ تھا۔ اسی سید تراب اور اس کے پوتے کا تذکرہ مشہور یورپی سیاح مور کرافٹ.. نے اپنے سفر نامہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد اس کے پوتے سید علی[1] رضوی اول نے اس فن کے جوہر دکھائے۔ جبکہ ڈوگروں نے ان ہی کے ہاتھوں اپنے ابتدائی دَور میں شاہی محلوں درباروں کے سقفوں۔ دروں۔ دیواروں کو اس فن سے آراستہ کرانے کا بیڑا اٹھا کر نگار خانہ چین کروایا۔ سیّد علی اول کے فرزند سید احمد کو جموں اور کشمیر کے سرکاری سیکریٹریٹوں اور مہاراجہ کے محلات کو نقاشی سے مزیّن کرانے کے لئے متعین کیا تھا۔

[1] اسی سید علی نے لاہور میں علی شاہ کے نام سے ۳۴ پیپر میشی کی دکان قایم کی تھی بعد میں (سرینگر) فتح کدل میں اس کا لڑکا ۱۹۲۹ء تک چلاتا تھا۔

جب کہ یہ کام اسی کی ذمہ داری میں ٹھیکہ داری کے تحت جاری ہوا۔ اسی ٹھیکہ داری کے دوران یہ صاحب سید احمد جموں سے آئے ہوئے شوپیان کے راستہ میں بیمار ہوئے اور ہلو امہ میں فوت ہو کر موضع گونگو میں ہی دفن ہوئے۔ اس کے برادر زادوں میں سے سید سلیمان اور اس کے صاحبزادہ سید محمد نے پھر سے قدیمی روایات کو زندہ رکھا جہاں کہیں بھی ان کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیز دیکھتے ہیں۔ تو دل عش عش کرتا ہے۔ اسی خاندان میں سے ایک اور قابل فن کار سید علی دوم نامی (جو زنگہ پیرستان رعناواری میں رہتا تھا) قدیم انداز کے ساتھ ساتھ جدید طرز پر خصوصاً حصہ گلکاری کی قابلیت کے ساتھ ۱۹۶۷ء تک خدمت کرتا ہوا فوت ہوا۔ صاحب مصنّف اسی سید علی کا برادر زادہ (ابتدائی شاگرد رہا) ہونے کے ناطے اسی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

اسی طرح حصہ مصوّری کو مغل اور بانکا خاندانوں نے زندہ رکھا۔ اس صدی کے اوایل میں اکبر علی بانکا نے دہلی کے والسرائیکل لاج میں اپنے فن کارانہ انداز کو پیش کر کے ہندوستان بھر میں تہلکہ مچایا اور اس وقت کے فن کاروں کو پیچھے دھکیل کر اپنی قابلیت کی بہت سی سندیں حاصل کیں۔ اس کا صاحبزادہ علی محمد بانکا اسی حصہ مصوّری کو اپناتا تھا اور گورنمنٹ آرٹس ایمپوریم کے علاوہ سکول آف ڈیزاین میں خاص نمونوں کا اجرا کرواتا تھا (یہ صاحب بھی ۱۹۷۰ء کی دہائی میں فوت ہوا۔ کوئی ۵۰ سال کا عرصہ گزرا غلام حسین مغلو نامی ایک قابل استاد کشمیر سے فرار ہو گیا اس کے فرار سے اس فن کا بھاری نقصان ہوا۔ کیونکہ وہ اس فن میں بہر نوع استاد مانا گیا تھا۔ اسی طرح کمانگر پورہ میں صفدر علی مقدم کے والد محمد علی مقدم (جو نقاشوں کا نمبردار تھا) نے اپنے زمانہ میں اس فن میں سونے کے اوراق بطور زمین چپکانے کی ایجاد کی۔ جسے اس فن میں سونہ زمین اور سونہ پوش طرحوں کی بنیاد پڑی ہے اسکے بیٹے صفدر مقدم نے منشی گری کا پیشہ اختیار کیا تھا اور ۱۹۵۰ء کی دہائی میں فوت ہوا۔ شال طرحوں کو (اس فن کے تحت کاریگرانہ انداز کے ساتھ اجرا) کرانے

والے کسی ایک خاندان کے ساتھ تعلق نہیں رکھ سکتے ہیں۔ البتہ اس وقت کا قابل اُستاد مہدہ جو گرہ بٹہ کدل مانا جاتا تھا (فوت ہوا) مُور کرافٹ کے سفر نامہ کے مطابق بحوالہ "مارگ" مارچ ۱۹۵۵ء ۱۹۲۳ء تک نقاشوں کی تعداد صرف ۱۲ تھی۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں آج ۱۹۵۱ء میں اس فن کو اپناتے والے جو عام طور پر سرینگر میں ہی رہتے ہیں۔ چھوٹے بڑے تعداد میں ۵۵ تھے اور مندرجہ ذیل محلوں میں رہتے ہیں۔ مدین صاحب جڈی بل کے مختلف محلوں میں کرالہ پورہ۔ حول حسن آباد رعناواری۔ زنگہ پیرستان۔ رعناواری۔ ناو پورہ۔ کولی پورہ۔ شیشہ گری محلہ خانیار۔ کمانگر پورہ جامع مسجد۔ آروٹ شاہی مسجد۔ ملک یار فتح کدل۔ چنکرال محلہ حبہ کدل۔ بچھوارہ درگجن۔ لال بازار بوٹہ کدل اور باغوان پورہ وغیرہ۔ جب کہ آج کل ۷۶-۱۹۷۵ء سے سرینگر اور مضافات میں ہزاروں لڑکے لڑکیاں سیکھ رہی ہیں جن کے اتہ پتہ اور تعداد تا حال معلوم نہیں۔ اس فن سے متعلق ساختہ ساز بھی کم و بیش ان ہی محلوں میں رہتے ہیں اور ان کی تعداد بیس تیس ہے۔ ان میں سے ایک قابل استاد اسد اللہ (فوت ہوا) نامی کمانگر پورہ میں رہتا تھا جو اس ساختہ سازی کے فن میں تجربہ کار اور قابل مانا جاتا تھا۔ لکڑی کا ساختہ جو اس فن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تیار کرنے والے ترکھان وارڈ نمبر ۸ بوٹہ کدل سرینگر میں سکونت کرتے ہیں۔ رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ کئی اُستاد فوت ہو چکے ہیں اور کئی ابھرے ہیں۔ جو اللہ ماشاء اللہ اُستاد ہی ہیں۔ اس فن کو اپنانے والے تمام کے تمام مکمل نقاش نہیں ہیں۔ بلکہ کل تعداد چار طبقوں پر مشتمل ہے۔ ایک سو کے قریب اُستاد وستہ کار کہلاتے ہیں۔ کئی استاد ایک یا دو بعضے تین شاگردوں کے سمیت کارخانہ قایم کرکے کام کرتے ہیں۔ ان کارخانوں میں ایک ہی ڈھنگ کا کام نہیں کیا جاتا ہے بلکہ کئی وستہ کار صرف کشمیری قدیم انداز پر چند طرحوں کی بناوٹوں سے واقف ہیں اور شال۔ لاسا۔ پولو۔ جنگلی تصویر قسم کے طرحوں سے واقف نہیں۔ اس لئے وہ باقی طرحوں کو اپنے شاگردوں کے

ذریعہ کرواتے ہیں۔ گل ولایت ۔ ہزارہ ۔ گل اندر گل وغیرہ طروح بنانے والوں میں سے چند ایک شال ۔ لاسی طروح بھی بناتے ہیں۔ لیکن پولو اور جنگلی تصویروں والے منظری طروح بنانے والے چند ایک اُستاد مخصوص ہیں۔ شاگردوں کے بھی تین گروہ ہوتے ہیں۔ ایک گروہ کے شاگرد اُستاد کی خاکہ کشی پر استرکاری تحریرہ ریکھہ پرتازہ پرداز (COLOUR SHADING) طلاکاری انجام دے سکتا ہے لیکن کسی طرح کی خاکہ کشی کرنی نہیں آتی ۔ اس لئے اُستاد نہیں مانا جاتا ہے بلکہ شاگردوں میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ شاگردوں کا دوسرا گروہ صرف رنگ بستہ بلکہ برگ کشائی شدہ پھولوں پر ریکھہ پرداز (SHADING) کا کام انجام دے سکتا ہے۔ شاگردوں کا تیسرا گروہ نابالغ بچوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔ جن کا کام ساختوں کی اندرونی غلاف اُٹھائی ۔ سریش مایہ کرنا ۔ کچھ پیس کر ساختوں پر اس کی لپائی اور گھسائی اور حریرہ چسپائی کے علاوہ رنگ پسائی کرنی ہوتی ہے ۔ ان کاموں سے فراغت ملنے پر ان کو سیکھنے کے طور پر لوحوں پر کوئی خاکہ کھینچکر دیتے ہیں جسے اِنکو پھولوں کی استرکاری برگ کشائی اور ریکھہ پرداز کرنا سکھایا جاتا ہے ۔ ان شاگردوں کو ایسا کام سکھانا سراسر غلطی ہے لیکن دستہ کاروں کو اس طرح سکھانے میں ذاتی مفاد زیرِ نظر رہتا ہے کیونکہ جب یہ شاگرد ایسا کام سیکھ جاتے ہیں تو اُستاد چیزوں پر کرنے کو دیتا ہے ۔ اس طرح ایسا شاگرد بڑے کاریگر کی طرح کام کرتا ہے ۔ لیکن اس کا معاوضہ ایک چوتھائی سے زیادہ نہیں ہوتا ہے ۔ اور یہ سلسلہ مدتوں جاری رہتا ہے ۔ کیونکہ استاد اپنے نفع کی خاطر ایسے شاگرد کو اس کے علاوہ کچھ سکھانا نہیں چاہتا ہے ۔ اگر شاگرد ذہین ہو تو خود بخود خاکہ کشی رنگ آمیزی ۔ برگ کشائی وغیرہ کام کرنے کی مہارت حاصل کرتا ہے ۔ ورنہ تو کند ذہن شاگرد عمر بھر ویسے کا ویسے ہی رہتا ہے ۔ ایسے شاگرد کو سکھانے کا صحیح طریقہ یہی تھا کہ اس کو پرداز وغیرہ کے ساتھ ساتھ آسان طریقہ پر خاکہ کشی کو سیکھنے

کی ترغیب بھی دی جاتی جو اس کی کامیابی کی بنیاد بن جاتی لیکن یہ استاد ایسا نہیں کرتے۔ اس طریقہ سے صحیح الدماغ والدین اپنے بچوں کو یہ فن سکھانے سے گریز کرتے ہیں۔

دو یا تین ارکان پر مشتمل کارخانہ میں کام کرنے والے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو اپنے ہاتھوں سیاحوں یا کسی خواہشمند خریدار کو فروخت نہیں کرتے ہیں جو بعد میں ان چیزوں کی ناجائز نفع اندوزی نہیں کرتا ہو بلکہ اس قسم کے تمام دستکار درمیانہ دار دکان داروں کے زیر بار ہوتے ہیں۔ یعنی یہ ان دکان داروں کے قرضدار ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ اس کے برخلاف چند ایک نقاش ایسے درمیانہ داروں کی چالاکیوں کو بھانپ گئے ہیں اور اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی چیزوں کو سیاحوں اور دیگر خریداروں کو فروخت کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے انہوں نے چند برسوں میں بہت ترقی کی ہے۔ ایسے نقاشوں کی دکانیں سرینگر میں مندرجہ ذیل ناموں سے مشہور ہیں:۔ ایم قاسم ڈل گیٹ، شیننگ روز زینڈ سرینگر۔ ایم صادق علی فتح کدل۔ غلام مصطفےٰ خان اور جعفر علی حسن آباد رعناواری کے۔ اے بلبل اور ایم کے بلبل سنٹرل مارکیٹ وغیرہ۔ اسی طرح چند ایک جو اپنی دکانیں قایم نہیں کر سکے ہیں لیکن ہندوستان اور دیگر ملکوں میں جاکر اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی چیزوں کی تجارت کرتے ہیں۔ ایسا وہ تبھی کر سکتے ہیں جبکہ انہوں نے یہ فن سیکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ جو نقاش یا ان کے بچے ابھی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

کشمیر کی قومی تحریک کے زیر اثر فن کاروں نے بھی منظم ہونے کی چند ایک کوششیں کیں۔ لیکن کوئی ٹھوس تنظیم نہیں بنا سکے۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں قبائلی حملہ سے کشمیر کی تجارت پر بہت برا اثر پڑا لیکن درمیانہ دار تاجروں نے نقاشوں سے اس وقت بھی استحصال میں بھی اعتدال کے حدود پھاندنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ جس کی وجہ سے گورنمنٹ نے اس پر مشکل اور پر آشوب دور

میں نقاشوں کو کواپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعہ منظم کرنے کے لئے ۳۰ ہزار روپیہ کی امداد دی۔ اگرچہ ۱۹ سوسائیٹیاں بھی قائم کر کے ایک یونین بھی بنائی تھی لیکن اس طرح منظم ہو کر استقامت نہیں کر سکے ۱۹۶۰ء تک اس معقول رقم سے استفادہ نہیں کر سکے۔ ۱۹۶۰ء تک اس یونین کا ایک سیلز ڈیوبنڈ پر قایم تھا جبکہ ۱۹۵۰ء سے کشمیر کے کاروباری حالات سدھرتے پر تاجروں نے اس کواپریٹو تنظیم کو توڑنے کے لئے کاریگروں کو اپنے اپنے جالوں میں پھنسایا۔

۱۹۸۰ء تک اس کواپریٹو سوسائٹی کے نام پر صرف ۴۰ افراد پر مشتمل سوسائٹی ڈل گیٹ سرینگر میں چلتی تھی جس کے نتائج حوصلہ افزا تھے۔ اب باقی ماندہ نقاش نجی طور پر گھروں میں چھوٹے چھوٹے کارخانے چلاتے ہیں۔

چونکہ سینکڑوں سال سے کشمیر کے تاجر یہاں کے فن کاروں کی محنت کا استحصال کرتے رہتے ہیں جس کے پیش نظر ان محنت کشوں کا بھلا چاہتے والی جماعت نے نیا کشمیر نامی اقتصادی منصوبہ مرتب کرتے وقت ایسے غاصبوں سے نجات دلانے کی خاطر کواپریٹو سوسائٹیوں اور سیلز سنٹروں کے تحت ان محنت کشوں کی بنائی ہوئی چیزوں کو فروخت کرنے کی سفارش کی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں عوامی حکومت نے نیا کشمیر نامی منصوبہ کو عملی شکل دینا شروع کیا اور سب سے پہلے یہاں کی دست کاریوں کے لئے مارکیٹ تیار کرنے کی کوشش کر کے ہندوستان کے بڑے بڑے صوبوں میں کشمیر آرٹس ایمپوریم کے نام سے سیلز سنٹر کھولے گئے۔ اس وقت تک ہندوستان میں ۸ سنٹر کھولے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل شہروں میں واقع ہیں دہلی کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس۔ شملہ۔ امرتسر۔ جموں۔ سرینگر۔ یہ شہر تجارتی اہمیت اور افادیت سے بالکل اہم ہیں۔ کیونکہ ان شہروں میں کشمیر کی دست کاریوں کے خریدار رہائش پذیر ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ غیر ملکی سیاح اور شہروں کی خوبصورتی اور قدرتی منظروں کو دیکھنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ وہ کشمیر کی دست کاریوں کو خریدنے کے لئے ان ایمپوریموں میں جاتے رہتے ہیں۔ اسی لئے ان مرکزوں میں دست کاریوں کی

سنہ ۸۰-۱۹۷۹ء میں یہ سوسائیٹی نجی تاجروں کی سازشوں کی کامیابی سے بند پڑی ہے

واقع
سیل کافی رہتی ہے۔ مرکزی حکومت کی ایما پر بدیشی ملکوں میں ہمارے سفارت خانوں میں بھی کشمیری دست کاریوں کی نمایشوں کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے اقدام کا مقصد بدیشی ملکوں میں کشمیری دست کاریوں کو متعارف کر کے ان کی فروخت کے امکانات کو فروغ دینا ہے۔

ریاستی سرکار مزید بدیشی ملکوں میں باضابطہ ایمپوریم کھولنے کی لگاتار کوششیں کرتی ہے جیسے کشمیر کی دست کاریوں کی زیادہ کھپت ہو سکتی ہے اور دست کار ترقی کر سکتے ہیں۔ ایمپوریا کے جنرل منیجروں کے سالانہ رپورٹوں کے مطابق کشمیری دست کاریوں میں سے ایمپوریا کے تحت زیادہ تر پشمینہ فروخت ہوتا ہے اور اس کے بعد پیپر میشی کا نمبر آتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیپر میشی کی کھپت زیادہ ہوتی ہے۔ ہونی بھی چاہیئے۔ کیونکہ ایسی بنی ہوئی چیزیں بالکل ہلکے وزن کی خوش وضع اور دلکش ہوتی ہیں۔ اس لئے ہر ایک دیکھنے والا کوئی نہ کوئی چیز خرید ہی لیتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ گورنمنٹ نے ایمپوریا کو غریب محنت کشوں اور استحصال زدہ کاریگروں کے مفاد کے خاطر قایم کیا ہے۔ جہاں مال کو فروخت کرنے کے ساتھ مال کو تیار کرنے کا مقصد بھی ہے۔ لیکن اب تک محنت کش کاریگران ایمپوریا سے وہ فائدے نہیں اُٹھا سکے جن کے لئے اسے قایم کیا گیا تھا اور جن فائدوں کے یہ کاریگر مستحق تھے۔ ایسا ہونے کے دو وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ ایمپوریا کے نظام میں سابقہ تاجروں کا دخل ہے بلکہ کافی مدت تک با اختیار ناظم بھی بنے رہے جس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے محنت کشوں کو اس ادارے میں اثر و نفوذ کا حصہ نہیں دیا گیا۔ اگرچہ گورنمنٹ کی کوششیں ایسا کرنے کے لئے جاری ہیں لیکن تب تک اس میں کامیابی ناممکن ہے جب تک ایمپوریم کے نظام کار میں کاریگروں کے لئے براہِ راست خریداری کا انتظام نہ ہو۔ ایسا کروانے میں اگر کوئی بات حائل ہے تو وہ ان محنت کشوں کا غیر منتظم رہنا ہے۔ اگر یہ محنت کش اپنی تنظیم بناتے اور گورنمنٹ سے وہ مراعات حاصل کر سکتے جو اس وقت

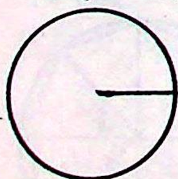
ان درمیانہ داروں کو حاصل ہیں تو گورنمنٹ کا مقصد چند دنوں میں کامیاب ہو کر کشمیر کے تمام دست کار مستفید ہو جاتے۔ ان دست کاروں کا غیر منظم رہنا لاعلمی کی وجہ سے ممکن بن گیا ہے۔ جب تک نہ ان میں تعلیم یافتہ فن کار پیدا ہوں تب تک ان کا منظم ہونا ناممکن ہے۔ جب کہ تعلیم یافتہ دونوں پہلوؤں کو سمجھ کر بے علم دست کاروں کو منظم بنانے کے علاوہ ایمپوریا کے نظام کار میں شریک رہ سکتے ہیں۔ جہاں پر اپنے پیشے کے مفاد کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی باتوں کے پیش نظر گورنمنٹ نے اڑتیس ۳۸ سال قبل ایم۔ پی ہائی سکول میں تعلیم کے ساتھ ساتھ متعدد ہنروں کو سکھانے کا انتظام کیا تھا جس کو بعد میں بند کیا گیا۔ اگرچہ اس فن کو اپنانے والے بہت کم تعداد میں ہیں پھر بھی سخت محنت کرنے کے باعث اس فن کے اشیاء بھاری تعداد میں تیار کرتے ہیں۔ یہ محنت اور چیزوں کے تعداد میں اضافہ اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں کسی طرح بھی معقول معاوضہ حاصل نہیں ہوتا۔ سوا اس کاریگر کے جو اپنے ہاتھوں تیار کر کے براہِ راست (سیاح) خریدار کو فروخت کرتا ہے۔ جب تک وہ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزیں کسی درمیانہ دار تاجر کے بجائے خود خریدار کو فروخت کر کے اپنی محنت کا معاوضہ حاصل کرتا ہے۔ تب تک یہ طریقہ موزوں ہے لیکن بالکل کم مدّت کے بعد یہ محنت کش بھی درمیانہ دار تاجر کی طرح باقی محنت کشوں کی محنت کا استحصال کرنے لگتا ہے۔ اس طرح روز بروز درمیانہ دار تاجروں کے تعداد میں اضافہ ہونے کے باعث فن کاروں کی محنت کا معاوضہ ملنا محال بن گیا ہے۔ جو درمیانہ دار تاجروں کے تعداد میں اضافہ ہونے کا قدرتی نتیجہ ہے۔ کیوں کہ یہی ایک فن ہے جس کے تحت بنی ہوئی چیزوں کو دنیا کا ہر انسان چاہتا ہے اور کسی نہ کسی طرح حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں کوئی فن و نفاست کا شیدائی نہیں ہوگا جس کے پاس اس فن کے تحت بنی ہوئی کوئی چیز نہ ہوگی۔ کشمیر کے لکھ پتی تاجروں کی ابتدائی تجارت اس فن کے تحت بنی ہوئی

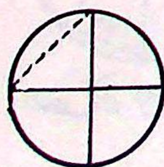
اشیاء سے شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ اس فن کے تحت بنے ہوئے اشیاء بالکل کم لاگت پر تیار کروا کے اتنے خوش وضع بن جاتے ہیں کہ دیکھنے والا منہ مانگا دام دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس فن کی اشیاء کی تجارت اس لئے بھی فائدہ مند ہے کہ لکڑی کی چیزوں کی طرح گرم آب و ہوا کی وجہ سے ان میں تسگاف پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر آب و ہوا میں ایک ہی صورت میں رہتے ہیں۔ جبکہ قالینوں یا باقی چیزوں کی طرح بھاری وزن کی بجائے بالکل ہلکے وزن کے بنتے ہیں۔ اس لئے دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا کر ان کی تجارت کی جا سکتی ہے۔ اس طرح کرایہ بھی کم لگتا ہے جو تجارتی لحاظ سے اس کے فروغ کی بنیاد ہے چونکہ اس فن کے تحت تیار ہونے والے اشیاء کا خام مواد اپنے یہاں (آج کل بھی) کوڑے کرکٹ کے بھاؤ چلتا ہے۔ جبکہ اسی وجہ سے اس کی تجارت بالکل کم رقم سے شروع کی جا سکتی ہے اسی لئے حکومت نے تعلیم کے ساتھ ساتھ اس فن کو سیکھنے کا انتظام کیا۔ تاکہ ایک فن کار اپنے ہاتھوں تیار کی ہوئی اشیاء کی تجارت بھی کر سکے۔ لہٰذا وقت کا فائدہ اٹھا کر تعلیم کے ساتھ ساتھ اس فن کو سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

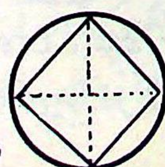
"مساحت"

چونکہ اس کتاب کا استفادہ ان ناخواندہ نقاش شاگردوں کو بھی کرنا ہے جنہوں نے سکولوں میں باضابطہ طور پر جیومیٹریکل ڈرائنگ (مساحتی خاکہ کشی نہیں سیکھی ہوگی) نہیں سیکھا ہوگا بلکہ ان لڑکیوں کو بھی جو سکولوں میں اس سبجیکٹ کو سرے سے نہیں لیتی ہیں۔ اس لئے اس باب میں سادہ اور آسان طریقہ پر اوزاروں کے استعمال سے اشکال کا بنانا سکھایا گیا ہے۔

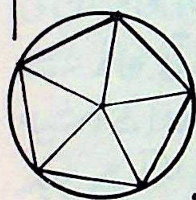
اس کتاب کے پہلے حصے میں ہم نے خطوں مستطیلوں۔ مربعوں۔ مثلثوں وغیرہ کی بناوٹی ترکیبوں کو سمجھ کر تجربے کئے۔ یہاں بھی ہمیں چاہیئے کہ ان دی ہوئی ترکیبوں کو سمجھ کر تجربے کر کے اپنے ہاتھ اور انداز کو تجربہ کار بنا کر اپنی ذہانت کو بڑھائیں + ایک دائرہ کی بناوٹ ہمیں معلوم ہے کسی بھی قطر کا دائرہ کھینچکر اس کے نصف قطر پر زاویہ قائمہ بنائیں۔ زاویہ کے بازو جہاں خط محیط کے ساتھ مس کرتے ہیں۔ پرکار سے دونوں سروں کے درمیان فاصلہ کو ماپ لیں اور دائرہ کے خط محیط پر پرکار سے مساوی فاصلوں پر



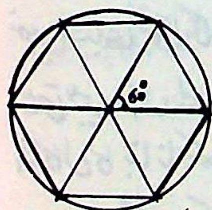




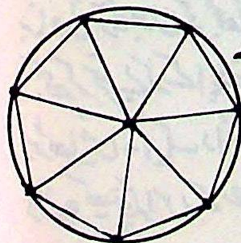
دو اور نشان لگائیں۔ ان نشانوں پر خط محیط کی جانب چار وتری خط کھینچیں۔ اسی طرح ایک مُربع (QUADULATER) کا وجود عمل میں آئے گا۔ اس کو چار ضلعوں والا یا متوازی الاضلاع بھی کہتے ہیں کیونکہ جس شکل کے مقابل کے ضلعے برابر ہوں" اسے متوازی الاضلاع کہتے ہیں۔ چوکور کے وتر اس کو برابر چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور وتر ایک دوسرے کی تصنیف کرتے ہیں۔ اسی طرح پانچ ضلعوں والی شکل جس کو مخمس (PAN TO GON) کہتے ہیں۔ دائرہ کا نصف قطر معین کر کے 72° کا زاویہ بنا کر بازوں کو خط محیط سے مس کرانے سے جو وتری فاصلہ معین ہو دائرہ کے محیط پر ایسے پانچ نشان آئیں گے۔ ان پانچ نشانوں کو وتری خطوں کی صورت میں ملاتے سے مخمس کا وجود عمل میں آتا ہے۔ چار سے زیادہ خطوں سے گھیری ہوئی شکل کو



کثیر الاضلاع (POLYGON) کہتے ہیں۔ جب کسی کثیر الاضلاع کے تمام ضلعے آپس میں برابر ہوں اور تمام کونے دائرہ کے محیط سے مس کرتے ہوں تو اس شکل کو منتظم کثیر الاضلاع (REGULAR POLYGON) کہتے ہیں۔



چھ ضلعوں والی شکل کو مسدس CUB, OR HEXA-NGULER کہتے ہیں۔ دائرہ کا نصف قطر معین کر کے اس نصف قطر کی پیمائش کے یا 60° کا زاویہ بنا کر خط محیط پر چھ نشان لگائیں۔ ان نشانوں کو وتری خطوں سے ملائیں تو اس طرح مسدس کا وجود عمل میں آتا ہے۔

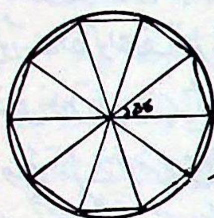


سات ضلعوں والی شکل جس کو مسبع (SEPTANGULAR OR HEP-TAGONAL) کہتے ہیں۔

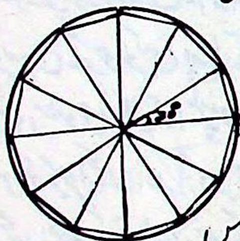


آٹھ ضلعوں والی شکل جس کو مثمن (O CTANGULER) کہتے ہیں نصف قطر معین کر کے 45° کا زاویہ بنا کر بازو کو خط محیط سے ملا کر وتری پیمائش کے

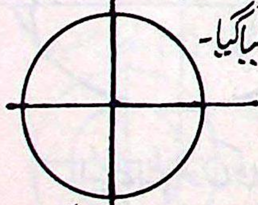
نشان خط محیط پر لگائیں۔ ان نشانوں کو وتری خطوں سے ملا کر مثمن کا وجود عمل میں آئے گا۔ نو ضلعوں والی شکل کو (NOVA GON) کہتے ہیں۔



دس ضلعوں والی شکل جس کو معشر (DECA GON) کہتے ہیں۔ دائرہ کا نصف قطر معین کر کے 36° کا بنا کر بازوں کو خطِ محیط سے ملائیں۔ وتری پیمائش کے دس نشان خطِ محیط پر لگا کر وتری خطوں کو نشانوں کے ساتھ ساتھ ملا کر دس ضلعوں والی شکل وجود میں آتی ہے۔ اور بارہ ضلعوں



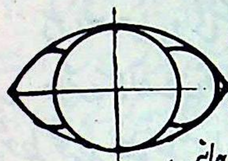
والی شکل جس کو (DODECA GON) کہتے ہیں۔ 30° کا زاویہ دائرہ کے نصف قطر پر کھینچ کر وتری پیمائش کے بارہ وتری خط کھینچنے سے بارہ ضلعوں والی شکل کا وجود عمل میں آتا ہے جو کوئی بھی کثیر الاضلاع والی شکل کھینچنی مطلوب ہو۔ ہر شکل اسی دائرہ پر بن سکتی ہے۔ دائرہ میں صرف چار قائمۃ الزاویے سما سکتے ہیں۔ ان چار قائموں کے مجموعی درجوں 360 کو مطلوبہ شکل کے ضلعوں کے تعداد پر تقسیم کرنے سے شکل کے ایک ضلعے کا زاویہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اس طرح ضلعوں کے تعداد کے مطابق خط محیط پر نشان لگا کر وتری خطوں کو مطلوبہ منتظم کثیر الاضلاع کی شکل عمل میں آ سکتی ہے۔ جیسا کہ بارہ ضلعوں والی شکلیں بنا کر ثابت کیا گیا۔



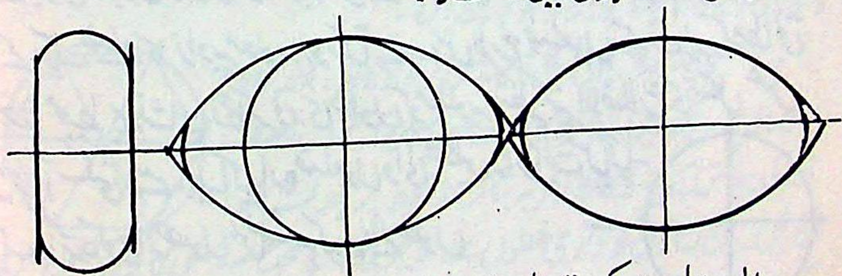
ایک دائرہ کو چار حصوں میں تقسیم کرنے والے خطوں کو دائیں اور بائیں جانب دائرہ سے باہر نکالیں۔ اس طرح محیطی خط پر دائیں بائیں جانب دائرے سے باہر دو مرکزی نقطے معین ہو گئے۔ ان مرکزوں پر دو چھوٹے دائرے اس طرح بنائیں کہ بنائے گئے دائرہ سے ان کا قطر (عمودی) زیادہ ہو جائے۔ ان چھوٹے دائروں کو درمیانی دائرہ کے ساتھ قوسی خطوں سے ملائیے۔ اس طرح ایک طلبوترے کی شکل وجود میں آجاتی ہے۔ اسی طرح ایک دائرہ کو چار برابر حصوں میں برابر تصنیف کر کے



افقی قطر کو دائیں بائیں کھینچیں اور دائرہ کے عمودی قطر ملاتے سے خط محیط پر جو نقطہ مرکزی پیدا ہوئے مرکز مان کر پورے قطر کو نصف قطر مان کر قوس کھینچیں۔ اس طرح دونوں قوس خط تنصیف پر آکر مل جاتے ہیں۔ افقی صورت میں کھینچے



ہوئے قطر نے جو مرکزی نقطے پیدا کئے۔ ان کو مرکز مان کر ہر دو جانب چھوٹے چھوٹے نصف دائرے اس طرح کھینچیں کہ قوس کے ساتھ برابر برابر مس کریں۔ قوسوں نے جو نوکیں پیدا کی ہیں۔ انہیں مٹا کر بیضوی شکل خاکہ وجود میں آگیا۔ ایسی بیضوی شکل کو ایلیپس (ELLIPISE) کہتے ہیں۔ اس میں دو قطر ایک افقی جس کو میجر ایکس اور اردو میں محور اکبر کہتے ہیں۔ اسی طرح عمودی قطر کو مائنر ایکس یا محور اصغر کہتے ہیں۔ جیسا کہ ثابت ہے کہ ایلپس کے افقی قطر پر تین مرکز آتے ہیں۔ ایسے مرکزوں کو فوسی آئی کہتے ہیں۔ ابتدائی مشق کے بعد ایسے ایلپس بغیر پرکار کے کھینچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مختلف لمبائیوں اور چوڑائیوں میں ایلپسوں کی شکلیں بھی مختلف ہوتی ہیں مثلاً:

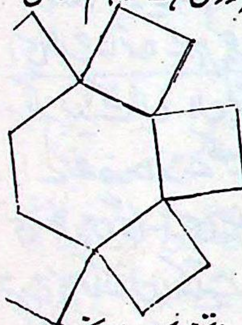


ایسے ایلپسوں کی بناوٹ ہماری ہنر میں سانچا سازی کے وقت مدد دیتی ہے کیونکہ ساختوں کے سانچے بیضوی شکلوں میں بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ بیضوی شکلیں کئی طرح کے خاکوں کی بناوٹ میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آگے اسی سبق میں دکھایا گیا ہے۔

اس قسم کی شکلوں کی بناوٹ ہمیں اپنی ہنر میں ہر جگہ درکار ہے۔ مثلاً: ساختوں کے لئے سانچے بنانے ہیں۔ اکثر شکلیں کثیر الاضلاع ہوتی ہیں۔ گتہ کی ساختہ

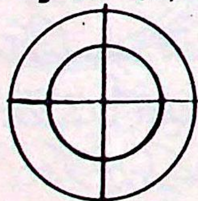
سازی ہیں اکثر چیز گول سانچوں پر کثیر الاضلاع بنائے جاتے ہیں۔ لہذا ایسی شکلوں کی بناوٹ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کاغذی تجربے فائدہ مند رہیں گے۔

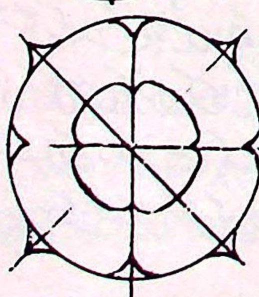
اسی طرح جب ہم اپنے ہنر کے اکثر "طرح" چیزوں پر منقش کرتے ہیں تو ان میں بھی کثیر الاضلاع شکلوں یا بیضوی شکلوں کی بنیادوں پر عمل کیا جاتا ہے اور ایسے طرحوں کو فنی اصطلاح میں "بھاگیہ دار" کہتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم ایسی شکلوں کی بناوٹوں کو صحیح انداز کے ساتھ بنانا سیکھیں۔



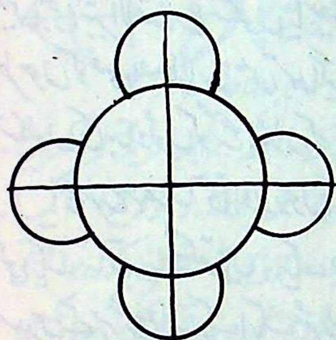
اسی طرح ہم مساحتی اوزاروں کے استعمال سے کئی شکلوں کو ایک ساتھ بنا سکتے ہیں۔ ایک دائرہ کو مسدس کی شکل دیکر مسدس کے ہر ضلع پر ایک ایک مربع بنا کر ہر مربع کے ایک ایک ضلع کے ساتھ ایک ایک مسدس بنا سکتے ہیں اور مسدس کے درمیان ایک اور مربع بنا کر اس طرح کا ایک سلسلہ بنا کر اپنے تخیل کو جلا بخش سکتے ہیں۔ اوپر سیٹ سکوئر، سکیل اور پرکار کے استعمال سے بنائی گئی شکلوں کو دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح اپنے ذہن سے نئے نئے نقوش تیار کریں، تاکہ فن میں جدید نقشوں کا اضافہ ہو سکے۔

کئی ایسے طرح (جن کو انگریزی میں (MOSIEC DESIGNS) کہتے ہیں) کو اکثر قوسی خطوں یعنے پرکار کے استعمال سے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے جب کوئی کثیر الاضلاع شکل کھینچی جائے۔ تو اس کا ہر خط پرکار کی مدد یا ہاتھ سے صحیح انداز پر کھینچنا چاہیئے۔ مثلاً ہم نے ایک دائرہ کے باہر دور کھینچا ہے۔ اس وقت یہ دونوں دائروں کی صورت میں ہیں جبکہ ہمیں ان کی صورت بدلنی مطلوب ہے۔ اس لئے دونوں دائروں کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کے خط کے دائیں بائیں اندر کی جانب چھوٹے چھوٹے دو دو قوسوں کو اس طرح ملا دیں۔ اگر ایسی

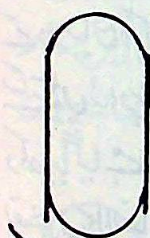




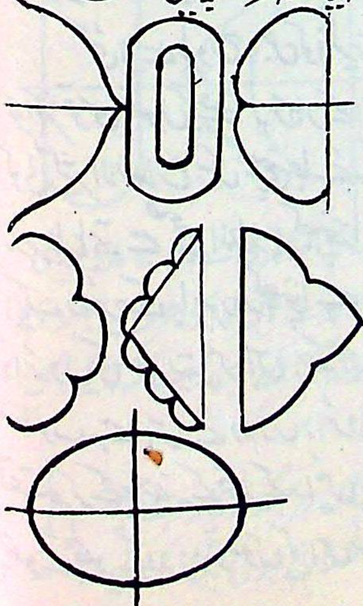
شکل کو اور تبدیلی کرنی مطلوب ہو تو ان دائروں کو ہر آٹھویں حصّہ پر دائیں بائیں جانب اُوپر کی طرف اُٹھاتے ہوئے دو دو قوسوں کو اسی طرح ملا دیں۔ ایسا کرنے سے پہلی شکل بھی تبدیل ہو گئی۔ ایسی ہی چند شکلیں ملا کر ایک طرح کا خاکہ بن جاتا ہے

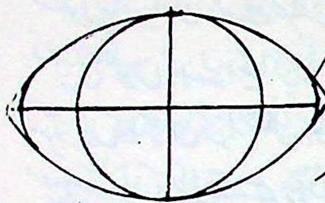


جب ہم ایک دائرہ کے دو قطر (افقی اور عمودی) کھینچیں گے تو دائرہ کے چار حصے ہونگے اسی طرح دائرہ کے ہر چوتھے تنصیفی خط نے جو مراکز پیدا کئے ہیں۔ ان پر چھوٹے چھوٹے قطروں والے نصف دائرے کھینچیں۔ اس طرح ایک نئی شکل بن گئی۔ ایسی چند شکلیں ملا کر ایک طرح کا خاکہ بن سکتا ہے۔ دو متوازی خطوط کے اُوپری سروں کو ایک قوس کے ملانے سے ایک محراب کی سی صورت بن جاتی ہے۔ جب ان خطوں کے نچلے سروں کو بھی ایسی پیمائش کے قوس سے ملایا جائے گا تو ایک لمبوترا بن جائے گا۔ اس لمبوترے کے اندر اسی طرح ایک متوازی لمبوترا کھینچیں۔ جب اس شکل کے ساتھ ملتا ہوا ایک دائرہ کھینچیں

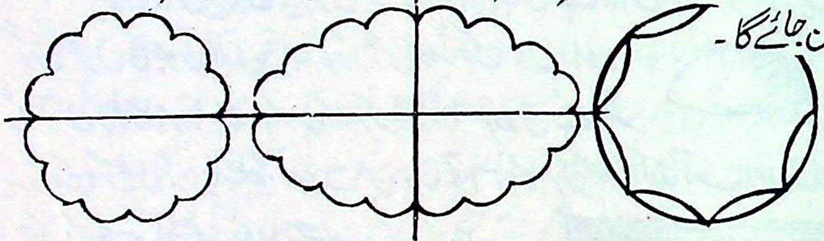


اور ہر چوتھائی پر اندر کی طرف دو دو قوسوں کو ملائیں۔ اس طرح متواتر دائرے اور لمبوترے بنا کر ایک طرح کا خاکہ بن سکتا ہے۔ جب ایک لمبوترا معین کھینچیں اور اس کے ہر ضلع پر تین تین مرکز معین کر کے قوسیں کھینچیں اور اس شکل کے دائیں بائیں دائرے کھینچکر مسدس کی شکل میں کونوں کو کاٹیں تو ایسی متواتر شکلوں کے بنانے سے ایک طرح کا خاکہ بن جاتا ہے۔ جبکہ بیضوی شکل کو چوتھائیوں میں تقسیم

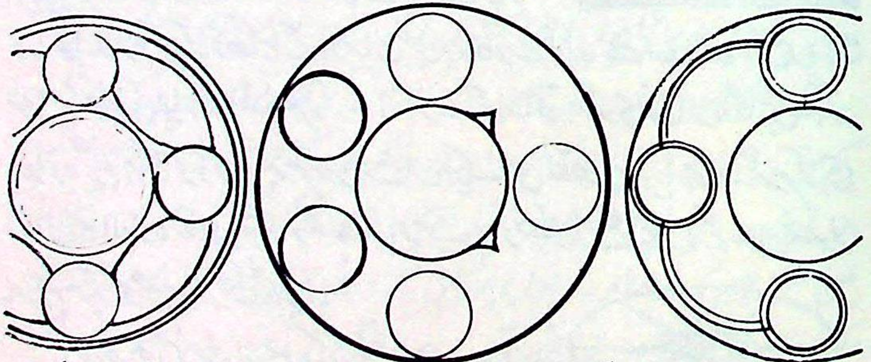




کر کے ہر چوتھائی کے قوسوں پر تین تین نشان لگائیں۔ ہر نشان پر قوس کو اندر کی جانب نوک بناتے سے یہ شکل بن جاتی ہے۔ اس شکل کے ساتھ ایک دائرہ پر مسدسی نوکیں اندر کی جانب (یا باہر کی جانب) بنا کر جوڑیں تو دوسرے طرح کا خاکہ بن جائے گا۔



ایسی شکلوں کو ہم مستطیلوں اور مربعی شکلوں کے علاوہ گول شکلوں میں بھی بنا سکتے ہیں۔ اور اس بات کا تجربہ کر سکتے ہیں کہ ایک دائرہ کے اندر مستطیل مربع اور معین اور دائرے بنائیں جن کو ملانے سے ایک طرح کا خاکہ بن سکتا ہے۔



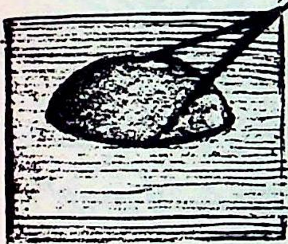
ایسی شکلوں کو غور سے دیکھنے پر ہم ان کی بناوٹ آسان سے آسان کرنے کے علاوہ اس قسم کی بہت سی شکلوں کو (اپنے تخیل کو استعمال کر کے) بنا سکتے ہیں۔ ایسے خاکوں کو فنی اصطلاح میں "شکل دار طرح" کہتے ہیں

"مرکز کا معین کرنا" :- جیومیٹری میں کئی ایسے طرح (DESIGNS) تیار کئے جاتے ہیں جن میں متذکرہ جیومیٹریکل دائرے اور بیضوی خاکوں کی صورت میں تیار کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ چپٹی سطحوں والی چیزوں پر دائروں اور بیضوی

شکلوں کی تیاری کے لئے مراکز کا معین کرنا آسان ہے۔ اس کے برعکس مُحدب اور نشیبی سطحوں والے اشیاء پر ایسے دائروں اور بیضوی شکلوں کی تیاری کے لئے مرکزوں کا معین کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی سطحوں والی اشیاء کے مراکز معین کرنے کے طریقہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

ہمارے فن میں جن چیزوں پر نقاشی کی جاتی ہے۔ ان میں اکثر چیزیں گول سطحوں کی ہوتی ہیں۔ ایک پوڈر بکس کا ڈھکنا گول اور ڈھلوان سطح کا ہوتا ہے۔ اس کا مرکز نکالنا ضروری ہے۔ اگر یہ ڈھکنا مسطح دائرہ یا چپٹی صورت میں ہوتا تو اس کا مرکز معلوم کرنا آسان تھا۔





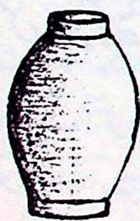
جبکہ اس قسم کی سطحوں والی چیزوں کے مرکز اس طریقہ سے نکالے جاتے ہیں۔ ایک مسطح تختہ پر اس پوڈر بکس کے ڈھکنے کو مضبوط پکڑ کر پرکار کے ایک سرے کو تختہ کے ساتھ ڈھکنا کے کنارے پر دبا کر اندازہ کر کے ڈھکنا کے درمیان میں پرکار کے نوک سے نشان لگائیں۔ اسی طرح ڈھکنے کی چار اطراف مقرر کر کے اندازے کے ساتھ مرکزی نشان لگائیں۔ اگر اندازہ صحیح ہوگا تو ڈھکنے پر مرکزی نشان ایک ہی نقطہ پر آیا ہوگا۔ اگر مرکزی نشان کا اندازہ غلط ہوگا تو حلقہ کی جانب چار خطوط لگے ہوں گے۔ ان خطوں پر ہم مرکز کو معین کر سکتے ہیں۔



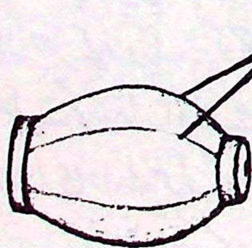
اسی طرح ایک شیلڈ جس کی سطح نشیبی ہوتی ہے لیکن اس کا مرکز ہم آسانی سے اس طرح نکال سکتے ہیں جس طرح مسطح پر بنے ہوئے دائرے کا مرکز معین کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پرکار کے بازو شیلڈ کے نصف قطر سے بڑھے ہوں۔ اگر لمبے بازو والا پرکار مہیا نہ ہو تو ایسے گول شکل والی چیز کا مرکز اس طریقہ سے نکالا جاتا ہے۔ پرکار کو کھول کر گول شکل والی چیز کے کنارے پر برابر چھ یا آٹھ نشان

لگائیں۔ سیدھی اور اس چیز سے لمبی چپٹی کو ہر دو مقابل کے نشانوں پر رکھ کر اندازاً مرکز کے نزدیک خطوط لگائیں۔ اس طرح مرکز معین ہوگا۔ اگر اس چیز پر "بھاگئی دار طرح" والا کوئی خاکہ بنانا ہو تو پہلے ہی سوچ سمجھ کر اتنے نشان کنارے پر لگائیں جتنے ضلعوں میں تقسیم کر کے ہمارا نقشہ بن سکتا ہے۔ اتنے ہی نشان کنارے پر لگا کر ایک دوسرے کے عین مقابل پورے خطوط کھینچیں۔ اس طرح ایسی چیز کا مرکز بھی معیّن ہوتا ہے اور بعد میں کی جانے والی حصّہ کشی بھی ایک ساتھ ہو جاتی ہے ورنہ دو تین بار نشان لگا کر خطوط کھینچنے سے ایک تو چیز خراب ہو جاتی ہے دوسرا وقت ضایع ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سوچ سمجھ کر کام کیا جائے۔

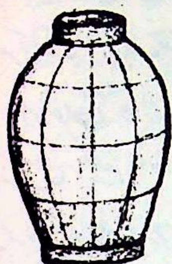
اسی طرح گولہ نما چیز کو حصّہ کشی کرتے میں یہ سوچنا پڑتا ہے کہ کیسے اس پر "بھاگئی دار" طرح کی خاکہ کشی کریں۔ اس قسم کی شکلوں میں



اکثر ٹیبل لیمپ سٹینڈ ہوتے ہیں۔ جن کو دونوں جانب نیچے اور اوپر سرے اور تلوے سطح گول صورت میں لگے ہوتے ہیں ایسے چیزوں کی چوڑائیوں کو حصّہ کشی کرنے کے لئے ان ہی سروں اور تلوں کے کناروں کے ساتھ پرکار سے مطلوبہ حصّے کئے جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے مقابل والے نشانوں کو خطوں سے ملا کر ان کے چوڑائی والے حصے معیّن ہوتے ہیں۔ اس طرح حصّے معیّن ہو کر اونچائی میں حصّے کرنا آسان ہیں۔ اونچائی میں جتنے حصے کرنے مطلوب ہوں چوڑائی کے دئے ہوئے خط پر پہلے آزمایش کریں کہ کئے جانے والے حصّے برابر برابر پیمایش کے آتے ہیں یا نہیں جب کہ اس چوڑائی والے خطے پر مطلوبہ حصوں کے نشان برابر لگیں گے تو چوڑائی کے ہر خطّ پر نشان لگا کر ان نشانوں کو دھاگے سے ملا کر خطوط کھینچیں اس طرح ایسی شکل کا لیمپ سٹینڈ کئی حصّوں میں



بھاگ = حصّہ۔ اس طرح بھاگئی دار کا مطلب حصوں والا طرح (MOSIEC DESIGN)



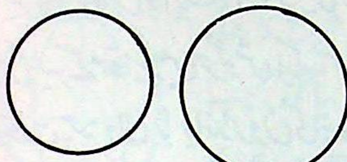
تقسیم ہوگا اور بعد میں ہر حصّہ کے اندر مطلوبہ طرح کا خاکہ بنایا جاسکتا ہے اس طرح ہم ہر قسم کے ملبوتری یا گول لیمپ سٹینڈوں پر حصّہ کشی کر سکتے ہیں۔ مجمعے (TRAYS) جن پر پیپر ہیبشی کی جاتی ہے۔ بہت سی شکلوں کے ہوتے ہیں۔ ان کی حصہ کشی کرنی مطلوب ہو تو ہمارے کاغذی تجربے (جب کہ صحیح بنے ہوں۔ ان کی حصّہ کشی کرتے میں مدد دے سکتے ہیں بلکہ ایسی چیزوں پر حصّہ کشی کرنے کا ..ہی صحیح طریقہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں ہم نے اپنی غلطی ربڑ سے صاف کی ہے لیکن چیزوں پر غلطی نہیں ہونی چاہیئے کہ ایسی شکلوں کو کاغذ پر معین کرکے تجربے کریں تاکہ ہاتھ اور ذہن تجربہ کار بن کر چیزوں پر ایسی غلطیاں نہ ہوسکیں۔

علم مناظر کشی

مناظر کشی کئی اصولوں کے تحت کی جاتی ہے جبکہ نظّارہ کی اصلیت جو خاکہ کشی کرتے وقت خود بخود پیدا ہوتی ہے اور ایک مشاہدہ کرتے والا اپنے سمجھ بوجھ کو زیر کار لاکر خود بخود خاکہ میں نظر کی دوری اور نزدیکی میں دکھائی دینے والے اجزاء کو اپنی اپنی نسبت کے مطابق بنا دیتا ہے۔ لیکن موٹی عقل کا مشاہدہ کرنے والا نظر کے نزدیک چیز کو چھوٹی اور نظر سے دور والی چیز کو بڑی بنا کر خاکہ کی اصلیت کو بدنما بنا دیتا ہے۔ مثلاً جنگلی نظارہ کو خاکہ کشی کرتے وقت چار سو گز کی دوری والے خرگوش کو ایک انچ میں دکھاتا ہے اور سو گز کی دوری پر جو شیر اس کو نظر آتا ہے۔ اس کو بھی ایک انچ میں دکھاتا ہے جب کہ بڑے سے بڑا خرگوش نزدیک نظر میں صرف ایک فٹ کے قریب لمبائی کا دکھائی دیتا ہے۔ اور شیر اسی نظر میں $1\frac{1}{2} \times 8$ تقریباً گز کا ہوتا ہے لیکن ناظر اتنی دوریوں کے باوجود

شیر اور خرگوش کو ایک ہی سائز میں رکھ دیتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ ایسے خاکہ میں شیر کے مقابلہ میں خرگوش ایک سم میں آسکتا ہے۔ ایسے خاکے یا نقشے بناتے وقت چیزوں یا جانداروں کی جسمانی پیمائش کا لحاظ رکھنا۔ ایک دوسرے کی دوری یا جسموں میں رنگوں کی فرق کا سمجھنا۔ روشنی اور چھایا کا نظارہ پر اثر رکھنے والی باتوں کو پرسپکٹو (PRESPECTIVE) یا علم نظارہ (بر قاعدہ ہیئت) کہتے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کا مشاہدہ ہم قدرتی مناظر کے کیمرا سے لی گئی تصویروں کا پڑتال کر کے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم علم مناظر کے اصولوں کو سمجھنے کے لئے مختلف اندازوں میں دیکھ کر اپنے آپ ذہن نشین کریں کہ کتنی دوری پر کس قسم کی شکل کیا جسامت رکھتی ہے اور نزدیکی فاصلوں پر ان ہی شکلوں کی کیا جسامت بن جاتی ہے۔ السٹریٹیڈ اخباروں پر مختلف قسموں کے نظارے ہوتے ہیں۔ ایسے اخباروں پر کیمرائی تصویروں کا بغور مطالعہ کیا کریں تاکہ آنکھ اور ذہن اندازوں اور آنکڑوں میں تجربہ کار بن جائے اور ایسے نظاروں کی خاکہ کشی کرتے وقت زیادہ سے زیادہ سوچنے کی بجائے ذہنی یادداشت سے کام جلدی اور صحیح کر سکیں گے۔ یہی اصول مجسمہ خاکہ کشی پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ ان کی بناوٹ اگرچہ آسان ہے لیکن جب کوئی چیز ہو بہو بنانی ہو تو اس شکل کا پیچ وخم۔ نشیب و فراز۔ ناظر سمجھ سکے۔ ورنہ آسان سے آسان کام مشکل بنتا ہے۔

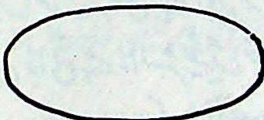
ہر چیز کی بناوٹ یا خاکہ کشی کرتے وقت اس کی موٹائی۔ لمبائی۔ چوڑائی کو نسبتی لحاظ سے تصور کرنا ضروری ہے۔ تب ہی ایک ناظر خاکہ کشی کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ مبادیات کے طور پر پرسپکٹیو پر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس پر عمل ہو تو کافی ہے جبکہ مجسمہ شکلوں کے ذریعے ایسے علم کے مطابق بہت کچھ سیکھنا ضروری ہے تاکہ ہمارا ذہن بھی لکھے ہوئے پر عمل کر سکے۔ اس لئے دکھائی گئی شکلوں کا بغور مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ گول اور ضلع والی



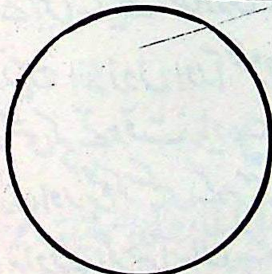
شکلوں کو تصویروں میں لانے سے کس طرح
صورتیں بدلتی ہیں کیونکہ دائروں والی
سطحیں نظروں کے لحاظ میں بگڑتی ہیں۔ یوں تو دائرہ کے دونوں عمودی اور
افقی قطر برابر ہوتے ہیں لیکن جب دائرہ کو زمین کے متوازی اور افقی خط
سے کچھ نیچے رکھیں تو بجائے دائرہ بیضوی نظر آئے گا۔ یعنی افقی قطر اتنا
ہی رہے گا مگر عمودی قطر کم نظر آئے گا۔ جوں جوں دائرے آنکھ سے نیچے ہوتے
جائیں گے۔ اوپر کے دائرے کی نسبت ان کی سطح زیادہ



چوڑی دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً:

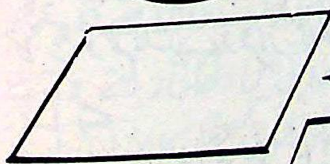


گتہ کا دائرہ
آنکھ سے تھوڑا نیچے



آنکھ سے زیادہ نیچے

اسی طرح چوکور کی سطحوں کی حالت ہوتی ہے



آئی لیول کے متوازی

سطح چشم (آئی لیول) کے
نیچے چوکور یا گول شکل
لیول کے نیچے ہوگی۔ اتنی
چوڑی دکھائی دیگی۔ اسی طرح

والی چیز جتنی آئی۔
ہی اس کی سطح
آئی لیول سے

جتنی دور کوئی چیز ہوگی۔ اس کی چوڑائی اتنی ہی کم دکھائی دیگی۔
مجسموں کی خاکہ کشی کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے
روشنی اور چھایا: (LIGHT AND SHADE) خاکہ کشی صحیح طریقہ

پر کی جائے لیکن اگر ایسے خاکوں کی رنگ بھرائی یا شیڈنگ غلط طریقہ پر کی جائے تو کی گئی خاکہ کشی بھی غلط ہو گی۔ اس لئے شیڈنگ کے صحیح طریقوں سے واقف ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کی شکل دو باتوں سے ذہن میں سما سکتی ہیں اور یہ دونوں باتیں ایک ساتھ ہمارے سامنے اس چیز کی شکل کو ظاہر کرتی ہیں ان میں سے ایک ہے روشنی اور دوسری ہے چھایا۔ ان دونوں کو انگریزی میں لایٹ اینڈ شیڈ (LIGHT AND SHADE) کہتے ہیں۔ ہر چیز کی روشنی اور چھایا ہوتی ہے اور یہ دونوں پانچ حصوں میں منقسم ہیں (۱) ہائی لایٹ بالائی روشنی یعنی تیز روشنی۔ چمک دار اور صاف سفید جگہ ہائی لایٹ کہلاتی ہے جو اکثر چکنے یا شیشے جیسے برتنوں پر صاف نظر آتی ہے۔ مثلاً: سیاہ بوتل، چینی کے برتنوں روغن شدہ پیپر بیٹی اشیاء وغیرہ پر۔

لائٹ (۲) روشنی کا وہ حصہ ہے جہاں جس حصہ پر روشنی سیدھی پڑتی ہے۔

(۳) چھایا۔ شیڈ۔ وہ حصہ جہاں روشنی سیدھی نہیں پڑتی ہے۔

(۴) ریفلیکٹیڈ لائٹ: منعکس روشنی۔ کسی شے کا وہ حصہ جس پر ملحقہ شے سے منعکس ہو کر شعاعیں پڑتی ہیں جیسے سورج کے غروب، یا طلوع کے وقت پانی کے کسی حصہ میں سورج اپنے رنگ کا عکس ڈالتا ہے یا جو شیشے یا کسی شفاف شے سے نکلتی ہے۔

(۵) مجسم کی چھایا۔ کاسٹ شیڈو۔ کسی چیز کا سایہ جو زمین پر پڑتا ہے جیسے کسی درخت یا کسی دیوار کا سایہ اپنی جگہ پر پڑتا ہے۔

ان پانچ باتوں کے علاوہ روشنی اور چھایا کے درمیان ایک مدھم سی حالت بھی ہوتی ہے۔ جہاں روشنی سیدھی نہی پڑتی ہے۔ یہ حصہ ہاف ٹون لایٹ کہلاتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو سایہ کسی چیز کے جسم پر پڑے۔ اس کو شیڈ اور اس چیز کے جسم پر جو چمکدار روشنی پڑے وہ ہائی لایٹ کہلاتی ہے اور عام طور پر

پڑنی والی لایٹ کہلاتی ہے۔ لایٹ اینڈ شیڈ جہاں ملتی ہوئی نظر آتی ہیے ہاف ٹون نیم عکسی روشنی کہلاتی ہے۔

کسی بھی ماڈل کا خاکہ تیار کرتے ہوئے اس خاکہ پر روشنی اور چھایا ظاہر کرنے سے یہی مطلب ہے کہ ماڈل کی جسمانی شکل وصورت کے نشیب و ابھار۔ پیچ وخم کی اونچائی اور گہرائی ظاہر ہونے کے علاوہ ماڈل کی سطحی حیثیت ظاہر ہو۔

ماڈل کی اوٹ لائن صحیح ہونے کے بعد پہلے اوٹ لاین ذرا ہلکی کی جائے۔ پھر لایٹ اینڈ شیڈ شروع کی جائے۔

شیڈنگ میں تین درجے ہوتے ہیں۔ لایٹ۔ شیڈ۔ کاسٹ شیڈو۔ کسی چیز پر لایٹ اینڈ شیڈ قابلیت سے دکھانے کے لئے مذکورہ تین باتوں کا مقابلہ کیا جائے تناسب اور مجموعی شکل وصورت کے بغیر کسی چیز کا ڈرائنگ درست نہیں ہو سکتا ہے۔

شیڈنگ کرتے وقت کاغذ کا ٹکڑا ہاتھ کے نیچے رکھ لیا جائے اور شیڈنگ میں ربر کا استعمال نہ کیا جائے کیونکہ شیڈنگ میلی ہو جائے گی جس کو گندلا کہتے ہیں شیڈنگ اور اوٹ لاین کو جج کرنے کے لئے بائیں آنکھ بند کر کے دیکھنا چاہیئے۔ شیڈنگ دکھانے کے وقت سب سے زیادہ سیاہی کاسٹ شیڈو کی جگہ کرنی چاہیئے اور کم سیاہی مجسمہ کے اوپر لائٹ نہ پڑنے والی جگہوں پر کرنی چاہیئے۔ لائٹ اینڈ شیڈ جہاں آپس میں ملتی ہوئی دکھائی دیتی ہوں وہاں کم سیاہی اور ملتے ہوئے خطوں سے دکھانی چاہیئے۔

کسی مجسمہ کی جنرل اوٹ لائن کے متوازی شیڈنگ لائنز لگانے سے اس کی اصلی حالت جلدی ظاہر ہو سکتی ہے مستطیل مجسمہ کی جنرل اوٹ لائن کے متوازی شیڈنگ لائنز لگانے سے اس کی اصلی حالت جلدی ظاہر ہو سکتی ہے۔ مستطیل مجسمہ میں شیڈنگ گول خطوں میں دکھانی درست نہیں ہے بلکہ اسکے کسی بیرونی




خطوط کے متوازی سیدھے خطوں میں دکھاتی چاہیئے۔ اسی طرح گول مجسمہ میں شیڈ نگ سیدھے خطوں میں دکھانی درست نہیں ہے گول شکل کے مجسموں پر بھی اپنے بیرونی خطوں کے متوازی گول خطوں ہی سے شیڈ نگ دکھاتی چاہیئے۔

خطوں کی کشش ظاہر ہوتی چاہیئے۔ لائیٹ اینڈ شیڈ براہِ راست پنسل کی لائنوں سے بغیر گھسنے کے دکھانی چاہیئے۔ مستطیل شکل والے مجسمے پر شیڈ نگ دکھانے کے لئے سیدھے خطوں کو ایک ہی موٹائی میں دکھانا چاہیئے۔ اور ہاف ٹون لائیٹ دکھائی دینے والی جگہوں پر خطوط کو پتلا دکھانا چاہیئے۔ اسی طرح گول شکل والے مجسموں کے خاکوں پر شیڈ نگ کرنے کے وقت اپنی آنکھ کا استعمال اس طرح کیا جائے۔ کہ تیز روشنی اور سیاہی کے اندر جو روشنی ہے اس کے مختلف سایوں کو پہچانا جاسکے۔ تاکہ اس کے فرق کو معلوم کر سکیں۔ شیڈ نگ سے پنسل کا رگڑنا مطلوب نہیں ہے بلکہ شیڈ نگ کی لائنز کو نہایت صحیح طور پر دکھایا جائے۔ کوئی بات سُننے یا تحریر میں لاتے سے سمجھانی شکل اور طوالت پیدا کرتی ہے۔ خصوصاً عملی کام کرنے کے لئے مشاہدہ کر کے مشق کرنے سے تحریر اور تقریر کو پرکھنا چاہیئے۔ اپنے ذہن و فکر کو عملی کام کے ساتھ وابستہ رکھ کر ہر کام بغیر سمجھائے بھی سمجھ میں آتا ہے۔ خاکہ کشی کرنے میں اپنے ساختے (جو کہ پیمائشی نہیں استعمال کرتے ہیں) استعمال کرنے چاہئیں۔ ایک تو ان کی شکلیں مختلف ہیں۔ دوم ہمیں آئندہ ایسے ہی چیزوں سے لگاؤ رہے گا۔

"سکیل ڈرائینگ" ۔ خاکہ بہ جدول

ہماری ہنر میں عام طور پر سکیل ڈرائینگ کے ذریعہ کسی طرح DESIGN کی بناوٹ نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ طرحوں کی پیمائش میں کمی بیشی اپنے ذہن اور کشادہ

دستی سے کی جاتی ہے جہاں کہیں بھی سکیل ڈرائنگ کے اصولوں کو ہمیں اپنانا پڑے گا وہاں اس کے پیش نظر اس کے متعلق چند باتوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ سکیل ڈرائنگ دو طریقوں سے عمل میں آتی ہے۔

(۱) نمبر ایک۔ عام مجسموں کے خاکوں کو دکھانے کے لئے سکیل کا استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ ایسی چیزوں کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی ظاہر کرنی مطلوب ہوتی ہے تو تین قسم کے ڈرائنگ بنانے پڑتے ہیں (۱) پلین (۲) فرنٹ ایلی ویشن، اور سائیڈ ایلی ویشن۔ (۱) جس میں کسی چیز کی لمبائی اور چوڑائی ظاہر ہو اس کو پلین کہتے ہیں (۲) جس میں کسی چیز کی لمبائی اور اونچائی ظاہر ہو اسے فرنٹ ایلویشن کہتے ہیں (۳) جس میں چوڑائی اور اونچائی ظاہر ہو۔ اس کو سائیڈ ایلی ویشن کہتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ اگر کسی چیز کی عمودی سطح کا عکس کسی عمودی سطح پر لیا جائے تو اسے ایلویشن کہتے ہیں اور کسی شے کا جو حصہ زمین گھیرے اُس کو پلین کہتے ہیں۔ جب ہمیں کسی چیز کا نقشہ بنانا ہو۔ تو اول کاغذ پر ایک گراونڈ لاین کھینچیں۔ جیسے کاغذ کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ اُوپر کا حصہ ورٹیکل پلین۔ عمودی سطح کہلاتا ہے۔ جس پر ایلی ویشن بنایا جاتا ہے اور نیچے کا ہوری زنٹل پلین افقی سطح کہلاتا ہے جس پر پلین بنایا جاتا ہے۔

فرنٹ ایلی ویشن اور سائیڈ ایلی ویشن ہمیشہ ایک ہی گراونڈ لاین پر بنانے چاہیں۔ کاغذ کی تقسیم کا طریقہ سکیل کی اشکال سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔ پیمانہ کاغذ کے نچلے کنارے پر دائیں طرف بنانا چاہیئے۔ سکیل کے مطابق جس کسی چیز کو دکھایا جاتا ہے۔ ایسی شکل کے لئے سائیز = پیمانہ مقرر کیا جاتا ہے، اور اس سائز کو نسبت کے ساتھ مقابلہ کرکے چھوٹے سائز میں بڑے سائز کے نقشوں کو بنایا جاسکتا ہے۔ ایسا سکیل ڈرائنگ عام طور پر مجسموں کے خاکوں کو صرف چھوٹے پیمانہ میں دکھاتا ہے۔ اور ان بنائے ہوئے خاکوں سے اسی سکیل کے مطابق عملی طور پر لکڑی۔ اور گتہ جیسے مسالہ کو اصلی پیمائش پر رکھ کر چیزوں کو

تیار کیا جاتا ہے۔ اسی لئے خاکوں پر ایک حصہ کو دکھانے کے ساتھ ساتھ اصلی پیمائش بھی لکھی جاتی ہے۔ اس طرح خاکوں کے مطابق انلارج (ENLARGE) کرنے میں دِقّت نہیں آتی۔ چونکہ ایسے خاکے جو کم سے کم سائز میں بنائے جاتے ہیں۔ انلارج (تکبیر = بڑھا کر) کرنے ہوتے ہیں۔ اس لئے تین طرفوں کو **بوضاحت** دکھانے والے خاکے تیار کئے جاتے ہیں تاکہ ہر طرف کی لمبائی۔ چوڑائی اور اونچائی اپنی اپنی شکل کے ساتھ دکھائی جا سکے۔ اس طریقہ کا سکیل ڈرائینگ عام طور پر لکڑی کے بنائے جاتے والی چیزوں کے لئے بنایا جاتا ہے اور اکثر چھوٹے سائزوں کے خاکے بنائے جاتے ہیں جس میں سائیڈ کی چوڑائی اور لمبائی کے علاوہ شکل وصورت کو دکھایا جاتا ہے اسی طرح فرنٹ کا خاکہ تیار کیا جاتا ہے اور فرنٹ کی لمبائی چوڑائی اور شکل وصورت دکھائی جاتی ہے۔

پلین:۔ کسی چیز کی مکمل جسامت جس جگہ کو گھیرتی ہے۔ اس جگہ کی لمبائی چوڑائی ظاہر کرنے والے خاکے کو پلین کہتے ہیں۔

چونکہ لکڑی یا اور کسی دھات سے بنائی جانے والی چیز کے اطراف کی بناوٹ اور شکلوں کی ترتیب دینے کے لئے مختلف سائزوں کے مختلف ٹکڑے جوڑے جاتے ہیں۔ اس لئے ہر ٹکڑے کی لمبائی چوڑائی ضرورت کے مطابق دکھائی جاتی ہے۔ اس طرح دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ:۔ اس نقشہ کے مطابق ٹکڑوں کو ان کے معینہ سائز پر تیار کیا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ:۔ پہلے ہی معلوم ہوتا ہے کہ کس موٹائی اور کس لمبائی چوڑائی کے کتنے کتنے ٹکڑے درکار ہیں۔ ان ٹکڑوں کی پیمائش جمع کر کے کل مسالہ کے استعمال ہونے کا پہلے ہی پتہ چلتا ہے اور اس پیمائش کی جمعبندی کو تخمینہ (اسٹیمیٹ) کہتے ہیں۔ اسی اسٹیمیٹ کے مطابق کاریگر مسالحہ حاصل کر کے بنائے ہوئے خاکوں کے مطابق چیز کو تیار کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہی خاکہ تیار کیا جاتا ہے اور اصل سائز کی نسبت کو بنائے جانے والے خاکہ کے پیمانہ کے مساوی تیار کیا جاتا ہے جو

اصل سائز کی نسبت کو بنائے جانے والے خاکہ کے پیمانہ کے مساوی تیار کیا جاتا ہے اسی طرح سکیل ڈرائینگ میں پلین یعنی صرف ایک سطح کے خاکوں اور نقشوں وغیرہ کو گھٹانے یا بڑھانے کے لئے عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ اس سکیل سے یہی مطلب نکالا جاتا ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے خاکہ یا نقشہ کو کسی بھی نسبت سے بڑے خاکہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایسے خاکوں یا نقشوں کو خواہ چھوٹے کو بڑے سائز تک تبدیل کرنا ہو۔ جسے انلارجنگ (ENLARGING) یا (تکبیر) کہتے ہیں۔ خواہ بڑے کو چھوٹے سائز میں لانا ہو۔ جسے تصغیر (REDUCING) یا رِڈیوسنگ کہتے۔ صرف ایک خاکہ میں بنائے جا سکتے ہیں اور نسبت کو اپنے سائز کے مطابق معین کر کے چھوٹے سائز کو بڑے سائز میں بنایا جا سکتا ہے۔ جب کوئی بھی تصویر بڑھانا یا گھٹانا ہو تو ہر نقشہ پر بنائی گئی تصویر یا شکلوں کو پہلے دیکھنا چاہیئے کہ کس قسم کی شکلیں ہیں۔ اگر آسان اور تجربہ میں آئی ہوئی شکلیں ہیں۔ تو ایسے نقشہ کو کاغذ پر بڑے سائز میں تبدیل کرنے کے لئے آزاد دستی (FREE HAND) میں بنا سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر مشکل اور پیچیدہ ڈیزائین ہو۔ تو (GRAPHING) الجہ کاری کر کے صغیر سے کبیر یا کبیر سے صغیر بنا سکتے ہیں۔ جب کہ کسی لینڈ سکیپ یا پھول بوٹوں کے مجموعے کو کسی "طرح" کی صورت میں دکھایا گیا ہو تو ایسے نقشے کو بڑھانے والے سائز پر نسبت لینی پڑتی ہے۔ جیسے:
$6'' \times 4''$ کو $6' \times 4'$ میں تبدیل کرنے کی نسبت $12'' = 1'$ پڑتی ہے۔ اسی طرح $5'' \times 3''$ سائز کے نقشے کو $5' \times 3'$ کے سائز میں تبدیل کرنے کی نسبت $12'' = 1'$ ہے لیکن بعض اوقات سکیل کی نسبت برابر نہیں ہوتی۔ تو ایسے نقشوں کو سائز کے مطابق تبدیل کرنے کے لئے نسبتی سکیل کے مطابقت ڈھونڈنی پڑتی ہے۔ مثلاً:-
$6'' \times 4\frac{1}{2}''$ سائز کے نقشے کو $24'' \times 18''$ کے سائز میں تبدیل کرنا ہے۔ اس سائز کی تبدیلی کا سکیل حساب کر کے نکالا جاتا ہے۔ اس لئے $(6 \times 4\frac{1}{2})$ دیکھنا پڑتا ہے۔

کہ کس برابر کے سکیل پر نسبت آئے گی۔ نقشہ کی چوڑائی $4\frac{1}{2}$ ہے اور یہی چوڑائی 18.0" انچوں میں تبدیل کرنی ہے اگر "3 = "1 کے مطابق بڑھایا جائے تو $4\frac{1}{2} \times 3"$ = $13\frac{1}{2}"$ بنتے ہیں۔ لیکن ہمیں درکار ہیں "18 انچ۔ اس لئے 4 پر ضرب دیکر $4\frac{1}{2} \times 4$ = "18 آتے ہیں۔ اسی طرح اونچائی "6 ہے۔ بڑھائے جانے والے نقشہ کی اونچائی "24 رکھنی مطلوب ہے۔ اس لئے "4 × "6 = "24۔ اس طرح سکیل کی نسبت ہر دو صورتوں میں "4 = "1 ہے۔ سائز کو بڑھانے کے لئے ہمیں ذرا بڑے سائز کا کاغذ حاصل کرنا چاہیئے تاکہ نقشہ کا اصل سائز رکھنے کے بعد کاغذ کے چاروں طرف کم از کم 2 انچ کا حاشیہ رہ سکے۔ کاغذ میں چار گنا کر کے شکن ڈال دیں۔ اس طرح کاغذ کا صحیح یا غلط ہونا معلوم ہو جائے گا۔ کاغذ کے کنارے برابر ہوں تو درمیانی شکنوں سے اپنے مطلوبہ سائز کے مطابق نشان رکھ کر خط معین کریں۔ اس طرح کاغذ کا ترچھا پن نقشہ کو ترچھا بننے کا باعث نہیں ہو گا۔ اصلی نقشہ پر چربہ کرنے کا کاغذ (جس کو نقشہ پر رکھ کر اصلی نقشہ پر بنی ہوئی شکلیں صاف صاف دکھائی دیں) رکھ کر نقشہ سے گھری ہوئی جگہ پر ہلکے ہلکے مربعی خانے (گراف) بنائیں۔ اس نقشے پر جتنے بھی خانے بن جائیں گے۔ اتنے ہی تعداد کے خانے بڑھائے جانے والے نقشہ کے کاغذ پر چار گنے سائز کے بنائیں۔ خانوں کی بناوٹ مکمل کرنے کے بعد نقشہ کا خاکہ اوپر سے نیچے کی طرف بناتے جائیں (کیونکہ نیچے سے اوپر کی طرف نقشہ بناتے وقت بازوؤں کے گھساؤ سے پنسلی خاکہ گندا بن جائے گا) نقشہ کے بائیں کونے سے شروع کر کے پہلے مربع میں جو کچھ نقشہ دکھائی دیگا۔ بڑے نقشے کے پہلے خانے میں اسی طرح بنا یئے۔ ایک ایک خانہ میں آئے ہوئے نقشے کو علی الترتیب پورے غور کے ساتھ دیکھ کر بناتے جائیں۔ رف سکیچ (عارضی خاکہ) تیار ہونے کے بعد چھوٹے نقشے پر سے گراف کیا ہوا کاغذ اٹھائیں اور اور بنائے ہوئے نقشے کے ساتھ مقابلہ کر کے شکلوں کو صحیح کریں۔ شکلوں کے اندر اگر کسی طرح کی برگ کشائی یا چہرہ کشائی کی گئی ہے۔ تو پورے دھیان کے ساتھ اپنے

بڑھائے ہوئے نقشہ میں بھی اسی طرح کر کے مکمل کریں پنسل ڈرائینگ سے نقشہ کو مکمل کر کے اگر رنگ کرنا مطلوب ہو۔ تو رنگ نقشہ کے مطابق کیا جائے۔ اگر جالک دوزی وغیرہ کے لئے کپڑے وغیرہ پر لکھنا ہو تو ویسا ہی کیا جائے۔ سکیل ڈرائینگ میں اسی طرح بڑے نقشہ کو چھوٹے سائز میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ جب کہ سکیل کو عیاں کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ جو ہم نے انلارج کئے جانے والے نقشے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اسی طرح سکیل کا تناسب بڑے بڑے پیمانوں پر نکال کر بالکل مساوی بنا کر چھوٹے سے چھوٹے نقشے بنائے جا سکتے ہیں اور ہر ایک قسم کا نقشہ خواہ قالین۔ لینڈ سکیپ کیہ۔ ایمبرائیڈری یا کسی انسان کا فوٹو بڑھانا یا چھوٹا کرنا ہو۔ اسی طرح پیمانہ کا تناسب نکال کر مطلوبہ سائز پر (گرافنگ) الچہ کاری کر کے بنائے جا سکتے ہیں۔ ہمارے پیپر میشی کے "طرحوں" کو چیزوں پر بنانے کے لئے اس طریقہ سے بڑا یا چھوٹا نہیں کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی طرح جو پیپر میشی کی چیز پر کیا جانا مطلوب ہو سکیل کے ذریعہ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی چھوٹے سائز کا طرح کسی بڑی سائز والی چیز پر کیا جانا مطلوب ہو تو یہ کشادہ دستی (فری ہینڈ ڈرائینگ (FREE HAND DRAWING) کے ذریعے اپنے ذہنی انداز سے بڑے سائز میں بنانا پڑتا ہے۔ کیونکہ پیپر میشی کے طریقہ کار میں پھولوں کو قدرتی حد سے بڑھانا غیر اصولی تصوّر کیا جاتا ہے۔ اس لئے جب سکیل کے ذریعہ چھوٹے نقشے کو بڑھایا جائے۔ تو پھول وغیرہ اپنے حد سے تجاوز کریں گے۔ اور یہ غیر قدرتی صورت اسکی خوب صورتی کو کم کر دے گی۔ اس لئے کسی نقشہ کو بڑی چیز پر اپنی حد تک بڑھانے کے بعد بچی ہوئی زمین پر اصلی نقشہ کے مطابق اپنی جیسی شکلوں کے تعداد میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح چیز کی اصلی خوب صورتی بحال رہتی ہے۔ جس سکیل ڈرائینگ کو ہم نے سیکھا ہے اس کا استعمال ہم کو قالینوں۔ جالک دوزی۔ ایمبرائیڈری وغیرہ بنائے جانے والے نقشوں پر کرنا ہے۔ جبکہ اپنی ہنر سے متعلق بنائے جانے والے

سقفوں کی لمبائی چوڑائی واضح اور مسطح ہوتی ہے اور ڈیزائن (جو کہ ان سقفوں کے لئے بنائے جاتے ہیں) بھی مسطح ہوتے ہیں اور جس کسی دھات پر بنائے جاتے ہیں۔ لمبائی اور چوڑائی کے لحاظ سے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے ڈیزائنوں کو سکیل کے تحت چھوٹے یا بڑے بنا سکتے ہیں۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں سکیل ڈرائینگ کا سمجھنا اور سیکھنا ضروری ہے۔

سانچا

(MATRIX)

سانچوں کی بناوٹ کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ سانچے چار طریقوں سے لکڑی اور مٹی کے بنائے جاتے ہیں جبکہ دو طریقوں سے لکڑی کے اور دو طریقوں سے مٹی کے سانچے بنائے جاتے ہیں۔

لکڑی سے گول شکلوں میں خرادی ترکھان اپنے طریقہ سے بناتا ہے۔ جبکہ چورس یا پہلودار فرنیچر ترکھان اپنے طریقہ سے بناتا ہے۔ اسی طرح مٹی کے سانچوں کا گول قسم کمہار پختہ مٹی کے نقشوں کے مطابق بناتا ہے اور کوئی خاص[1] قسم کی ضرورت کے وقت خود ساختہ ساز کچی مٹی کا نقشہ کے مطابق بناتا ہے۔ اس طرح یہ سانچے تو چاروں بناتے ہیں لیکن نیا ماڈل بنانے کے لئے ہر ایک کو سانچے کا خاکہ سامنے ہونا چاہیئے۔ پیپر میشی کے ہنر میں جو چیزیں کاغذی بورا یا گتہ کی بنائی جاتی ہیں۔ وہ تمام کی تمام سانچوں پر ڈھانپی جاتی ہیں۔ ایسی چیزیں پیپر میشی میں ¾ حصہ کے تناسب سے استعمال ہوتی ہیں۔ لیکن سانچے اس تعداد کے نہیں بنائے

---

[1] جب ایسا کوئی ساختہ تیار کرنا ہو جو کسی خاص شخص کا پسند ہو اور عام میں مقبول نہ ہو۔

جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر پیر مینشی کی ایک ہزار چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ان میں چھ سات سو چیزوں کے لئے چھ سات سو سانچے نہیں بنائے جاتے بلکہ ان کی ساخت کے لئے کوئی چالیس کے قریب مختلف سائزوں اور شکلوں کے سانچے بنوانے پڑتے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

پھولدان۔ لیمپ سٹینڈ۔ پوڈر بکس۔ صابون بکس۔ کالر بکس۔ ٹے بکس۔ پان بکس۔ سگریٹ بکس۔ میٹر بکس۔ مجمعہ۔ شلیڈ۔ قاب۔ پلیٹ۔ تلمدان۔ تھرڈ بکس۔ پن بکس وغیرہ ان میں سے کئی مختلف سائزوں اور مختلف شکلوں کے بنائے جاتے ہیں۔ یہ سمجھنا آسان ہے کہ جب کسی چیز کا سائز تبدیل کیا جاتا ہے تو اس کی شکل بھی کچھ تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح ایک ہی شکل کے مگر مختلف سائزوں کی تعداد پر سانچے بنانے پڑتے ہیں۔ اس لئے جو کوئی چیز ہمیں بنانی ہو تو اس چیز کا خاکہ بنا کر لمبائی چوڑائی اونچائی اور گول شکل والی چیزوں کے قطر وغیرہ معین کر کے سانچا سازوں سے نقشوں کے مطابق بنوا سکتے ہیں۔ جب کہ گول شکل کے سانچے کمہار اور خرادی (دونوں) بنا سکتے ہیں لیکن خرادی سے شیلڈوں۔ پھول دانوں۔ پوڈر بکسوں اور قابوں وغیرہ کے سانچے نہیں بنواتے ہیں کیونکہ لکڑی بعض اوقات گیلی ہوتی ہے جو بعد میں خشک ہو کر ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ جبکہ ان چیزوں کے لئے کمہار بھٹی میں پکا کر سانچے بناتا ہے*۔ جبکہ مربعی یا مستطیل شکل کے سانچے مخصوص ترکھانوں سے بنواتے چاہیں۔ کیونکہ مٹی والے سانچوں کے زاویے اور کونے صحیح نہیں بن پاتے۔ ساختہ سازی میں جن شکلوں اور چیزوں کے سانچوں کے نام لئے گئے ہیں۔ اگلے صفحوں پر دکھائے گئے ہیں۔

گتہ کے سانچے

اگرچہ گتہ کے سانچے بورا کے سانچوں کے مقابلہ میں کمزور ہوتے ہیں لیکن جلد

---

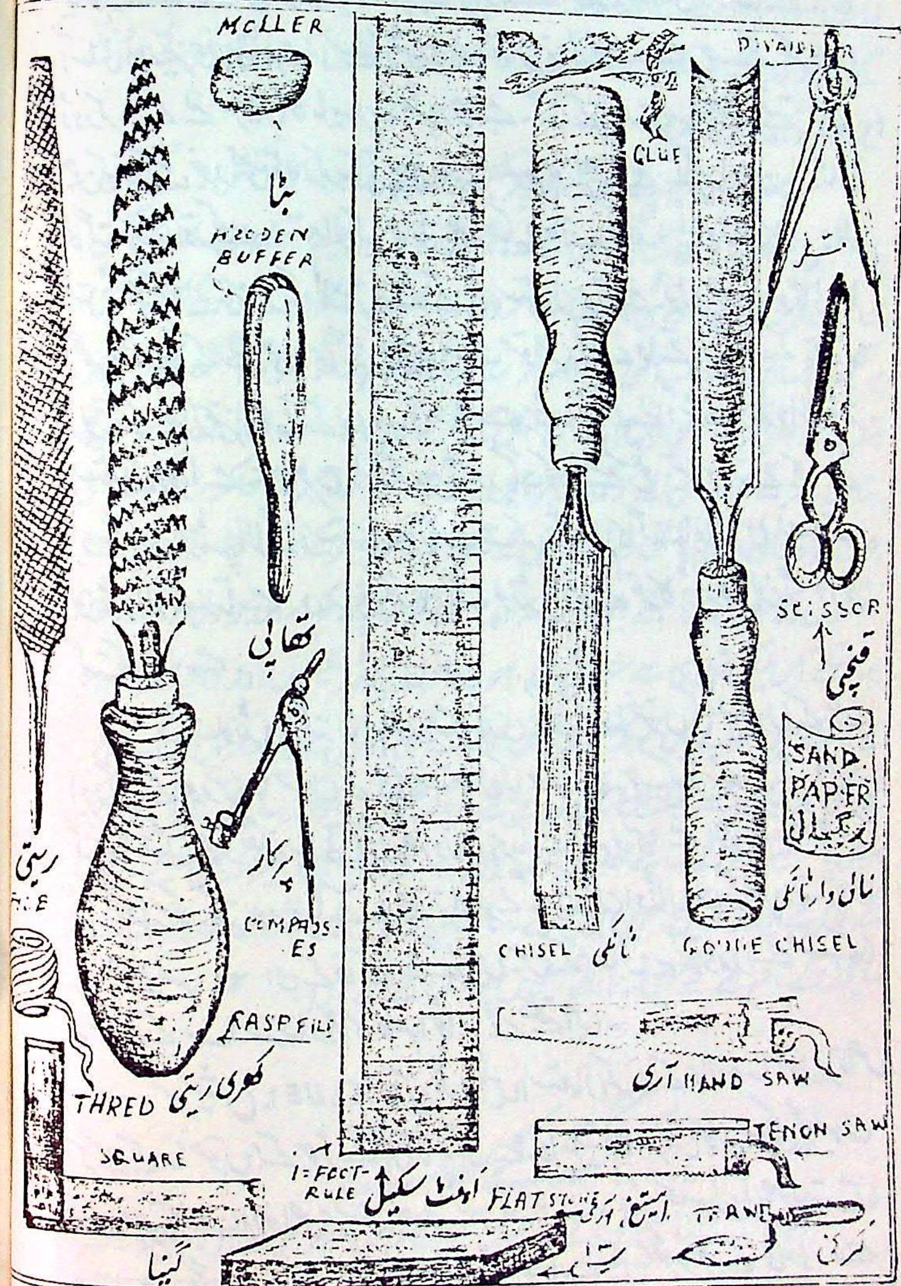
*۔ جو بعد میں ٹیڑھے نہیں ہوتے۔

تیار ہونے کے علاوہ سطحی طور پر صاف ہونے کی وجہ سے ان پر نقاشی چڑھانے میں آسانی اور تیزی ہوتی ہے۔ اسلئے اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔ جب کہ کمزوری دُور کرنے کے لئے سریش کا مایہ دینا ضروری ہے۔ گتہ کے چند ہی ساختے بنتے ہیں۔ جن کو نقاش خود بھی تیار کر سکتا ہے۔ البتہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کس وزن یا موٹائی کا گتہ کہاں اور کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ نصف پونڈ (ا/۱" موٹائی کا) والا گتہ ڈھکنے دار چیزوں کی مہمیز بنانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گول چیز کی موٹائی کا حجم بڑھانے کے لئے بھی اسی گتہ کے تین لپیٹ متواتر لگائے جاتے ہیں۔ جب کہ چورس ڈبوں کے لئے مہمیز بنانے کے بعد ڈبہ کی جسامت بڑھانے کے لئے ڈیڑھ پونڈ والا گتہ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح رائٹنگ پیڈ اور بک کور جیسے سطح چیزیں بنانے کے لئے بھی ڈیڑھ پونڈ والا گتہ استعمال ہوتا ہے جب کہ پتلے حجم کا گتہ بازار میں نصف پونڈ والا کہلاتا ہے۔ درمیانی حجم کا ایک پونڈ اور موٹے حجم کا ڈیڑھ پونڈ والا گتہ کہلاتا ہے۔

ایک پونڈ والا گتہ عام طور پر کاغذی۔ بُورا کے ساختوں کی تلھٹیوں کے بدلے اور گتہ کے چورس ساختوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کہ ڈیڑھ پونڈ والا گتہ ساختوں کے ڈھکنے بنانے کے لئے ضروری ہوتا ہے تاکہ ریتی سے ان کی سطح ڈھلوان بنائی جا سکے۔ گتہ اور بورا کے ساختے تیار کرنے کے لئے جن اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ صفحہ نمبر ۶۶ ان کے خاکے دئے گئے ہیں۔ جن کے مطابق یہ اوزار (اچھے قسم کے) حاصل کر کے ساختہ سازی کا کام انجام دے سکتے ہیں۔

سریش۔ (GLUE) جو کہ رنگوں میں استعمال کرنے کے علاوہ ساختوں (خاص کر گتہ کے ساختوں) کے جوڑنے میں کام آتا ہے۔ عام قسم کا سریش کالی سوکھی مچھلیوں جیسا ہوتا ہے اور خاص سریش بھورے رنگ کا "6 x "4 تختیوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ سریش میل کچیل کے بغیر ہوتا ہے لیکن مضبوطی کے لحاظ سے کالا ہی اچھا رہتا ہے۔ جس کو پانی میں اُبال کر استعمال کر سکتے ہیں جبکہ میل کچیل سے

TOOLS and MTERIAL FOR MOULD.S MAKING.



ساختہ سازی کے لئے سامان

صاف کرنے کی خاطر صافی میں سے گذارتے ہیں۔ چونکہ گتہ میں اپنا مایہ بالکل کم ہوتا ہے۔ اس لئے کم طاقت والے کسی دوسری (لئی وغیرہ) سے مضبوط جوڑ نہیں پکڑتا اس لئے سریش کے استعمال سے ہی اس کی تیاری ممکن ہوتی ہے۔ آج کل بازار میں فیواکول (FIVA COL) کے نام سے تیار سریش ملتا ہے۔ جو کسی حد تک ساختوں کے جڑاؤ میں استعمال ہوسکتا ہے لیکن رنگوں کی تیاری میں ایسا کوئی بھی قسم کارآمد نہیں ہوسکتا ہے جبکہ کالے سریش کے چھوٹے ٹکڑے پانی میں ڈال کر آگ پر اُبالتے ہیں تو سریش کو پگھلانے کے لئے برتن میں چوبی جیسی کھنچیے سے ہلاتے ہیں۔ کوئی پچاس سال پہلے سریش نقاش خود تیار کرتے تھے۔ جب کہ اس کا مواد حلال قسم کے جانوروں چوپائیوں کی سریوں کی کھالوں کو پکا کر رس نکالا جاتا تھا اور صاف کر کے دوبارہ (گاڑھا بنانے کے لئے) اُبال کر بالکل لیسدار استعمال کیا جاتا تھا۔ اب بازار میں دست یاب ہے۔

"ساختہ سازی"

(MOULD MAKING)

ساختے جن پر پیپر ماشی کی جاتی ہے۔ مختلف قسم کے دھاتوں سے بناتے ہیں مثلاً کاغذی بورا کو سانچوں پر ڈھانپ کر لکڑی کے [1] پیتل کی چیزیں تیار کر کے ان پر کاغذی بورا ڈھانپ کر، ٹین کی چیزیں بنوا کر کاغذی بورا ڈھانپ کر اور گتہ کو سانچوں پر ڈھال کر چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ جن پر پیپر میشی کی جاتی ہے لکڑی کی جو چیزیں پیپر میشی کرنے کے لئے تیار کروائی جاتی ہیں۔ اس فن سے متعلق مخصوص ترکھان آرڈر دینے پر تیار کر کے دیتے ہیں۔ جو زینہ کدل کے علاوہ بوٹہ کدل (چڈی پل کے نزدیک) محلہ میں رہتے ہیں۔ ایسے ترکھان صرف یہی کام کرتے ہیں جو اس قسم کی چیزیں بناتے ہیں خاص مہارت رکھتے ہیں اس لئے وہ باقی

[1] لکڑی کے ساختے براہِ راست بغیر سانچوں کے بنائے جاتے ہیں۔

ترکھانوں کی نسبت مُروجہ اور منشا کے مطابق چیز مہیّا کرتے ہیں۔ جو چیزیں یہ ترکھان پیپر ماشی میں استعمال کرنے کے لیئے بناتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں :۔

سنگار بکس، براموبکس، ٹکٹ بکس، پک کیس، ٹے بکس، رومال بکس، سگریٹ کیس، سگریٹ بکس، کارڈ بکس، پن بکس، ہیئر پن بکس، جوئیل بکس، صابون بکس، ماچس کیس، پنسل بکس وغیرہ۔ یہ تو تمام بکس ہیں جن کو صرف لمبائی۔ چوڑائی اور اونچائی بتلا کر بنوایا جاسکتا ہے۔ ویسے تو متذکرہ ترکھان صرف نام سنتے ہی سائزوں کے مطابق ہر ایک بکس کو بنا کر دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو چیزیں یہ ترکھان بناتے ہیں۔ ان کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ جبکہ سائزوں کا مختلف ہونا بھی ضروری ہے ایسی چیزیں شکلوں یا خاکوں کی صورت میں دکھائی دینی لازمی ہیں۔ کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو ہم روزمرہ کے استعمال میں نہیں لاتے ہیں بلکہ ان چیزوں کی شکلیں وہی لوگ بنواتے ہیں جو اس قسم کا ڈرائینگ جانتے ہوں۔ اُن چیزوں کے نام جو ڈبلوں کے علاوہ ترکھانوں سے بنوائے جاتے ہیں۔ ہشت پہلو میز، اینز پوارائٹنگ سیرٹ، ٹائیلٹ سیٹ، اِنک ریک، بک ریک، بک اینڈ، ٹرنیر، فوٹو فریم۔ بُک شلف۔ آفس سکرین وغیرہ۔ ان کے علاوہ جو چیزیں لکڑی کی خرادیوں سے بنوائی جاتی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں :۔

لیمپ سٹینڈ کی مختلف سائزوں اور شکلوں میں جن کے اُوپر پیپر پیشی کی جاتی ہے اور بعض اوقات سانچوں کے لئے بھی بنوائے جاتے ہیں۔ شمع دان (کینڈل اسٹینڈ سٹکس) ان کی اونچائی تین انچ سے لے کر پانچ فٹ تک ہوتی ہے جو چیزیں پیتل اور ٹین کی بنوا کر کاغذی پورا ڈھانپ کے ساختے کہلاتی ہیں۔ تین قسم کے کاریگروں کے ہاتھوں تیار ہوتے ہیں۔ پہلے دو کاریگر ٹین ساز اور ٹھٹھیار، ٹین ساز سے صرف ایک دو قسم کی چیزیں بنوائی جاتی ہیں۔ نیڈل کیس (جن کی شکل سوئی نما ہوتی ہے) اور دیواری پھولدان مختلف شکلوں میں بناتے ہیں۔ پیتل کی چیزیں جو ٹھٹھیار بناتا ہے) ان کے نام یہ ہیں :۔

فلور پول سیٹ (عرفاً تھالہ سیٹ) فلورویسٹر (پھول دان) پوٹ شیپ فلور پول سیٹ (گلدستہ سیٹ) ٹورسیٹ، رکابی اور پیالہ۔ ان چیزوں کو صراف کدل سرینگر میں رہنے والے دو تین ٹھٹھیار پہلے پیتل کے بناتے ہیں۔ اور بعد میں ساختہ ساز ان پر کاغذی پورا ڈھاپتا ہے اور چھیل چھال کر کاغذی ابری چپکا کر نقاش کو کام کرنے کے لئے مہیّا کرتا ہے۔

کاغذی ساختے:

اگرچہ ابتداً کاغذ کے اوراق کو تہہ پر تہہ چڑھا کر موٹے تختوں کی صورت میں کتابوں کے جلدوں کے طور پر تیار کر کے نقاشی کی جاتی تھی جب کہ بعد میں ان تہہ بند تختوں سے چوکور اور مستطیل ڈبے اور صندوق تیار کئے گئے۔ جن پر نقاشی کی جاتی تھی (کاغذ کے تہوں کو تختوں میں تبدیل کرنے والی عمل کو وار چڑھانا کہا جاتا تھا) جبکہ کاغذ کی تہہ بندی پر کافی وقت صرف ہونے کے علاوہ تہہ بہ تہہ سوکھنے پر بھی کافی وقت ضایع ہوتا تھا۔ اس طرح وقت بچانے کے لئے کاغذی گودے (جو کپڑے کے چیتھڑوں کو کوٹ کر تیار ہوتا تھا) کو براہ راست کہگل کی طرح سانچوں پر چڑھانے کا عمل شروع ہوا۔ اس طرح کاغذی تہہ بندی کا سلسلہ بند ہوا اور کاغذی گودے (جس کو عرف عام میں پورا کہتے ہیں) کا عمل شروع ہوا۔ چناں چہ بڈشاہ نے اپنے عہد میں نقاشوں کے ساتھ کاغذ سازوں کو بھی بلوایا تھا۔ جنہوں نے یہاں کاغذ سازی کا کام شروع کیا۔ یہ کاغذ ساز پوشش کے چیتھڑوں (سوتی کپڑے کے) کو صورہ کے نزدیک محلہ نوشہرہ میں بہت دنوں تک پانی میں رکھ کر جندروں[1] میں کوٹتے تھے۔ کوٹنے کے دوران ان چیتھڑوں کے ساتھ تھوڑی سی پٹ سن بھی ڈالی جاتی تھی۔ کاغذ کے تختے بنانے کے لئے ان چیتھڑوں کو چار بار کوٹا جاتا تھا۔ اس طرح یہ چیتھڑے کوٹ کوٹ کر پانی جیسے بن جاتے تھے لیکن پیپر میشی ساختوں کے لئے پورا صرف دو بار کوٹ کر یوں ہی رکھا جاتا تھا جس کو ساختہ ساز

---

[1] ایک طرح کا موصل ہوتا تھا۔

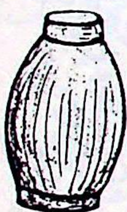
چاول کے آٹے کی لئی ملاکر استعمال کرتے تھے۔ ساٹھ ستر سال کے پہلے والے طریقہ سے حاصل کردہ بورا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کاغذ سازی کا فن بہت عرصہ سے مکمل طور پر ختم ہوگیا ہے۔ ایسا ہونے کے بعد کچھ مدت تک ساختہ ساز خود اپنے گھروں میں چیتھڑوں کو کوٹتے تھے۔ جب مشینی کاغذ کی افراط ہوئی تو کشمیر کے بنے ہوئے اور استعمال شدہ کاغذ کو کوٹ کر تیار کیا جاتا تھا۔ جب سے یہ ہاتھوں کا بنا ہوا کاغذ بھی نایاب ہوا۔ تو شینوں سے بنے ہوئے ردی کاغذ اور بُک بائنڈنگ شینوں سے برادہ حاصل کر کے پانی میں تر کر کے کوٹتے ہیں اور چاول کے آٹے کی لئی ملاکر سانچوں پر ڈھالتے ہیں۔ سانچوں پر ڈھالنے کا طریقہ دراصل یونان میں ایجاد ہوا۔ جبکہ یونانیوں نے اپنے شراب کے مٹکوں پر کہگل کر کے اوپر فریسکو پینٹنگ (FRESCO PAINTING) کرتے تھے۔ کسی وقت یہ کہگل ان مٹکوں سے گر پڑا۔ تو ان گرے ہوئے ٹکڑوں کو جوڑنے سے مٹکوں کے خول وجود میں آئے۔ یونانیوں جو صاحب فہم اور فلاسفر گذرے ہیں نے اس تجربہ سے اس طرح کی ساختہ سازی کا ایجاد کیا۔

"بُورا"

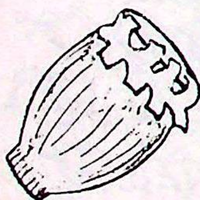
بُورا جو استعمال شدہ ردّی کاغذ اور جلد سازی سے حاصل شدہ برادہ کو مٹی کی کونڈیوں میں پانی ڈال کر ہفتہ بھر بھگو دیتے ہیں۔ ان دنوں میں یہ کاغذ نرم ہو جاتا ہے (بعض پانی کی بجائے چاولوں کے پیچ ڈال کر بھیگا کرتے ہیں) جب یہ کاغذ نرم ہو جاتا ہے تو پتھر کی اوکھلی میں موسل سے کوٹا جاتا ہے جبکہ یہ کاغذ کوٹنے سے جو کوب ہو جاتا ہے تو اسے نچوڑا جاتا ہے۔ اس طرح بُورا میں سے کچھ پانی نکل جاتا ہے جبکہ تھوڑا گیلا ہی رہتا ہے۔ لئی کو ساختہ ساز اپنے اصطلاح میں آر تیج کہتے ہیں۔ ساختہ کے لئے سیر بھر کاغذی بورا میں جس کا وزن

گیلا ہونے کی وجہ سے تقریباً $1\frac{1}{4}$ سیر ہوتا ہے۔ ایک پاؤ خشک آٹے کی لئی (جس کا وزن پانی کے ساتھ پکانے سے آدھ سیر کے قریب ہوتا ہے) ڈال کر آپس میں دونوں کو ملاتے ہیں۔ ایسی لئی اور پورا آٹے کی طرح گوندھتے ہیں۔ جب کہ یہ دونوں آپس میں مل جاتی ہیں تو پتھر کے وٹہ[1] سے کُٹائی کرتے ہیں تاکہ کسی قسم کے گھٹلی وغیرہ موجود نہ رہے۔ اس طرح یہ پورا استعمال کے لئے تیار ہوتا ہے۔

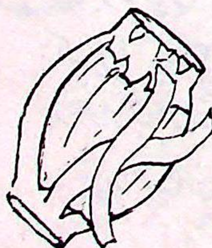
اگرچہ یہ بتایا گیا کہ لکڑی یا پکی مٹی کے سانچوں پر پورا کھگل کی صورت میں چڑھانے سے ساختے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن ہر کام کے سمجھنے کے لئے عملی تجربہ کرنے سے تمام رموز آشکار ہوتے ہیں۔ آئیے۔ ہم بھی ایک لیمپ سٹینڈ پر



پورا ڈھانپ کر ساختہ بنائیں گے۔ لکڑی کے ایک لیمپ سٹینڈ پر کسی قسم کے استعمال شدہ کاغذ (اخبار یا اور کوئی کاغذ) لے کر لیمپ سٹینڈ کی لمبائی کے مطابق دو انچ چوڑائی والے تر تیر لے بنائیں گے۔ کاغذ کے لمبے ترنبروں کو دونوں جانب کناروں پر تشگاف ڈالیں۔ کاغذ کے یہ تشگاتی کنارے سانچے کے تلوے کی سطح کے ساتھ لئی سے اس طرح چپکائیں۔ کہ



تلوے کے کنارے سے سانچے کے جسم پر کاغذ جوڑ نہ کھائے۔ کاغذ کے سروں کو ایک دوسرے کے اوپر چپکائیے۔ کاغذ کا اس طرح چپکانا سانچے کے حلقوں اور نالیوں پر کاغذ کو موڑنے کی طوالت سے بچانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان (تلوے اور سرے کی) نالیوں پر چپکائے ہوئے کاغذ پر



دو انچ کی چوڑائی والے کاغذی ترنبروں کو علی الترتیب چپکائیں لیکن سانچے کے جسم کے ساتھ یہ کاغذ جو غلاف کیا جاتا ہے۔ کہیں چپک نہ جائے۔ جب کہ نالیوں پر کاغذی

---

[1] پتھر کا وٹہ گول یا بیضوی شکل کا بڑا آدھ سیر تک وزنی کنکر جس کا ایک طرف چپٹا ہونا چاہیئے۔ اکثر پہاڑی ندی نالوں میں ہوتے ہیں۔

ترتیروں کے دونوں سروں کو احتیاط سے چپکانا ضروری ہے۔ اس طرح جہاں کہیں دو ترتیروں کے درمیان جگہ خالی رہے گی۔ کاغذ کا ترتیرا خالی جگہ کی لمبائی کے مطابق چپکائے ہوئے کاغذ پر چپکا دیئے لیکن کہیں لئی سانچے کے جسم پر نہ لگے اور غلاف سانچے کے جسم کے ساتھ چسپت رہے اس طرح سانچے کا جسم کاغذی غلاف سے ڈھانپ جائے گا۔ جبکہ سانچے پر یہ کاغذی غلاف خشک ہو جائے گی تو لئی ملا ہوا بورا سامنے لاکر گوندھیں اور دیکھیں اس کی چپک اچھی ہے اور کیا گارا کی طرح کہگل کیا جا سکتا ہے۔ اگر خشک سا رہ گیا ہے تو لئی اور ملا دیں۔ سانچے کی غلاف پر پتلی پتلی لئی لیپ کریں۔ تیار شدہ بورا ہاتھ سے مسطح تختہ پر مروڑ مروڑ کر رٹکیاں جیسی بنا کر سانچے پر تلوے سے شروع کر کے پھیلائیں۔ یہ بورا پھیلاتے کے وقت ایک ہی حجم کی موٹائی رکھنے کا خیال رکھیں۔ بورا کا یہ پلستر اس سانچا کو گھٹنے پر رکھ کر بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دائیں ہاتھ سے پھیلاتے جائیں۔

بورا کا یہ پھیلاؤ سانچے کے جسم پر ہی ہوگا۔ جبکہ سانچے کے سرے اور تلوے پر بورا کا پھیلاؤ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان دونوں سطحوں پر ابھی کاغذی غلاف ہی لگی ہے اس لئے کہ یہ دونوں سطحیں بعد میں بنائی جاتی ہیں۔ سانچے پر بورے کی سطح کو کرنی کے استعمال سے ہموار اور جسم کو یکساں بنائیں گے۔ سانچے کے حلقوں سے جو نالیاں بنی ہیں۔ کرنی کے دستہ کو (جو کہ گول ہے) آہستہ آہستہ پھیر دیں تاکہ بورا ایک ہی سطح پر آسکے۔ بورا کو پورے احتیاط کے ساتھ سطحی نشیب و فراز پر ہموار بنائیں۔ کیونکہ بعد میں اس کا ہموار کرنا مشکل ہوگا۔ جب کہ یکساں سطح ہونے کا اطمینان ہوگا۔ تو اس سانچے کو دھوپ میں خشک کرنے کے لئے رکھ دیجئے جبکہ سانچے پر چڑھایا ہوا بورا 75% خشک ہو جائے گا تو پتھر کے بٹے سے تھاپی کریں یہ تھاپی اس لئے کی جاتی ہے کہ بورا گرمی کے زور سے پھولتا ہے اور جہاں کہیں لئی کے گھمبے موجود ہوں۔ بل پیدا کرتے ہیں۔ جن کو ہموار بنانے کی خاطر ایسی تھاپی کی جاتی

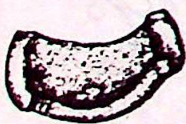
ہے۔ اس طرح بورا کے تنکے ایک دوسرے کے ساتھ سمٹ کر ساختہ مضبوط بن جاتا ہے۔ ایسا کرنے کے بعد اس ساختہ کو دھوپ میں خشک کریں۔

دھوپ میں سے اُٹھانے سے پہلے اطمینان کریں کہ بورا مکمل طور خشک ہو گیا ہے ورنہ اس کا گیلاپن اس کو سانچا سے اُتار کر ٹیڑھا بنا دیگا۔ اسلیئے سانچا کو ہر جانب گرمی کے رخ رکھ کر پتھر جیسا سخت بنائیں۔ ایسا سخت ہونے پر (کاٹھ واو) RASP FILE کھری ریتی سے پھولی ہوئی جگھوں (جہاں کہیں بل یا فراز پیدا ہو گئے ہوں) کو ہموار کر کے ایک سطح پر لائیے۔

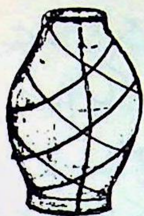
ریتی سے چھیل چھال بالکل ہوشیاری سے کریں۔ کیونکہ ریتی کو ایک ہی جگہ گھساتے سے گڑھے پیدا ہوں گے۔ اس لئے اتنا ہی گھسنا چاہیئے۔ جتنے سے یہ بل اور فراز صورت اختیار کریں گے۔ ساختہ کی سطح ہموار ہونے کے بعد ایک نمبر کی ریگ مال سے صفائی کریں اور لئی کی لیپ سے ساختہ پر مضبوط کاغذ کے ٹکڑے کنارے کے ساتھ ساتھ ملا کر ابری چپکائیے (اگرچہ آج کل ایسی ابری ساختوں پر نہیں چپکائی جاتی ہے لیکن ایسی ابری چپکانے سے ساختے مضبوط بنتے ہیں۔ جب یہ ابری 75٪ خشک ہو تو پتھریلے پٹے سے تھاپی کریں اور پورے طور دھوپ میں خشک کر دیجئے۔ خشک ہونے کے بعد استیغ آری سے (عمودی صورت میں)



دو حصوں میں کاٹ دیں۔ اس طرح سانچا الگ اور ساختہ کے دو ٹکڑے الگ ہو جائیں گے۔ کاٹنے سے پہلے کاٹے جاتے والے عمودی خطوں پر افقی خطوں کے نشان اس طرح لگائیے کہ بعد میں جوڑتے وقت ان نشانوں کو ملا کر دونوں حصوں میں برابر جوڑ لگے۔ یہ جوڑ سریش کو گاڑھا



بنا کر ساختہ کے دونوں ٹکڑوں کے چاروں کناروں پر لیپ کر دونوں ٹکڑوں کو آپس میں ملائیں۔ جب یہ نشان برابر ملیں گے تو دو تین جگھوں پر سُتلی لپیٹ کر گانٹھ دیں۔ تاکہ جوڑ ہل کر ساختہ کو ٹیڑھا نہ بنائے۔ جب جوڑوں کا سریش خشک ہو جائے گا تو سُتلی کو



کھول دیں اور دونوں جوڑوں پر ملیے کاغذ کے ترنبرے چپکائیں۔
تاکہ جوڑ مضبوط ہو جائیں۔ ایسا کرنے کے بعد ریتی سے اس لیمپ
کے تلوے پر کنارے کو ہموار بنائیے اور ڈیڑھ پونڈ وزن گتہ سے
لیمپ کے تلے گول سوراخ کے قطر سے ذرا زیادہ کاٹ لیں۔ کنارے پر سریش لیپ



کر لیمپ کو اسی تلوے کے بل سیدھا رکھیں اور لیمپ کے سرے
پر کچھ مسطح وزن رکھ دیں۔ تاکہ لیمپ ہل کر جوڑ منحرف نہ ہو
جائے۔ لیمپ سٹینڈ کے سرے پر لیمپ ہولڈر ٹانکا جاتا ہے
جس کے ٹانکنے میں آہنی میخیں (SCREWS) استعمال کی جاتی ہیں۔
چونکہ گتہ میں میخیں بندی نہیں رہتی ہیں۔ اسلئے نصف انچ سے زیادہ
موٹائی والی لکڑی کا سر الیمپ کے سرے کے قطر کے برابر تیار کریں۔ اس گول سرے



کے درمیان میں نصف انچ قطر کا سوراخ رکھدیں تاکہ لیمپ ہولڈر کے ساتھ
جوڑ سکیں۔ اس ساختہ کے سرے پر جو حلقہ عمودی سطح کا ہے لکڑی کا



تیار شدہ گول سرا سریش لیپ کر اسی حلقہ میں اس طرح دبائیے
کہ حلقہ کے کنارے سے اُوپر نہ رہ جائے۔ حلقے کے کنارے اور لکڑی
کے سرے کے درمیان جوڑ کا جو شگاف ہے۔ اس میں سریش بھر
دیں جب سریش سوکھ جائے گا۔ چھیلن سے زاید سریش جو کہ تلوے
اور سرے کے جوڑوں پر لگا ہے۔ کھرچ لیں اور ان جوڑوں پر مضبوط کاغذ کی
ایری چپکا دیجئے۔ یہ ایری جب سوکھ جائے گی۔ لیمپ سٹینڈ کا ساختہ تیار ہو گا۔
اسی طرح ہر قسم اور ہر شکل والے سانچے پر غلاف چپکا کر پورا کا کھگل کیا جاتا ہے
صرف ڈھکنے والے پوڈر بکسوں اور وغیرہ قسم کے بکسوں کو تیار کرتے میں زیادہ



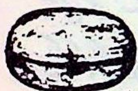
کام کرنی پڑتی ہے کیونکہ ڈھکنے کو روکنے کے لئے کنارہ بنانا پڑتا
ہے۔ اس کنارہ کو جتلانے کے لئے ہم ایک پوڈر بکس بنا کر عملی
تجربہ کریں گے۔ پوڈر بکس کا سانچا جو پختہ مٹی کا کمہار نے اس شکل کا بنایا ہے۔

اس کی پانچ سطحیں ہیں۔ ایک اُوپر والے سرے کی چپٹی سطح۔ دوسری تلوے کی چپٹی سطح تیسری حلقہ جیسے دیوار کی سطح۔ چوتھی دیوار اور سرے کے درمیان ڈھلوانی سطح اسی طرح پانچویں۔ تلوے اور دیواری حلقے کی درمیانی سطح اس پوڈر بکس کا جو دیواری حلقہ ہے۔ اسی حلقہ پر ڈھکنے کو روکنے والا مہمیز دار کنارہ تیار

حلقے اور سرے کی سطح
حلقے اور گھیرے کی سطح
اُوپر کی سطح
حلقے کی سطح
تلوے کی چپٹی سطح

کرنا ہے اس لئے اس حلقہ کے گرد کاغذ کا چپٹا تریزا دو انچ چوڑائی کا غلاف کی طرح (کاغذ کے دوسرے ایک دوسرے کے اُوپر چپکائیں اور کاغذ کی چوڑائی والے کنارے سانچے کی ڈھلوان سطحوں کی طرف چپکائیں۔ باقی جگہیں یعنی سرے اور تلوے کی سطحیں ابھی غلاف سے خالی رہیں گی۔ اس غلاف پر لئی لیپ کر ہلکے کھگل کی طرح پورا ڈھانپ لیں اور غلاف کے کناروں کے ساتھ ساتھ پھیلائیں۔ کیونکہ غلاف کے کنارے سانچے کے ساتھ چپکے ہیں لہذا چپکے ہوئے کناروں کو پرے چھوڑ دیں اور کھگل کردہ پورے کو کرنی سے ہموار بنا کر خشک ہو جانے کی خاطر دھوپ میں رکھ دیں۔ جب پورا 75% خشک ہو جائے گا۔ ہٹے سے تھاپی کرکے پورا خشک ہونے کے لئے دھوپ میں رکھ دیں۔ مکمل خشک ہو جانے پر ریتی سے پھولاپن صاف کرلیں ایسا کرنے کے بعد پورا کے حلقے کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ سرے کی جانب والے حصے سے سرے کے سمیت کاغذی غلاف ڈھانپ لیں۔ حلقے کے نصف پر جو پورا کھگل شدہ ہے۔ اس کو الگ رکھ کر سانچے کے تلوے کی طرف کاغذی غلاف سے ڈھانپ لیں۔ غلاف ڈھانپتے وقت غلاف کو چست رکھنے کی پوری کوشش کریں۔ غلاف نے والے کاغذی تریزے کتنے بھی ایک دوسرے پر آجائیں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح ان تریزوں میں شکن پڑجائیں تو کوئی بات نہیں۔ لیکن غلاف کا ڈھیلا رہ جاتا۔ پورا چڑھانے میں شکل پیدا کریگا۔ اس لئے احتیاط کریں۔ خشک ہونے پر لئی کی لیپ (سانچے کے

سارے جسم پر کمر کے پورے کو یکساں اور ہموار رکھنے کا خیال رکھیں۔ اسی طرح سارے سانچے پر پورا چڑھانے کے بعد سانچا کو پکڑنے کی کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ اس لئے تلوے کی جانب پورا چڑھانے کے کسی سطح پر اس سانچے کو آہستہ رکھ دیں اور سرے کی جانب پورا چڑھا کے کرنی سے اوپر کی سطح ہموار بنا کے، خشک ہونے کی خاطر رکھ دیں اور ہر زاویئے سے گرمی پہنچا دیں۔ جب 75 % خشک ہو جائے گا۔ تو بیٹے سے اس کھگل پر تھاپی کریں اور پھولاپن کو ہموار بنا کر مکمل خشک ہونے کی خاطر دھوپ میں رکھ دیں۔ جب پوری طرح خشک ہو جائے گا۔ ریتی سے پھولاپن اور بل وغیرہ ہموار بنا دیں۔ ریگ مال سے صاف کر کے لئی لیپ کر



کاغذی ابری چپکائیں۔ ابری خشک ہونے کے بعد دیواری حلقہ پر پنسل سے پیندے اور ڈھکنے کو علیحدہ کرنے والا نشان رکھنے کے ساتھ ہی کسی ایک جگہ عمودی نشان بھی رکھ دیں اور



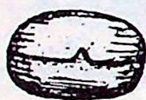
استیغ آری سے پورا کے حجم کو مدِ نظر رکھ کر آہستہ آہستہ گول سطح کو پھیرتے پھیرتے نشان کے مطابق شگاف ڈال دیں۔ آری کا شگاف اتنی ہی گہرائی پر دیا جائے۔ کہ آری کی چیر حلقہ کی لپیٹ پر یکساں صورت پیدا کرے۔ جبکہ ہم مطمئن ہو جائیں کہ حلقہ پر پورا کا اوپر والا تہہ اپنے حجم کے لحاظ سے آری کے چیر سے دو حصّوں میں کٹ گیا ہے۔ تو آری سے چیرنا بند کر دیں۔ (تاکہ حلقہ پر پورا کے نچلے تہہ پر چیرنے کا اثر نہ پڑے) اور چاقو یا ٹانکی کے نوک سے آہستہ آہستہ ڈھکنے کو اٹھانے کی کوشش کر کے ڈھکنے کو علیحدہ کر دیں۔ اسی طرح پیندا مع پہلا حصہ اسی سانچا پر رہ کر ڈھکنا علیحدہ ہو جائے گا۔



پہلے حلقہ کا جو حصّہ ظاہر ہو اسے ریتی سے ذرا چھیل دیں تاکہ ڈھکنا آسانی سے بند کیا جا سکے۔ پیندے کو سانچے سے علیحدہ کرنے کی خاطر پیدا مہ والے کنارے کے امداد سے پہلے حلقہ پر کم از کم نصف انچ اوپر دحلقہ کا دیوار



(کھبوں چھوڑ کر) پنسل سے لکیر دیں اور اس لکیر پر آری سے سانچا کو گھما گھما کر چیر ڈالیں۔ جبکہ آری پیندے اور حلقے کے زائد حصّہ کو پوری طرح چیر ڈالے گی تو زائد حصہ کو الگ کر کے سانچے کو پیندے سے آہستہ آہستہ علیحدہ کریں۔ اس طرح سانچا ایک طرف اور پوڈر بکس کا ڈھکنا اور پیندا الگ الگ ہو جائیں گے۔ پیندے اور ڈھکنے کو رکھے گئے نشان پر ملا دیں۔ ڈھکنے کو دائیں بائیں مروڑ دیں۔ اس طرح ڈھکنے اور پدامہ میں نرمی آجائے گی۔ اس عمودی نشان پر ڈھکنے کے کنارے کو مثلث نما چھوٹا ٹکڑا کاٹ لیں اور پیندے کے پدامہ پر سریش سے جوڑ لیں۔



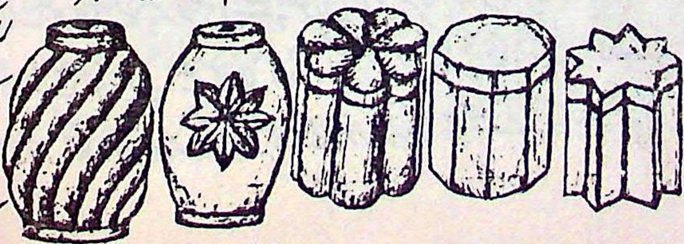
جب جوڑ کا سریش خشک ہو جائے گا۔ جبکہ مثلث نما جوڑ کی جگہ دہان کہلاتی ہے۔ ڈھکنے کو پیندے کے ساتھ ملاؤ۔ اس طرح پوڈر بکس کا ساختہ تیار ہے۔ اسی طریقہ پر تمام پیندے اور ڈھکنے والے بکسوں (خواہ چوکور یا گول ہوں بیضوی یا پہلو دار ہوں) کے مہمیز اور پدامہ تیار کیا جاتا ہے۔ البتہ لکڑی کے چوکور ڈبوں کے دہان پر مثلث نما نشان نہیں لگائے جاتے ہیں۔

صرف کاغذی بورے کی جتنی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ان کے نام اس سبق کے ابتدا میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ البتہ شکلوں اور سائزوں کے لحاظ سے تعداد میں اضافہ ہو گا۔

اگلے صفحوں پر سٹیل اور ٹین کے جن چیزوں کے نام اور شکلیں دکھائی گئی ہیں۔ ان پر بھی یہی تیار شدہ بورا کالی سطحوں پر لئی لیپ کر کناروں کی موٹائی کے مطابق یکساں سطح رہنے کا خیال رکھ کر ایک ساتھ چڑھایا جاتا ہے۔ بورا کا چڑھاوا مکمل کر کے کرنی سے سطح کو ہموار کر کے خشک ہونے کی خاطر دھوپ میں رکھ دیں۔ ایسی چیزوں کو بھی 75 % خشک ہونے پر بٹے سے تھاپی کی جاتی ہے اور مکمل خشک ہو جانے پر ریتی سے پھولا پن وغیرہ ہموار کیا جاتا ہے اور باقی ساختوں کی طرح لئی لیپ کے کاغذی کی ابری چڑھائی جاتی ہے۔ البتہ بول سٹوں (BOWL SETS) پر بورا چڑھا کے اور ابری چپکانے کے بعد گتہ کے

تلوے دائروں کی صورت میں تیار کر کے سریش سے جوڑے جاتے ہیں۔ بوٗل کے ذاتی تلوے اور بناوٹی تلوے کے باہری کنارے کے درمیان جھری سی رہ جاتی ہے۔ جس کو بورا بھر کر پر کیا جاتا ہے۔ اوپر کرنی پھیر کر کنارہ ہموار بنایا جاتا ہے۔ ٹین کی جو چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ وہ ڈھکنے دار بھی ہوتی ہیں۔ ان پر بورا چڑھانے کا طریقہ یہی ہے کہ صرف ڈھکنے کے حلقے کی اونچائی کو بطور یادداشت لکھ کر رکھنا چاہیئے کیونکہ ڈھکنے دار چیزوں کو (پیندے اور ڈھکنے پر اکٹھے) ایک ہی بار بورا چڑھایا جاتا ہے اور باقی چیزوں کی طرح ان پر بھی بٹے کی تھاپی کر کے ابھری چپکائی جاتی ہے اور بعد میں ٹین کے ڈھکنے کے ناپ پر آری سے بورے کو چیرا جاتا ہے۔ تاکہ ڈھکنا کھل سکے۔

پہلو دار ساختے: لکڑی یا مٹی کے سانچوں پر بورا کے ایک ہی تہہ سے جو ساختے تیار کئے جاتے ہیں وہ سادہ سطح والے ساختے کہلاتے ہیں اور اس سطح پر ہر طرح کی نقاشی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سادہ سطح والے بورے پر دوسرا وار چڑھا کے کسی بھی چیز کو (بیرونی طور پر) دوسری شکل میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ جب کہ بورے کے پہلی تہہ پر مطلوبہ خاکوں کے نشان لگا کر ساختوں کو خاردار، پہلودار، نالی دار اور پھول دار بنایا جاتا ہے۔ غرض اس طرح دہری محنت کر کے چیزوں کی باہری سطحیں اس طرح تبدیل کی جاتی ہے جبکہ اس چیز کے سانچے کی ہیئت دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتی۔ کسی ساختہ کی باہری سطح پر خاریں اور پہلو وغیرہ سادہ سطح تیار کر کے خشک ہونے کے بعد ساختہ کی سطح کو مقرر کردہ حصوں میں پرکار سے تقسیم کرتے ہیں۔ ہر حصہ کو پنسل یا کسی رنگ سے نمایاں کرتے ہیں۔ یہ حصے ساختوں کو مسدس، مخمس

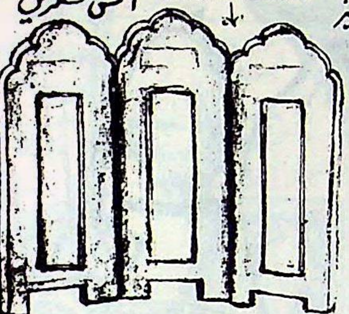


شمن، یا معشر میں تبدیل کرتے ہیں۔ چونکہ ساختہ کی سطح گول ہوتی ہے۔ اس لئے پہلوؤں کو چپٹی سطحوں کی شکل دینے کے لئے پہلوؤں کے کناروں کی جگہ زیادہ سے زیادہ۔ لورار کھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح نالیوں کی جگہ کم اور خاروں کی جگہ گول بنانے کی خاطر زیادہ لورار کھنا پڑتا ہے۔ اس قسم کی خاریں پہلو اور نالیاں بنانے کے بعد اچھی طرح خشک کیا جاتا ہے۔ ان خاروں، پہلوؤں اور نالیوں کی لمبائیاں، چوڑائیاں۔ ٹیڑھاپن۔ ترچھاپن۔ ریتیوں سے چھیل چھال کر صحیح کی جاتی ہیں۔ جب اس طرح کی صفائی وغیرہ کر کے یہ چیزیں مکمل کی جاتی ہیں تو لئی لیپ کر کاغذ کی ابری چپکائی جاتی ہے۔ آج کل ساختہ ساز ایسی ابری نہیں چپکاتے ہیں۔ جب کہ ساختہ اس ابری کے بغیر کمزور رہ جاتا ہے۔ لہذا ابری کا چپکانا اچھا ہے۔ ابری چپکانے کے بعد بٹے سے تھاپی کی جاتی ہے۔ خشک ہونے کے بعد ڈھکنے والی چیز کو اسی طرح چیرا جاتا ہے جس طرح سادہ سطح والی چیز کو ڈھکنا اور پیندا علیحدہ کرنے کی خاطر چیرا جاتا ہے اور باقی تیاریاں اسی طرح کی جاتی ہیں جس طرح سادہ سطح والی چیزوں پر کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی تبدیلیاں ہر قسم کی گول (سطح والی) چیزوں پر لائی جاسکتی ہیں۔ جو اندرونی سطحوں کے لحاظ سے گول اور بیرونی سطحوں کے لحاظ سے بنائی گئی مصنوعی شکلوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ اگلے صفحوں پر مختلف چیزوں کو سادہ۔ پہلودار۔ خاردار وغیرہ اختلاقی سطحوں میں دکھایا گیا ہے تاکہ بغور مطالعہ کر کے تجربات کئے جاسکیں۔ عام طور پر مذکورہ تبدیلیاں سگریٹ سٹوں، لیمپ سٹینڈوں، پھول دانوں، پوڈر بکسوں اور پیتل والے گول نوں سٹوں جیسے چیزوں کی بیرونی سطحوں پر لائی جاتی ہے۔ جبکہ خاروں اور پہلوؤں کے علاوہ پنج برگی۔ شش برگی پھول وغیرہ بھی ان چیزوں پر بنائے جاتے ہیں۔ لورا کے مقابلہ میں گتہ کے ساختے خاردار یا پہلودار بنانے آسان ہیں۔ کیونکہ گتہ کو دوبارہ سوکھنے، سکھانے کے لئے زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اندرونی گولائی والی سطح تیار ہونے کے بعد ہی سریش خشک

فلورنس بول سیٹ







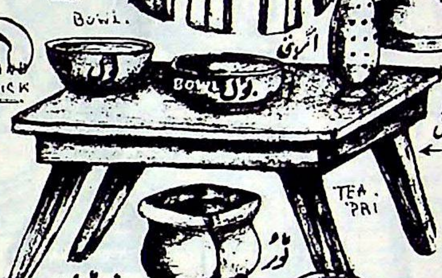
آفس سکرین
OFFICE SCREEN



ہشت پہلو میز
فلورواس



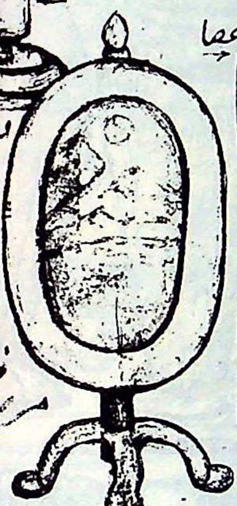
FLOWER VASE



BOWL
BOWL
ٹی پائی
TEA PRI



عصا
HAND STICK



FRAME

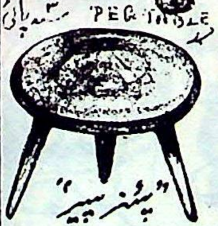
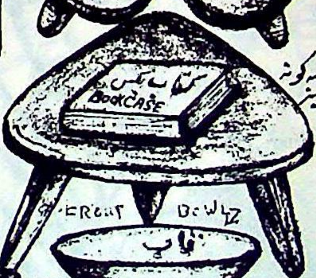


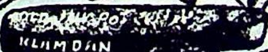


PHOTO FRAME
STAND
رحل



BOOKCASE





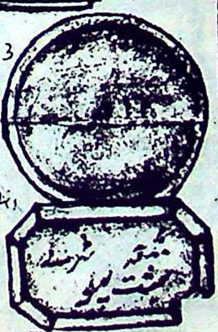
KLAMDAN
قلمدان

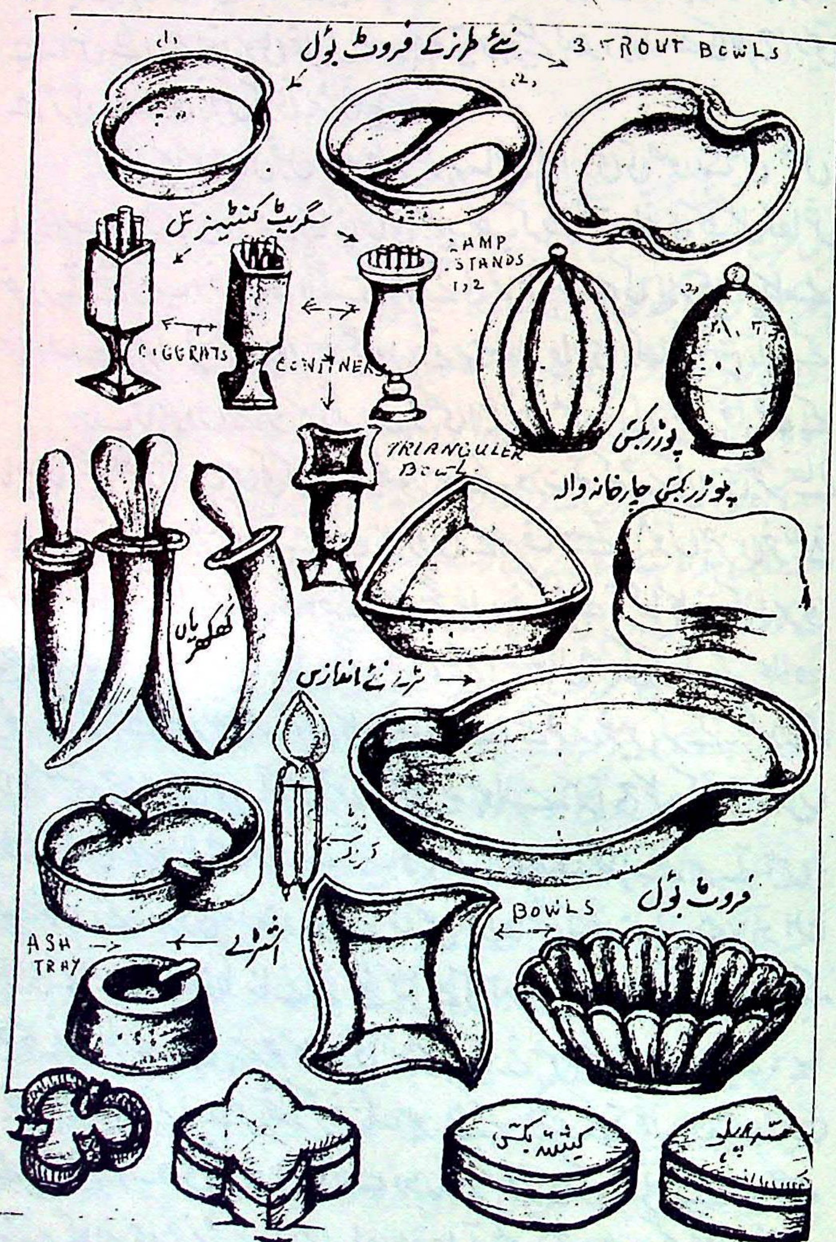


ROUND TABLE
چوپایہ میز



1. 2. 3 & 4
TRAYS





نئے طرز کے فروٹ بول
3 FROUT BOWLS
سگریٹ کنٹینرز
LAMP STANDS 1,2
CIGGRATS
CONTINERS
پوڈر بکس
TRIANGULER Bowl
پوڈر بکس چار خانہ والا
ٹرے نئے انداز
فروٹ بول
BOWLS
ASH TRAY

ہوتے پر باہری سطح کو تیار کر سکتے ہیں۔ چونکہ گتہ مشین سے ہی مسطح اور ہموار نکلا ہوتا ہے۔ اس لئے اسے بنی ہوئی خاریں اور پہلو تیار ہونیکے بعد (بورے کی طرح) ریتی سے زیادہ گھسائی نہیں کرنی پڑتی ہے۔

کوئی پچاس سال قبل عام طور پر ہر ساختہ کو ابری کی صورت میں ململ یا پتلے سفید کپڑے کی ابری چپکائی جاتی تھی۔ جب کہ ساختہ سازی کا عمل نقاش خود کرتے تھے۔ جب رفتہ رفتہ لاگت کم کرانے کی خاطر کپڑے کی ابری چپکانے کا سلسلہ بند ہوا تو چند ہی کاریگروں نے یہ سلسلہ جاری رکھا (لیکن تاپہ کے) جب تاجروں نے ان کاریگروں کو بھی اجرتوں میں کمی کی۔ تو یہ خاصے کے ماہر کاریگر بھی لاگت میں کمی کرنے پر مجبور ہوئے۔ ورنہ تو کپڑے کی ابری چڑھانے سے ساختہ مضبوط بن جاتا ہے لیکن تاجروں نے صرف سستے داموں چیزیں خریدنے کو اپنا شعار بنا لیا ہے جس کی وجہ سے کاریگروں نے کپڑے تو کیا کاغذی ابری چپکانے کا سلسلہ بھی بند کیا۔ بلکہ رنگ مصالحہ کے استعمال میں کمی کرنے کے علاوہ کچھ نقاش سستے اور نقلی مسالوں کا استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ کیوں کہ تاجر سستی چیزیں ہی خریدتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ آج کل کی چیزیں پرانی چیزوں کے مقابلہ میں کمزور بے رنگ و آہنگ اور بدھے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔

جب کمروں کے اندرونی سقفوں کی تختہ بندھی پر نقاشی کرنی ہوتی ہے۔ تو ان لکڑی کے تختوں کو مضبوط بنانے کے لئے کپڑے کی ابری چپکائی جاتی ہے۔ جب کہ چپکانے کا طریقہ وہی ہے جو کاغذی ابری چپکانے میں بھرنا جاتا ہے۔ یہ ابھری چپکانے کے بعد اس تختہ کو خشک ہونے کے لئے رکھتے ہیں بعد میں ابری کے اُوپر تیز نوک والی آہنی سلائی سے دور دور سوزن کی جاتی ہے۔ جیسے کپڑے کی ابری پر بڑے بڑے مسام بن جاتے ہیں۔ جن میں گچ پھنس کر لکڑی کے تہہ سے منضبط ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو گچ سوکھ کر ورق کی صورت میں اُکھڑ جاتی ہے۔

گچ

گچ چونا سے بنایا جاتا ہے جو چونے کے پتھروں کو جلا کر تیار ہوتا ہے اس طرح اس میں گیس ہوتی ہے جو پانی ڈال کر چونے سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اس میں کچھ کھاراپن رہتا ہے جب پانی سے چونے کو کئی بار دھونے سے سفید مٹی بن جاتی ہے تو دیواروں یا سقفوں پر موٹے تہہ کی صورت میں کہگل کی طرح جمایا جاتا ہے۔ جہاں اس کا کھاراپن دور ہو جاتا ہے۔ جب کسی وجہ سے مدتوں بعد اس گچ کو دیواروں سے اکھاڑا جاتا ہے تو یہ گچ پیپر مَیشی میں استعمال کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ گچ کے اکھاڑے ہوئے ٹکڑوں کو مسطح پتھریلی سل پر بٹے سے کوٹ کر ریزہ کو پانی ڈال کر بٹے سے گھسیٹے دیکر پیسا جاتا ہے۔ اس طرح یہ گچ سل پر قرنی کی صورت اختیار کرتا ہے لیکن گھسائی کے لئے اس کے تین درجے رکھنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ جب گچ کی لپائی ان کاغذی ساختوں پر کرتی ہو۔ جن میں زیادہ گڑھے ہوں تو گچ کو ساگو دانہ جیسا رکھا جاتا ہے۔ جب ان ساختوں میں نشیب و فراز بالکل کم ہوں تو ریزہ جیسا رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح جب گچ گتہ یا لکڑی کے ساختوں کے لئے ہو تو خشخاش دانوں جیسا پیسا جاتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں قسم کے ساختوں میں گڑھے بالکل نہیں ہوتے۔ البتہ بل اور لہریں ہموار کرنے کی خاطر ان پر ایسا باریک اور پتلا گچ لیپا جاتا ہے جب کہ اس پسے ہوئے گچ کو سریش کے پانی سے ضرورت کے مطابق مایہ دار اور پتلا بنایا جاتا ہے سریش بھی ساختوں کی مضبوطی کے لحاظ سے ڈالا جاتا ہے۔ اگر ساخته بجائے خود مضبوط ہو تو سریش کی زیادتی خراب کرنے کے علاوہ گھسائی میں دقّت ہوتی ہے۔ جبکہ گچ میں سریش کی ملاوٹ کم ہو تو گھسائی کے وقت سریش کے پانی سے گھسائی کی جاتی ہے۔ لیکن جب سریش کی زیادتی ہو تو اس کا علاج ممکن نہیں۔

اگر کاغذی ساختے کمزور ہوں تو گتہ اور لکڑی کے ساختوں کی طرح ان پر پہلے سریش کی لپائی کی جاتی ہے۔ جلدی کے وقت گچ میں زیادہ سریش ڈال کر یہ کمی پوری کی جاتی ہے۔ لکڑی کے ساختوں پر گچ کی لپائی سے پہلے جوڑوں پر موٹا کاغذ چپکایا جاتا ہے۔ جب سوکھ کر ان پر گچ کی لپائی کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی گچ لپائی کے لئے تیار کرنے کی خاطر اس میں سریش ملایا جاتا ہے۔ جب کہ سریش کا مقدار تولنے کی بجائے اندازاً ہی ڈالا جاتا ہے۔ جب کہ سیر بھر گچ کے لئے سریش کی ایک پاؤ پانی میں گھلا کر ملائی جاتی ہے۔ کسی بھی قسم کے گچ کو (باقی رنگوں کی طرح) صافی میں سے گذارا نہیں جاتا ہے بلکہ ہر بار کونچی پر اٹھانے سے پہلے کونچی سے کھولا جاتا ہے تاکہ گچ کے دانے سطح پر متواتر پھیلتے جائیں۔ کیونکہ ان ہی دانوں سے سطح کے گڑھے ہموار ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے ڈھکنے والے ساختوں کی دونوں (اندرونی اور بیرونی) سطحوں پر باری باری لپائی کرنی ضروری ہے۔ اسی طرح ڈھکنے دار چیزوں پر پہلے اندرونی سطحوں پر لپائی کی جاتی ہے۔ جب یہ لپائی خشک ہو جائے تو ڈھکنے بند کر کے چیزوں کی باہری سطحوں پر گچ لپائی کی جاتی ہے۔ لپائی کر کے جب یہ چیزیں 75% خشک ہو جاتی ہیں تو ان کے ڈھکنے کھول کر پھر بند کر کے مکمل طور پر خشک ہو جانے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ اگر اس وقت ان چیزوں کے ڈھکنے نہ کھولے جائیں۔ تو یہ بالکل بند ہو جاتے ہیں اور بعد میں کھولنے پر ڈھکنا پیندے کے چھلکوں کو اپنے ساتھ اٹھاتا ہے۔ اس طرح چیز کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے وقت پر کھولنے چاہیں۔

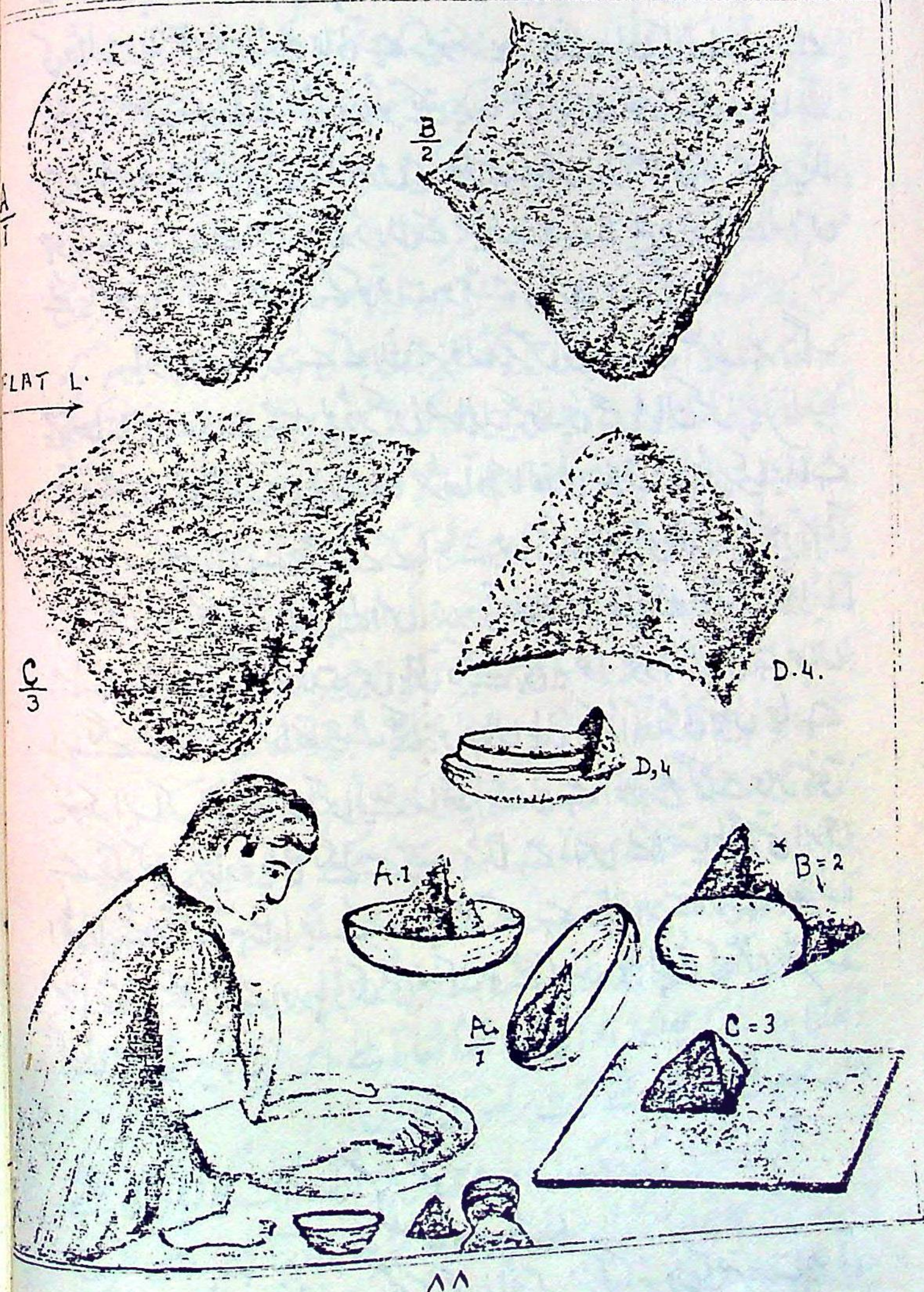
اگر ان چیزوں کے ڈھکنوں اور پیندوں پر الگ الگ گچ لپائی کی جائے تو ان کے حجم کا پتلا پن گیلا ہونے سے ان کو ٹیڑھا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح جب ان چیزوں کی (دونوں) اندرونی اور بیرونی سطحوں پر ایک ہی

وقت گچ لپائی کی جائے تو یہی حالت بن جاتی ہے۔ بلکہ گتہ اور بورا کے ساختوں کی حالت بالکل خراب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں پانی کی زیادتی سے علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور سوکھنے پر بالکل ٹیڑھے اور ترچھے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح لکڑی کے ساختوں میں جوڑ ہوتے ہیں اور لکڑی کا حجم بھی پتلا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے جوڑوں کے علیحدہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے باری باری پر کام کرنے کو قوت وہمّت کی کمزوری نہ سمجھیں۔

یاد رہے کہ بورے کے ان چیزوں پر جن کی اندرونی سطحوں پر رنگ چڑھانا ضروری ہو جیسے پوڈر بکس، صابون بکس، پن بکس، پان بکس، پیپر قالب وغیرہ چیزوں کو قالب پر بورے کا چڑھاوا کاغذی غلاف کے اوپر کیا جاتا ہے۔ جبکہ غلاف کہیں کہیں بے جوڑ ہونے کے باعث بورا کے ساتھ اچھی طرح چپکی نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے گچ کرنے سے پہلے اس اندرونی غلاف کو پانی سے بھگو کر اتارا جاتا ہے۔ بے مایہ ہونے کی صورت میں پانی دیکھتے ہی یہ خود بخود اتر جاتی ہے جہاں مایہ لگنے سے بورا کے ساتھ چمٹ چکی ہو وہاں پانی دیکر اکھاڑنی نہیں چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے بورا کو اپنے ساتھ اٹھاتی ہے اور سطح گڑھے دار بنتی ہے بلکہ کہیں زیادہ پانی لگنے سے چھید پڑتا ہے۔ اس لئے احتیاطاً جتنی ابری اٹھ پائے اتنی کو ہٹایا جائے جہاں چمٹ کے رہے وہاں رہنے دیجیئے۔ غلاف کا اٹھانا مکمل کر کے اور پانی کی نمی خشک ہونے کے بعد گچ لپائی کی عمل شروع کرنی چاہیئے۔

کسکٹ

پیپر میشی ساختوں پر گچ کی گھسائی کے لئے کسکٹوں کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ یہ کسکٹو اینٹوں کی بھٹوں میں جلے ہوئے کھنگروں سے تیار کئے جاتے ہیں۔


B
2
FLAT L.
C
3
D.4.
D,4
A.1
B = 2
A
1
C = 3

یہ کھنگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم بالکل سخت ہوتا ہے۔ اس کو سطحوں پر استعمال کرنے کی خاطر تیار کرنا مشکل ہونے کے علاوہ وزن میں بھاری پن ہونے کے باعث گھسائی کرتے ہیں دقّت ہوتی ہے۔ اس کے مسام باریک ہوتے ہیں جیسے گھٹنے میں زیادہ وقت لگتا ہے۔ اس کے برعکس دوسرا قسم قدرے نرم وزن میں ہلکا، مسام بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ جیسے گھسائی میں جلدی ہونے کے علاوہ شکل وصورت گڑھتے اور سطحیں تیار کرنے میں آسانی ہوتی ہے جب کہ سخت قسم کے کھنگر کا رنگ سیاہی مائل (BLACK GRAY) اور نرم قسم کا نیلا سلیٹی (BLUISH GRAY) ہوتا ہے۔

چونکہ ساختوں کی سطحیں گول۔ بیضوی اور چپٹی ہوتی ہیں۔ جن کی گھسائی کے لئے چار سطحوں کے نمبر ۱ ہموار سطح کے لئے مسطح ۲ نشیبی سطح کے لئے محدب، ۳ گنبدھی سطح کے لئے قوسی ۴ ڈھکتے والی سطحوں اور ڈاٹوں کے لئے دو سطحی (قوسی اور مسطح) کسکٹو تیار کرنے پڑتے ہیں۔ یہ شکلیں تیار کرنے کے لئے کھنگر کے چار ٹکڑوں کو دکھائی گئی شکلوں کے مطابق ہتھوڑے سے گڑھ کر مطلوبہ سطح کو ملائم بنانے کے لئے سخت قسم کی بھربھری پتھر پر رگڑا جاتا ہے۔ جب ایسی پتھر نہ ملے تو گھسی ہوئی کھری ریتی (USED RASP) سے مذکورہ سطحیں تیار کی جاتی ہیں جن کی شکلیں اور سائز اگلے صفحے پر ہیں۔

سُودن = گھسائی (SCRUBBING)

کچ لیپی ہوئی چیزوں پر کسکٹوں سے گھسائی کی جاتی ہے۔
اگلے صفحہ پر کسکٹوؤں کی شکلیں مختلف سطحوں کے ساتھ ساتھ سطحوں پر ان کا استعمال بھی دکھایا گیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کس قسم کی سطح پر کون سا کسکٹو

استعمال کر کے گھسائی کی جاتی ہے۔ اس گھسائی کو فنی اصطلاح میں "اِپسلاون" سطح کو چکنا بنانا کہتے ہیں۔

گتہ اور لکڑی کے ساختوں کا گچ گھسنا کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ ان دونوں قسموں کے ساختوں کی ہر سطح گھڈوں اور ریلوں کے بغیر ہوتی ہے۔ لکڑی کے ساختوں پر گچ اس لئے لیپا جاتا ہے۔ کیونکہ ان سطحوں پر کہیں کہیں زرہ کے بل وغیرہ بالکل تیلی سطحوں کے ہوتے ہیں۔ یہ بل وغیرہ گچ لیپ کر گھسانے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گتہ کے ساختوں کے جوڑوں کی جگہیں رہتے سے بل وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں جن کو گچ لیپ کے گھسانے سے دور کیا جاتا ہے۔

گچ کو کوئی خاص ترکیبوں سے گھسا جاتا ہے۔ ڈھکنے دار چیزوں کو پہلے اندر کی سطح گھسی جاتی ہے۔ جب اندرونی سطح صاف ہو جائے تو بند کر کے باہر کی سطح کو گھسا جائے۔ چیز کی جس سطح کو گھسا ہو چیز کو اسی سطح کے بل زمین پر بائیں ہاتھ سے پکڑنا چاہیئے اور دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے کسکٹو کو پکڑ کر چیز کی سطح کے ایک ایک حصہ کو کسکٹو پر پانی اٹھا کر ذرا دباؤ کے ساتھ گھسنا چاہیئے۔ اس طرح چیز کی اس سطح کا ہر حصہ باری باری کھر جا جائے تاکہ گچ سطح سے اکھڑ کر گڈھوں میں جا گھسے۔ ایک سطح پر جب ایک بار گھسائی کی جائے تو خشک ہوتے تک دوسری چیز یا اس چیز کی پیندے یا ڈھکنے کی اندرونی سطح کو گھسا جائے۔ جب اس کو ایک بار گھس کر فارغ ہو جائیں تو اسی طرح دوسرے چیز کی گھسائی کریں۔ تاکہ پہلی گھسائی خشک ہو جائے جب کہ ایک ہی چیز زیر کار ہوتے کی صورت میں اسکے خشک ہو جاتے تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ گتے اور لکڑی کی اندرونی اور بیرونی سطحوں کو بعضے ایک ہی بار بعضے دو بار گھسنے سے گڑھے بل وغیرہ ہموار ہو جاتے ہیں لیکن کاغذی ساختہ کو تین بار ایک ایک سطح گھسانے سے نشیب و فراز اور گڈھے وغیرہ ہموار صورت اختیار کرتے ہیں بلکہ کسی ردی ساختہ

کی ایک ایک سطح کو چار چار بار گھسنا پڑتا ہے۔ پیندا اور ڈھکنا دار چیز کے پدامہ اور ہمیز کے کناروں پر زیادہ احتیاط سے گھسنا پڑتا ہے کیونکہ ڈھکنے اور پیندے کے کناروں کے ساتھ ملاپ ہو جانے سے جو شگاف پڑے وہ کہیں زیادہ نہ ہو۔ اس لئے ڈھکنے اور پیندے کو بند کر کے چیز کی باہری سطح گھسی جاتی ہے تاکہ یہ شگاف کم سے کم موٹائی کا نظر آجائے۔ اسی طرح خاردار پہلودار اور نالی دار ساختوں کو گھساتے وقت اس بات کا احتیاط کرنا پڑتا ہے کہ کہیں گھساتے گھساتے پورا بھی نہ گھس جائے جس سے خاروں۔ پہلوؤں اور نالیوں کی چوڑائیوں۔ گہرائیوں اور اونچائیوں میں فرق آجاتا ہے جو چیز کی ہیئت کو بگاڑنے کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے گھسانے کے اصل مقصد کو دھیان میں رکھ کر کسکٹوں سے اتنا ہی گھسائیں۔ جتنے سے گھسائی جانے والی جگہ ہموار ہو سکے گھسانے میں پانی کا اتنا ہی استعمال کریں جتنے سے کچھ گیلا ہو جائے۔ زیادہ پانی کے استعمال سے کچھ رس رس کر بہہ جائے گا اور بڑے بڑے گڑھے بن جائیں گے۔ بلکہ ایک ہی جگہ پانی جمع ہونے پر ساختہ میں سوراخ ہو جائے گا۔ ایسی صورت خصوصاً پورا کے ساختہ کو پیش آتی ہے۔ اس لئے احتیاط کی جائے۔ جب کہ چیز کو گھسانے والا اس بات سے مطمئن ہو جائے گا کہ چیز کی ہر سطح بالکل ہموار ہو گئی ہے تو گھسانے کا کام بند کیا جائے اور کپڑے کی چھوٹی سفید کترن کو پانی میں گیلا کر کے ذرا نچوڑ کر گھسی ہوئی سطح پر اس غرض سے پھیر دیں کہ گھسانے سے پیدا شدہ لکیریں جیسی گم ہو کر سطحیں چمک جائیں۔ پانی نچوڑی ہوئی کترن کے پھیرنے کا مطلب وہی ہے جو کسکٹو سے گھسانے کا ہے البتہ یہ نرم چیز ہے اور چیز کی سطحوں پر اب گڈھے وغیرہ نہیں ہیں پھر بھی کسکٹو کے انداز پر اس کترن کو پھیر دینے سے معمولی ناہمواری بھی دور ہو کر سطح پر چکنائی آجاتی ہے۔ ڈھکنے والے چیزوں کو پیندوں کی جانب جو شگاف (پیندے اور ڈھکنے کے درمیان ایک دوسرے کے اوپر آنے سے) رہ جاتا ہے۔

گھسانے کے بعد ایک پتلے خط سے زیادہ موٹائی میں نہ رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ موٹا تسگاف چیز کو بدنما بناتا ہے۔

حریرہ: حریرہ کو انگریزی میں ٹیشو پیپر (TISSU PAPER) کہتے ہیں جو بالکل ہلکا کاغذ بغیر رنگ کے قدرتی سفید عام طور پر پتنگوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ (رنگدار حریرہ کا رنگ کچّا ہوتا ہے) جب کہ گچ کھاری پن ہونے سے کسی بھی وقت ساختہ کی سطح سے زمین رنگ کو منقشی سمیت اکھاڑتا ہے بلکہ روغن شدہ سطح میں بھی تسگاف پڑتے ہیں جس سے چیز بالکل بدنما بن کر ناقابل فروخت ہوتی ہے۔ ایسا حریرہ چپکا کر پیپر میشی کا یعنی کاغذ پر نقاشی کرنے کا عمل شروع ہوتا ہے ورنہ ساختے کئی دھاتوں اور مسالوں سے تیار ہوتے ہیں۔ آج کل سستی پیپر میشی والے چیزوں پر گچ نہیں چڑھایا جاتا اس لئے گھسائی اور حریرہ چپکائی بھی نہیں ہوتی جب کہ گچ لپائی نہ ہونے والے چیزوں پر حریرہ چپکانا فضول ہی ہوگا گو ایسے چیزوں کی سطحیں گڑھوں اور بلوں سے بے ڈھنگی لگتی ہیں۔

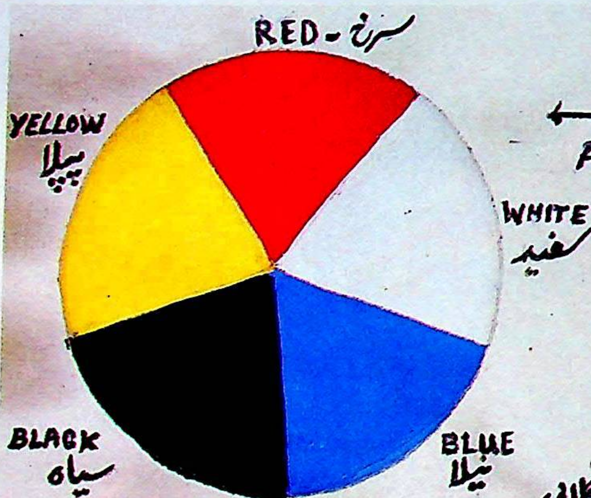
گتہ اور لکڑی کے بے جوڑ ساختوں پر حریرہ چپکانا ضروری نہیں اگرچہ جوڑ دار چیزوں کے جوڑوں پر دو بار بھی چپکایا جائے تو زیادہ فایدہ مند ہوگا۔ کیونکہ ان دونوں مسالوں کے ساختوں کے جوڑ مضبوط نہیں ہوتے ہیں۔ جبکہ ان میں گرمی کی وجہ سے بھی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ بورا کے ساختوں پر حریرہ چپکانا بالکل ضروری ہے۔ کیونکہ گچ میں کھاری مادہ ہونے کی وجہ سے بعد میں یہ تسگاف پیدا کرتا ہے جبکہ بورا کے ساختوں پر بہ نسبت لکڑی اور گتہ کے گچ زیادہ لیپا جاتا ہے۔ اس لئے زیادہ لیپنے سے ساختوں پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اس طرح خار دار پہلو دار اور نالیوں والے ساختوں کی گہرائیوں اور نالیوں میں زیادہ اور گاڑھا گچ جمع ہوتا ہے جس سے تسگاف ہوتے ہیں کوئی شک نہیں۔ اسلئے ایسی نالیوں اور گہرائیوں والی سطحوں پر چھوٹی چھوٹی چوڑائیوں والے حریرہ کے ٹکڑے دو دو بار چپکانے چاہئیں۔ یہ بات یاد رکھنی

چاہیے کہ حریرہ ہر چیز کی باہری سطح پر چپکایا جاتا ہے۔ جب کسی چیز کی باہری سطح پر حریرہ چپکانے کا کام ختم ہو جائے گا تو خشک ہو جانے کے بعد زیرو نمبر والی ریگ مال کے ٹکڑے سے حریرہ کی شکنوں کو صاف کریں۔ ایسا کرنے کے بعد یہ چیز رنگ کی لپائی کے لئے تیار ہے۔

رنگ

"رنگ" :- دنیا کی ہر چیز (بے جان یا جان دار) رنگوں کی عکس سے ہی پہچانی جاتی ہے۔ ان رنگوں کو استعمال کرنے کی خاطر دو قسم (کے رنگ) وجود میں آئے ہیں۔ ان میں سے ایک قسم لطیف (TRANSPARENT) کہلاتا ہے۔ جن کے استعمال سے چیزوں کی اصلیت نمایاں ہونے کے ساتھ ہی ان کی جھلکیوں میں تبدیلی آتی ہے۔ جیسے سفید کپڑا سیاہ یا سرخ رنگ میں تبدیل ہوتا ہے۔ لیکن کپڑے کی اصلیت بھی دکھائی دیتی ہے۔ ایسے رنگ رنگائی (DYE COLOURS) کے لئے رنگریز استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لطیف رنگ مصنوعی طور پر بھی تیار کئے جاتے ہیں جو ویجی ٹیبل (VEGETABLE COLOURS) کلرس کہلاتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرا قسم کثیف (OPAQUE) معدنوں سے مٹی یا پتھروں کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں۔ جب کہ معدنوں میں ایسے رنگ مختلف دھاتوں کو گیس لگنے سے مٹی کی صورت میں وجود میں آتے ہیں جب کہ آج کل سائینسی طریقوں سے ایسے دھاتوں کو مصنوعی طور پر رنگوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ ان دھاتوں میں لوہا، جست، سونا، چاندی اور سیسے سے رنگ تیار کئے جاتے ہیں۔ جبکہ یہ مٹی نما رنگ زیادہ تر لیڈس (LEADS) کہلاتے ہیں۔ جیسے وائٹ لیڈ۔ ریڈ لیڈ بلیک لیڈ وغیرہ۔ اسی طرح مٹی سے ملنے والے رنگ اوکرس (OCHERS) کہلاتے ہیں جیسے بلو اوکر۔ راسئینا وغیرہ۔ عام طور پر ایسے رنگوں کو پگمنٹ (PIGMENT COLOURS) کہتے ہیں۔ جبکہ ان معدنی رنگوں کو سریش اور پانی کے ساتھ تیار کرتے ہیں تو ڈِس ٹمپر (DISTEMPER) کلرس کہتے ہیں۔ مختلف جھلکیوں میں چیزوں

کی زمین (لیائی) کے لئے مخصوص ہوتے کے علاوہ پھول بوٹوں۔ حیوانوں۔ چرند و پرند اور انسانوں کی تصویروں پر رنگ آمیزی کرنے کی خاطر استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہی رنگ دروں دیواروں اور سقفوں پر کہیں سریش ملاکر کہیں سریش کی بجائے روغن ملاکر لیپے جاتے ہیں۔ اگرچہ دیواروں اور چوکھٹوں وغیرہ پر کئے جانے والے رنگ روغن ملائے ہوئے تیار بازار میں مہیّا ہوتے ہیں لیکن کسی وقت نمونہ کے مطابق بنانے کی خاطر معدنی رنگوں (PIGMENT COLOURS) میں وارنش ملایا جاتا ہے۔ اس قسم کے رنگ تیار کرنے کی خاطر خشک رنگ کے ایک پونڈ میں وارنش ایک پونڈ اور تارپین ایک پاؤ ملاکر استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی وقت سریش ملاکر تیار رنگ در و دیوار پر کر کے خشک ہونے کے بعد وارنش کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ رنگ مضبوط ہو جاتے ہیں۔ سائن بورڈ نویسی کے لئے فیکٹریوں کا تیار کردہ روغنی رنگ (PAINT) استعمال کیا جاتا ہے جو سانتیھٹک اینمل پینٹ (SANTHITIC ENAMAL PAINT) کے نام سے ملتا ہے۔ پیپر میشی کے تحت بنائی ہوئی چیزوں پر پھول بوٹوں اور وغیرہ کے طرحوں کی رنگ آمیزی کر کے برگ کشائی اور چہرہ کشائی کر کے روشنی اور چھایا نمایاں کی جاتی ہے۔ ان معدنی رنگوں میں سے پرداز وغیرہ کے خاطر صرف لاجورد رنگ کو استعمال کرتے ہیں۔ باقی سُرخ اور سیاہ مصنوعی طور تیار کر کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چوں کہ قدرتی معادن سے ایسا سُرخ رنگ حاصل نہیں ہوتا جسے پرداز وغیرہ نمایاں کی جا سکتی اسلئے یہ سُرخ رنگ دوائی قسم کے خشک کیڑوں کو پکا کر تیار کیا جاتا ہے۔ ان کیڑوں کو اصطلاح میں "COCHINIL" کرم دانہ کہتے ہیں ایک تولہ کرم دانہ کے ساتھ نصف تولہ لودھ (جو دوائی قسم کے لودھ درخت کی چھال ہے) پانی کی ایک پاؤ میں اُبالتے رہیں جب کہ اُبلتے اُبلتے یہ پاؤ بھر پانی ایک چھٹانک رہ جائے تو صاف روغنی یا پیتل کے برتن میں صفائی سے چھان لیتے ہیں۔ اس وقت یہ پانی پتلے سُرخ رنگ کی صورت میں

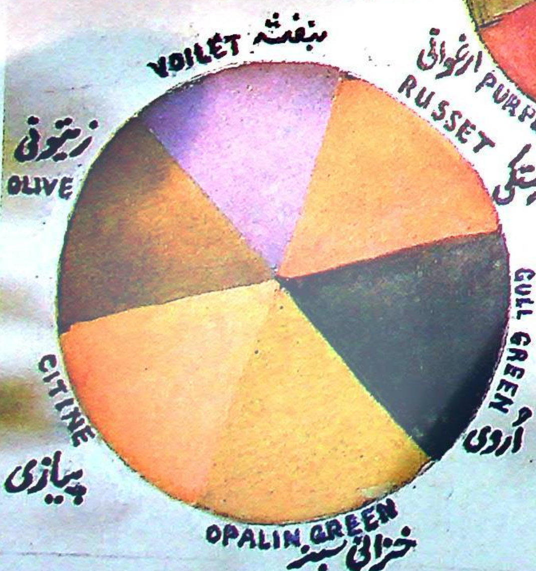


ابتدائی درجہ کے رنگ

PRIMARY COLOURS

SECONDARY COLOURS

دوسرے درجہ کے رنگ



TERTIARY COLOURS

تیسرے درجہ کے رنگ

ہوتا ہے۔ آگ کے انگاروں پر یہ چھٹانک بھر رنگ اتنا گاڑھا بنایا جاتا ہے کہ برتن کی سطح سے چمٹ جاتا ہے۔ اس طرح یہ سُرخ رنگ کم مقدار میں استعمال کر کے صرف پرداز کے کام آتا ہے اور قرمزی کہلاتا ہے۔ جسے انگریزی میں کرمزن لیک[1] (CRIMSIN LAKE) کہتے ہیں اور سفید رنگ ملا کر گلابی بنتا ہے

نیلا رنگ جو پھولوں وغیرہ کی پرداز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بازار میں تیار شدہ دستیاب ہوتا ہے لیکن اس کے اصل اور نقل دو قسم ہوتے ہیں۔ اصلی نیلے رنگ کی پہچان کرنی مشکل ہوتی ہے کیونکہ دکان دار نقلی کو اصلی پیکٹوں میں بھرتے ہیں۔ پھر بھی اصلی رنگ کی پہچان چمک اور ڈھیلوں کی لمبائی چوڑائی اور مٹیالی صورت نہ ہونے کی بناء پر کی جا سکتی ہے۔ اصلی رنگ کی ڈھلیاں "½ چوڑی "½ موٹی اور "8 انچ تک لمبی ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس نقلی ڈھلیاں بالکل چھوٹی اور پتلی ہونے کے علاوہ بے چمک ہوتی ہیں۔ کشمیری اصطلاح میں اس رنگ کو "دھُبِ نیل" کہتے ہیں۔ کیونکہ دھوبی کپڑے نیلے بنانے کی خاطر استعمال کرتے ہیں۔ زرد رنگ کے ساتھ اسی نیلے رنگ کو ملا کر سبز رنگ بنایا جاتا ہے اور سبز رنگ والے پتوں پر اسی نیلے رنگ کی پرواز وغیرہ کی جاتی ہے اور سفید رنگ ملا کر ملائی رنگ کہلاتا ہے۔ دراصل یہ نیلا نیل درخت کے پتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

قرمزی کے ساتھ اس نیلے رنگ کو ملا کر ارغوانی بنتا ہے۔ لیکن اکثر نقاش ایسے نیلے رنگ سے بنا ہوا ارغوانی رنگ پیپر میشی کے تحت گل بوٹوں پر استعمال نہیں کرتے۔ جبکہ لاجورد اور قرمزی ملایا ہوا ارغوانی رنگ شیڈ رنگ وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بنفشہ رنگ بھی اسی لاجورد اور قرمزی کو سفید رنگ ملا کر بنایا جاتا ہے۔ پرداز یا تحریر کشی (OUTLINE) کے لئے زیادہ تر قرمزی کے بعد سیاہ رنگ کا استعمال کیا جاتا ہے جو دیئے کے دھوئیں سے کاجل کے

---

[1] آج کل واٹر کلرس میں سے کرمزن لیک (CRIMSONLACK) استعمال کرتے ہیں۔

طور پر حاصل کر کے عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ سیاہ و بیچی ٹیبل رنگوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے بجائے واٹر کلر ٹیوبس استعمال کئے جاتے ہیں جبکہ تیار کرنے کیلئے سرسوں کے تیل کو دئیے میں جلا کر بتی کے اوپر مٹی کی رکابی رکھیں تو یہ دھواں (کاجل) رکابی پر جم جائے گا۔ یہ دھواں مٹی کی رکابی سے اٹھا کر روغنی پیالہ میں ڈالا جاتا ہے اور انداز کے ساتھ ایک دو بوندیں سریش ملا کر شہادت کی انگلی سے حل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے پانی ڈالنے سے سیاہی حل نہیں ہو پاتی اس لئے احتیاط سے حل کرنی چاہیئے۔

عام طور پر زرد رنگ سے پرداز نہیں کی جاتی۔ اگر کسی وقت کسی پھول بوٹے یا تصویر پر کرنی پڑے تو ملائی زرد رنگ کو باریک کر کے استعمال کرتے ہیں۔ یا واٹر کلر ٹیوبس میں سے بلو کریم استعمال کیا جاتا ہے۔

کسی "طرح" کو مقبول عام بنانے کی خاطر دو باتوں کا احتیاط رکھنا پڑتا ہے۔ ایک خاکہ کے توازن اور خوش وضع منظروں کی آراستگی۔

دوسری بات:۔ رنگوں کی مطابقت اور خریداروں کی پسند کے مطابق تیز یا سست رنگ آمیزی: جن طرحوں یا نقشوں کو اگلے صفحوں میں دکھایا گیا ہے ان کی خاکہ کشی قدیمی انداز پر کی گئی ہے اور یہ انداز پیپر میشی پسند کرنے والوں کی اکثریت (بدیشیوں) کے تسلیم شدہ ہیں۔ لیکن اب ان خاکوں یا طرحوں کی رنگ آمیزی قدیم انداز میں نہیں کی جاتی اور یہ تبدیلی رنگوں کے استعمال سے آگئی ہے جبکہ ان معدنی رنگوں کی بجائے پرداز وغیرہ کرنے کی خاطر کپڑوں کو رنگنے والے رنگوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پیپر میشی تاجر ہر وقت بنی بنائی چیزیں سستے داموں خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے نقاش بھی کم لاگت کی چیزیں تیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح دونوں اس فن کو زوال کی طرف لے چکے ہیں۔ جبکہ معدنی رنگوں کی رنگ آمیزی کر کے پرداز وغیرہ عام طور پر اونی کپڑوں کو رنگنے والے رنگوں سے کی جاتی ہے۔ جن کا

استعمال پیپر میشی فن کے لئے ایک دھکا ہے کیونکہ ان رنگوں کے استعمال سے پھول بوٹوں پر پرداز کر کے پہلے طرح کی رنگ آمیزی آنکھوں کو ٹکرا دینے والی بن جاتی ہے اور بعد میں دھوپ پڑنے پر سارے رنگ اڑ جاتے ہیں جبکہ ایسے رنگ بستہ کو پسند کرنے والے بہت کم ہیں۔ اس لئے ایسے رنگ بستہ شدہ چیزوں کی کھپت دنیا میں کم ہوتی ہے۔ ان نکتوں کو جانتے والے ماہر نقاش معدنی رنگوں کا استعمال کرنے کے علاوہ پرداز وغیرہ کی خاطر نباتاتی جڑی بوٹیوں سے حاصل کئے ہوئے رنگ (جو ڈبیوں میں مختلف قسم کے ایک ساتھ ہوتے ہیں ایسے ڈبے واٹر کلر بکس کہلاتے ہیں) استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ رنگ مغربی لوگوں کی پسند کے مطابق تیار کئے ہوتے ہیں آج کل مضبوطی اور استعمال کے لحاظ سے بہترین کیمل (CAMEL) کمپنی کے کیملن (CAMLIN) نامی بنائے ہوئے واٹر کلرس فائدہ مند ہیں۔ معدنی رنگوں کی طرح یہ رنگ استعمال کر کے رنگائی کے رنگوں کی طرح اڑ نہیں جاتے ہیں بلکہ استعمال کر کے ملائم ہونے کے ساتھ چمک جاتے ہیں۔ اس کے برعکس رنگائی کے رنگوں کے استعمال سے پھول بوٹوں اور وغیرہ تصویروں کی قدرتی نزاکت نہ رہنے سے طرحوں کو آراستہ کرنے والی محنت ضایع ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ طرح کو آراستہ کرنے کے لئے معدنی اور رنگائی کے رنگ ایک ساتھ استعمال کئے گئے ہوں۔ ایسا کرنے سے "طرح" کی حالت انوکھی ہو جاتی ہے کیونکہ معدنی رنگ اپنی حالت پر رہتے ہیں اور رنگائی کے رنگ غائب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح رنگ آمیزی کا توازن نہیں رہتا ہے۔ جیسے چیز داغ دھبوں والی دکھائی دیتی ہے۔ اور کوئی خریدار ایسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے ایسے رنگوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اگلے صفحوں پر رنگوں کے ابتدائی اور دوسرے درجے دکھانے کے ساتھ ساتھ تیسرے درجے کے کئی رنگوں کو بھی ظاہر کیا گیا ہے جبکہ تیسرے درجے کے رنگ سینکڑوں کیا ہزاروں کے تعداد میں ہیں۔ اس طرح ہر رنگ اپنی

اپنی جھلک پر اپنے اپنے نام کو ظاہر کرتا ہے۔ رنگ بناتے وقت صاف پانی استعمال کرنا چاہیئے۔ ذرا بھی میلا ہو جائے تو تبدیل کرنا چاہیئے۔ رنگوں کی مختلف عکسوں کو آسانی سے پرکھنے کے لئے کوئی منفرد رنگ برش سے کاغذ پر کسی مناسب جگہ (لیکن کنارے کے ساتھ مستطیل صورت میں پھیلا کر سکھائیں۔ رنگ کو روشنی میں اصل کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھنا چاہیے کہ عکس ملتا ہے کہ نہیں۔ اصل کے مقابلہ میں گہرا ہو تو سفید ملا کر ہلکا کرنا چاہیئے۔ ہلکا ہو تو اصل رنگ کی ذرا ملا کر گہرا بنانا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے درجے والے رنگوں کو کسی رنگ کی زیادتی پر اس رنگ کی جھلک والا رنگ بنایا جا سکتا ہے۔ ہر رنگ کی تیزی کاٹنے کی خاطر سفید اور سیاہ استعمال کئے جاتے ہیں کسی رنگ میں کوئی خاص جھلک پیدا کرنے سے پہلے مطلوبہ رنگ کو بغور مشاہدہ کرنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ رنگ کس کس رنگ کی ملاوٹ سے تیار کیا جا سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ رنگوں کی جھلکیاں جانچنے سے رنگوں کی ملاوٹ بالکل آسان بن جاتی ہے مثلاً جب کہ خالص سبز رنگ کی ضرورت ہو۔ تو نیلا اور پیلا ملا دیں۔ اگر نیلے رنگ کی جھلک والا بنانا ہے تو نیلا زیادہ ملا دیں۔ اسی طرح تھوڑا قرمزی ملا کر (سبز بھورا) زیتونی بن جائے گا۔ غرض جس رنگ کا اس میں زیادہ زور ہے۔ اس رنگ کو باقی رنگوں کی نسبت زیادہ ملا کر اصل رنگ کے ساتھ مطابقت پیدا کرنی چاہیئے۔

زمین رنگ۔ کاغذی طروح پر رنگ آمیزی کرنے سے پہلے زمین کے رنگ کی آراستگی کرنی ضروری ہوتی ہے جبکہ طروح بڑے حدود پر پھیلے ہوتے ہیں اور زمین میں یکسانیت پیدا کرنی لازمی ہے۔ اس لئے کاغذ پر رنگ کرنے سے پہلے کاغذ کو پانی سے گیلا کر لیں۔ بلاٹنگ پیپر سے پانی کو جذب کر لیں۔ جب ذرا سی نمی باقی رہے تو رنگ کو استعمال کریں۔ کاغذ کو تر کر کے رنگ بھرنے سے دھجیاں سی نہیں بنتی بلکہ رنگ میں یکسانیت اور صفائی آجاتی ہے۔ لپائی


WHITE
L. YELLOW
CH. YELLOW. MED
GOLDEN YELLOW
YELLOW DEEP
CHROME YELLOW
Y. OCHER
RAW SIENNA
BURNT SIENNA
INDIAN RED
Y. ORANGE
ORANGE
BLACK.
V. BROWN.
BURNT UMBER
VERMILION.R
CARMINE RED
POSTER RED
CARMINE
CRIMSON
PINK
CARMINE
MADER CARMINE
VIOLET
PRUSSIAN BLUE
Y. GREEN
SKY BLUE
PEACOCK BLUE
COBALT BLUE
ULTRAMARINE
LEAF GREEN
L. GREEN
EMERALD G.
POSTER. G.
TURQUOISE BLUE.
GREY
OLIVE GREEN

کرنے کے لیئے چوڑے قطر کا برش استعمال کرنا چاہیئے۔ چھوٹے قطر والے برش سے لیپ اچھا نہیں ہوتا ہے۔ کاغذی طرحوں پر لپائی کرنے کی خاطر اس قدر رنگ بنانا چاہیے۔ کہ تمام حدود کو پُر کرنے کے بعد بچ جائے۔ اور لیپ کرنے کی خاطر رنگ سے بھرا ہوا برش نہیں اٹھانا چاہیئے۔ بلکہ برش کو رنگ والے برتن کے کنارے سے نچوڑ کر اٹھا کے اوپر سے نیچے لیپ کرنا چاہیئے اگر دوسری لپائی کی ضرورت ہو۔ تو دائیں سے بائیں افقی صورت میں کرنی چاہیئے۔ تاکہ کہیں زیادہ کہیں کم رنگ نہ لگ جائے۔ اس طرح مطلوبہ حدود میں مختلف جھلکوں کی دھجیاں سی بن جاتی ہیں۔ رنگ کرتے وقت برش کو ضبط میں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ زیادہ دباؤ ڈالنے سے سطح پر کیا ہوا رنگ کھرچ جاتا ہے اور ایسی حالت بہ دقت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لہذا پہلے ہی ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

پیپر میشی کے کسی چیز پر عموماً سفید زمین رنگ چوتھی بار بھی لیپنا پڑتا ہے۔ اسلیئے ضرورت سے زیادہ رنگ تیار کرنا چاہیئے۔ سفید زمین رنگ کے علاوہ باقی زمین رنگ مثلاً لاجورد۔ شرکی۔ ملائی سبز یا لیف زیادہ سے زیادہ تین بار لیپنا پڑتا ہے۔ جبکہ سیاہ زمین رنگ کا حد دو لپائیوں تک ہوتا ہے۔ اور ہر لپائی خشک ہونے کے بعد علی الترتیب کرنی چاہیئے ورنہ گیلی سطح پر لپائی کرنے سے رنگ اصلی حالت پر آنے کی بجائے داغ دھبے دار بن جاتا ہے۔ رنگ آمیزی کے بعد گل بوٹوں اور وغیرہ تصویروں کی چھایا دکھانے کی خاطر رنگوں کا میلان دیکھنا چاہیئے۔ کس رنگ کی آمیزش زیادہ ہے وہی رنگ ملا کر چھایا کو ظاہر کر کے آہستہ آہستہ روشنی کی طرف لینا چاہیئے مختلف رنگتوں اور ان کی علیحدگیوں کا خیال رکھ کر ہر تصویر کو صاف طور پر علیحدہ علیحدہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

پیپر میشی طرحوں میں بنائے جانے والے گل بوٹوں پر رنگ آمیزی

کر کے چھاپا وغیرہ کی جھلکیں منفرد رنگوں سے یا دُھرے رنگوں کی یکساں ملاوٹ سے دکھائی جاتی ہے جیسے بنفشہ رنگ قرمزی اور لاجورد ملا کر بنایا جاتا ہے رنگوں میں خاص اور اہم رنگ نو ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں: وائٹ = سفید۔ نیلا۔ نیلا = بلیو + سرخ = ریڈ + یلو = زرد + گرین = سبز + نارنجی = اورینج + بنفشی = پرپل + براؤن = بھورا + سیاہ = بلیک +

لیکن ان نو رنگوں میں معدنی یا بناوٹی ہونے کے باعث مختلف جھلکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان جھلکوں کے لحاظ سے ہر رنگ متعدد ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے مثلاً وائٹ رنگ پانچ جھلکوں کا ہوتا ہے اور ہر قسم اپنی جھلک اور بناوٹ کے لحاظ سے اپنا علیحدہ نام رکھتا ہے۔ ان ناموں کی واقفیت حاصل کرنے کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ سفید = وائٹ + فلیک وائٹ۔ چائینز وائٹ، کرمنیٹر وائٹ، ٹن وائٹ، پرمننٹ وائٹ۔

زرد = یلو: کاڈمیم یلو، کروم یلو، لیمن یلو، یلو اوکر، منرل یلو، نیلس یلو۔ کنگس یلو، انڈین یلو، راسینا، اٹلیمن منک، یلو لیک، ٹرانسپیرنٹ گولڈ اوکر، زنک کروم۔ سرخ = ریڈ:۔ ورملین، ریڈ لیڈ، وینیشن ریڈ، لایٹ ریڈ، انڈین ریڈ الزارین سکارلٹ۔ مارس ریڈ۔ ریڈ کروم۔ کارمائن۔ کرمزن لیک، روز میڈر، میڈر لیک، میڈر کارمائن۔ الزارین سکارلیٹ لیک۔ انڈین لیک۔

نیلا = بلیو، الٹرا میرین جنوین، الٹرا میرین آرٹی فیشل، کوبالٹ بلیو، انیٹز بلیو، سرولین بلیو، سمالٹ، پرشین بلیو، انٹورپ بلیو، انڈگو پرمننٹ بلیو سبز = گرین: ایمرلیڈ گرین، کروم گرین، کوبالٹ گرین۔ ورڈ گرس ٹیرز ورٹ، ملاشائٹ، ہوکرس گرین، ماپ گرین، اوکسائڈ آف کارمائن نارنجی = اورینج۔ اورینج کروم۔ اورینج کاڈمیم، مارس اورینج۔ برنٹ سینا بنفشی = پرپل = پرپل میڈر انڈین پرپل، مارس وائلٹ۔ پرپل لیک

بھورا = براؤن : براؤن میڈر، مینگنیز براؤن، را امبر، برنٹ امبر۔ وینڈیک براؤن
سیاہ = بلیک = لیمپ بلیک، آئیوری بلیک، بلیو بلیک، بلیک لیڈ، انڈین انک

"رنگوں کا استحسان"

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ پیپر میشی کے لئے کئی قسم کا رنگ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جبکہ سطحوں (زمین) کے لئے جماداتی (پگمنٹ) قسم کے رنگ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے منقشی کی رنگ آمیزی کی جاتی ہے۔ جبکہ ان رنگوں کی پسائی اور باقی تیاری کے پیش نظر بازار سے تیار و تیار حاصل ہونے والے رنگوں کا استفادہ کرنا ایک طرح سے کفایت شعاری تصور کی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک زمین رنگوں کا تعلق ہے۔ ان کی تیاری ہمیں خود کرنا لازمی ہے کیونکہ بازار میں جو پگمنٹ رنگ تیار شدہ پوسٹر کلرس کے نام پر ملتے ہیں۔ وہ مضبوطی کے لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں سریش کی بجائے گوند سے حل کیا ہوتا ہے۔ اور قیمت بھی حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ البتہ ایسے رنگ منقشی کی رنگ آمیزی کے لئے استعمال کرنے ہوں تو تھوڑی مقدار میں سریش ملانا ضروری ہے تاکہ تحریرہ اور پرداز کرنے میں دقّت نہ ہو۔ ایسے پوسٹر کلرس کئی فیکٹری والے تیار کرتے ہیں۔ ان میں سے ابھی تک کیملن (CAMLIN) والوں کے پوسٹر کلرس فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں۔

تحریرہ اور پرداز کرنے کی خاطر جو نباتاتی رنگ ہم استعمال کرتے ہیں۔ وہ بھی بازار میں دستیاب ہونے کی صورت میں ہمارے لئے فائدہ مند ہو سکتے ہیں ایسے رنگ واٹر کلرس کہلاتے ہیں جو ٹکیوں اور ٹیوبس (TUBES) میں ہوتے ہیں۔ ایسے رنگ گلسترین کی بنیاد پر تیار ہوتے ہیں لیکن روغن چڑھانے پر

پھیلتے نہیں۔ اس لئے بلاواسطہ طور پر استعمال کرسکتے ہیں۔ ان کی قیمت زیادہ نہیں ہوتی ہے اور ان رنگوں کی کافی جھلکیاں ملتی ہیں۔ لیکن نقاشوں کو صرف ان میں سے: سیاہ۔ سُرخ۔ نیلا اور بنفشہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے رنگ بھی کئی ایک فیکٹریوں کے تیار کردہ ملتے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ قسم بھی کیملن CAMLIN والوں کے ہی فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں۔

مُرکّب رنگوں کی بناوٹ

اگرچہ ابتدائی رنگ صرف پانچ ہیں۔ جن کی ملاوٹ سے دوسرے اور تیسرے درجے کے رنگ تیار ہوتے ہیں اور مرکب کہلاتے ہیں لیکن رنگوں کی جھلکیاں تیار ہونے کے لحاظ سے انہی دس پندرہ جھلکیوں پر انحصار نہیں ہوتا جو دوسرے یا تیسرے درجہ والے رنگوں میں شمار ہوتی ہیں۔ ان رنگوں میں جب ہم کسی ایک رنگ کی جزوی طور کمی و بیشی کریں گے۔ تو رنگ کی جھلک کا پرتو بدل جائے گا۔ ہمارے کام کے دوران ایسے مرحلے آتے ہیں جن میں رنگوں کے ایسے مرکّب تیار کرنے پڑتے ہیں جو مروجہ جھلکیوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے مرکّب اگرچہ اپنی ابتدائی رنگوں کی ملاوٹ سے تیار ہوتے ہیں لیکن جزئیات کی کمی و بیشی کا دارومدار اصل نمونہ کے برابر بیٹھنے والے مرکب میں جزئیات کے حصص مقرر کرنے پر ہوتا ہے۔ حصص کا یہ تعیّن صرف اندازاً ہی کیا جاسکتا ہے۔ جس کے لئے رنگوں کی جھلکیوں کی پہچان ضروری ہے چونکہ کچھ رنگ ایک ہی نام اور ایک ذات سے تعلق رکھنے کے باوجود جھلکیوں کے لحاظ سے باہم مختلف ہوتے ہیں جو بلاواسطہ طور پر کسی بھی نمونہ کے ساتھ برابر اُترتے ہیں لیکن بے خبر آدمی دوسری جھلکوں والے رنگوں کی ملاوٹ سے نمونہ کے مطابق بنانے کی کوشش میں وقت ضایع کرتا ہے۔ عام طور پر غیر

روایاتی چھلکوں والے رنگوں کو مختلف چیزوں مثلاً میوہ۔ غلہ۔ پتھر۔ لکڑی وغیرہ جیسی چھلکیوں کی نسبت دیکر تیار کرتے پڑتے ہیں جیسے: بادامی سبز۔ طاوسی نیلا۔ آسمانی نیلا وغیرہ ایسی چھلکوں سے نسبت رکھنے والے رنگوں کے لئے جو مرکب تیار ہوتے ہیں۔ ان کے لئے اجزاء کی اوسط ذیل میں دی جاتی ہے۔ جن کے مرکب تیار کرنے سے نئی نئی چھلکیوں کے لئے جزئیات کا تعین اور تیار کرنا سیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جہاں کہیں بھی مرکب رنگ تیار کرتے ہوں۔ پہلے دیکھا جائے کہ نمونہ والی چھلک میں کتنے رنگوں کے پرتو ہیں اور ان پرتوؤں کے لحاظ سے رنگوں کے حصص کا تعین کرکے استعمال ہونے والے مقدار کی اوسط مقرر کریں اور رنگ کے مقدار کے مطابق برتن میں ڈال کر سریش کے ساتھ حل کریں۔ جب تمام جزئیات حل ہو کر ایک ہو جائیں تو اصل نمونہ کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اگر کسی جُز کی کمی ہے تو اس کمی کو پورا کرکے چھلک کے پرتو کو سکھا کر نمونہ سے پرکھیں جب برابر ہوگا تو استعمال کریں۔

ذیل میں مختلف رنگوں سے وابستہ چھلکوں کے نام اور اوسط اوزان درج ہیں:۔ (۱) نیلا طاوسی:۔ میبرین بلیو۔ سفید اور کوبالٹ بلیو کے تین تین حصّے ملا کر تیار ہوگا۔

(۲) زیتونی سبز:۔ الٹرامیرین دو حصے کروم بلیو تین حصے پٹوڈی ایک حصّہ ملا کر تیار ہوگا۔

(۳) کرسھتہ سبز: کروم گرین دو حصّہ سفید چار حصّے ملا کر تیار ہوگا۔

(۴) چھلکا سبز: جس کو خزاتی سبز بھی کہتے ہیں۔ برنٹ سیبنا ایک حصہ اور لائٹ گرین دو حصّے سفید تین حصے ملا کر تیار ہوگا۔

(۵) کانسی سبز: کروم گرین دو حصے بلیو ایک حصہ۔ برنٹ سینا ایک حصّہ ملا کر تیار ہوگا۔

(۶) زمردی سبز: کروم گرین دو حصّے سفید چار حصّے ملا کر تیار ہوگا۔

(۷) شاہی نیلا: الٹرامیرین بلیو ۱۵ حصے اور سفید ایک حصہ ملاکر تیار ہوگا۔
(۸) سیبی سبز: کروم گرین ایک حصہ سفید ایک حصہ ملاکر تیار ہوگا۔
(۹) چمڑہ زرد = کروم اوکر، وینیشن ریڈ اور بلیک برابر برابر ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۰) گلابی = سفید تین حصے کارمائن ریڈ ایک حصہ " " "
(۱۱) آرڈو زرد = لیمن کروم = سفید۔ ریڈ لیڈ۔ برنٹ سینا " " "
(۱۲) چٹانی رنگ = بلیک اوکر اور برنٹ سینا برابر برابر ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۳) دانتی: سفید دس حصے، ایک حصہ کروم بلو ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۴) خوبانی: کروم اوکر اور ریڈ لیڈ برابر برابر ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۵) لاجوردی: سفید چار حصے الٹرامیرین دو حصے " " " "
(۱۶) گہری نیلا: اس کو کبودی بھی کہتے ہیں سفید اور الٹرامیرین برابر برابر ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۷) مُشکی نیلا: بلیک چار حصے۔ پرشین بلیو اور سفید ایک ایک حصہ ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۸) آسمانی نیلا: بلیو برونسوک ایک حصہ سفید تین حصہ ملاکر تیار ہوگا۔
(۱۹) جامنی: 5 حصہ لیمپ بلیک ایک حصہ راک پنک " " "
(۲۰) فالسی: بلیک ۱حصہ انڈین ریڈ 8 حصے برنٹ عنبر ایک حصہ " " "
(۲۱) آبی نیلا: پرشین بلیو چار حصے۔ سفید ایک حصہ ملاکر تیار ہوگا۔
(۲۲) آسمانی سبز: سات حصے کروم گرین ایک حصہ پرشین بلیو ملاکر تیار ہوگا۔
(۲۳) طاؤسی سبز: ایمرالڈ گرین 5 حصے 4 حصے پرشین بلیو " " "
(۲۴) پستئی سبز: بلیک 5 حصے۔ کروم گرین 3 حصے بلیو ۱ حصہ " " "
(۲۵) عباسی سبز: پیل فرنچ گرین۔ پرشین گرین سفید برابر " " "
(۲۶) آبنوسی سبز: انڈین ریڈ۔ ڈراپ بلیک۔ ویسٹن گرین " " "
(۲۷) بھورا: برنٹ عنبر۔ آئیوری بلیک، بلو اوکر برابر برابر ملانے سے تیار ہوتا ہے

(۲۸) دشتقی سرخ = روز میڈر۔ سکارلٹ لیک۔ وٹرملین ملانے سے تیار ہوتا ہے۔

(۲۹) فاختئی = سفید میرین بلیو۔ ڈراپ بلیک برابر حصے ریڈ لیک ½ ملا کر تیار ہوتا ہے

(۳۰) مصری بھورا : آئیوری بلیک۔ برنٹ عنبر 〃 〃 〃

(۳۱) پیازی : کروم یلو۔ وٹرملین 〃 〃 〃

(۳۲) شہتوتی سرخ : یلو اوکر۔ برنٹ سینا 〃 〃 〃

(۳۳) کپاسی : وائٹ۔ راسینا 〃 〃 〃

(۳۴) طوطا سبز : الٹرا میرین بلیو۔ ڈچ پنک۔ لیمن یلو 〃 〃 〃

(۳۵) زنگی زرد : اورینج کروم۔ وائٹ۔ برنٹ امبر 〃 〃 〃

(۳۶) پرانا گلابی : روز میڈر۔ کروم وائٹ اور ½ سفید 〃 〃 〃

(۳۷) پرانا سرخ : وائٹ۔ روز لیک۔ را امبر 〃 〃 〃

(۳۸) پرانا پیازی : ڈراپ بلیک۔ کرمسن ریڈ اور ½ سفید 〃

(۳۹) گندمی (TAWNY) سفید اور راسینا برابر برابر ملا کر تیار ہوگا۔

(۴۰) خاکی ASH۔ بھورا خاکی (GRIZZLE) سفید اور سیاہ برابر برابر ملا کر تیار ہوگا۔

متذکرہ فہرست صرف ان کثیف (OPAQUE) صنف والے رنگوں کا ہے جو سطحوں کی (زمین رنگ) لپائی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب کہ لطیف (TRANSPARENT) رنگوں کا استعمال صرف پرداز کے لئے ہوتا ہے۔ جن کی جھلکوں میں تبدیلی لانے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے کیونکہ وہ بغیر کسی ملاوٹ کے (سوائے بنفشہ) استعمال ہوتے ہیں اور وہ بھی ابتدائی چار رنگ یعنی سرخ قرمزی۔ نیلا لاجوردی اور سیاہ۔ جب کہ بنفشہ نیلا اور سرخ ملاتے سے تیار ہوتا ہے۔

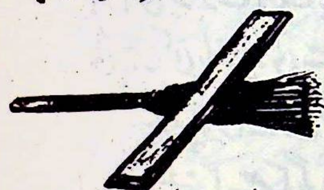
کوچی ۔ موقلم ۔ برقازہ (BRUSH)

ہر کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کچھ اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کم یا زیادہ جتنوں سے کام چلانا ممکن ہو لیکن ان کے اچھے اور صحیح ساخت کے ہوتے لازمی ہیں۔ کیونکہ ایک کاریگر کے ہاتھ تبھی کوئی کام صحیح بنتا ہے۔ جب اس کے پاس اچھی مہارت کے ساتھ ساتھ اچھے اوزار بھی ہوں ورنہ بے کار اور نام نہاد اوزاروں سے کام کے بگڑنے کے علاوہ بڑے سے بڑے کاریگر کی شہرت اور مہارت بھی ضائع ہو جاتی ہے اور اس کے نام کو دھبّہ لگ جاتا ہے۔ جب کہ اوزاروں سے مُراد اچھی شکل وصورت نہیں بلکہ ان کے وہ اچھے اوصاف ہیں، جن سے وہ مخصوص کام انجام دے سکیں۔ اس طرح چتر کار۔ آرٹسٹ یا نقاش جو کہ ہر قسم کی تصویریں بنانے کے لئے مختلف قسم کے بالوں کے چھوٹے بڑے پُولے بنا کر اوزاروں کی صورت میں استعمال کرتے ہیں جب کہ کشمیری نقاش اپنے بُرش یا موقلم بلّی کے بالوں سے بناتے ہیں۔ بال کا فارسی لفظ موئی ہے چونکہ کشمیر میں فارسی زبان رائج رہی ہے۔ اس لئے اس اوزار کو موئی قلم کہتے ہیں اور بُرش (BRUSH) اس کا انگریزی نام ہے۔ اب اُردو میں "برقازہ" لکھتے ہیں۔ جو رنگ کاروں کا نہایت ہی اہم اوزار ہے۔ جیسے کائنات کی ہر شے کی تصویر بنائی جاسکتی ہے، چونکہ ہر ملک کے ہر مصوّر کے ہاتھ میں جس شکل وصورت کا بُرش ہے کسی نہ کسی جانور کے بالوں کا تیار کردہ ہے چاہے وہ جانور، نیولا۔ گلہری سور، بلّی، گھوڑا یا گدھا ہو۔ غرض جیسے فن کار کو کام چلتا ہے۔ اس قسم کے بُرش یا قلم کا استعمال کرتا ہے جبکہ کشمیر کا پیپر میشی کرنے والا فن کار بلّی کے بالوں والے قلم سے باریک سے باریک کام انجام دیتا ہے لیکن جب اس کو بھی موٹا اور لپائی کا کام ہوتا ہے تو یہ بھی گدھے کے ایال سے موٹے موٹے (بُرش) کوچی بنا کر اپنا کام نبھاتا ہے۔ اس قسم کے کوچی کی بناوٹ دو سائزوں

میں ہوتی ہے۔ ایک جو موٹے قطر کے جو چیزوں کی سطحوں پر گچ رنگ و روغن کی لپائی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں کونچا کہلاتے ہیں۔ دوسرے جو چھوٹے سائز کا جسے کونچی کہتے ہیں۔ چیزوں کے تلوے اور دہانے وغیرہ کی چھوٹی سطحوں پر لپائی کے لئے تیار کر کے استعمال کئے جاتے ہیں جب کہ چھوٹے یا بڑے کونچوں کی بناوٹ ایک ہی طریقہ سے کی جاتی ہے۔ صرف گدھے کی ایال کی موٹائی میں کمی یا زیادتی سے چھوٹے یا بڑے بناتے میں فرق رکھی جاتی ہے۔

ان کونچوں کے لئے تین چیزیں بطور مسالہ بہم ہونی چاہئیں۔ اول گدھے کی ایال (یعنی گدھے کی گردن کے کھڑے اور سیدھے بال) جو تین انچ تک کی لمبائی سے کم نہ ہونے چاہئیں۔ دوم لکڑی کا آٹھ انچ لمبا گول آدھ انچ قطر والی موٹائی کا دستہ، سوم بٹا ہوا سوتی دھاگا۔ ان تینوں چیزوں کو حاصل کر کے ایک کونچا اس طرح تیار ہوتا ہے۔ جب کہ پہلے گدھے کی ایال کو سرے سے ایک ساتھ مٹھی میں پکڑ کر قینچی سے کاٹنا چاہیئے۔ موٹائی کے مطابق اسی ایال کے پولے کو سرے کے بل پانی میں بھگونا چاہیئے۔ بالوں کو مضبوطی سے پکڑنا لازمی ہے۔ ورنہ ان کا آگے پیچھے جانا پولا بنانے میں دقت پیدا کرتا ہے۔ اس طرح جب یہ بالوں کا پولا مکمل طور پر بھیگ جائے گا تو آگے پیچھے کے بگڑے بالوں کو سرے پر یکساں صورت میں لا کر لکڑی کے دستہ [redacted] (جو آدھ انچ قطر کا ایک سرے کی طرف چھلنی کی طرح چپٹا سا بنایا جاتا ہے) کے چپٹے سرے کی جانب بالوں کے پولے کو ارد گرد نصف لمبائی تک لپیٹنا چاہیئے [redacted] دستہ پر پولے کا پر پھیلاؤ بالکل یکساں صورت میں ہونا چاہیئے۔ پھر سوتی دھاگے کے ایک سرے کی جانب گز بھر کی لمبائی چھوڑ کر اندازاً دستہ کے [redacted] نوک کے برابر متواتر دو تین گانٹھ لگا کر دھاگے کی لمبائی کو پولے کے اوپر دستہ کی جانب بالکل یکساں صورت میں متواتر لپیٹتے جائیں [redacted]

جب بالوں کا پُولا دستہ کی جانب دھاگے کے نیچے چھپ جائے گا۔ تو دھاگے کا لپیٹنا ختم کرنے کے لئے دو تین گانٹھ لگا کر کاٹ دیں۔ آزمایش کے طور پر پولے کے بالوں کو کھینچکر پرکھیں کہ کہیں بال ڈھیلے تو نہیں ہیں۔ اگر ڈھیلا پن ظاہر ہوگا۔ تو دھاگا کو کھول کر سر نو بالکل مضبوطی کے ساتھ گانٹھ لیں۔ جب



اطمینان ہو جائے گا تو مضبوط چپٹی سے اس تیار شدہ کونچی کو چپٹے تختے پر بیلن کی طرح (دباکر) گھمائیں۔ اس طرح اس کے بالوں کے لپیٹ میں یکسانیت آنے کے علاوہ شکل وصورت میں بھی خوش نمائی آئے گی۔ اس کے بعد دستہ کو دو ہاتھوں میں لے کر متھنا کی طرح جھنجھا کریں۔ اس طرح بغیر گانٹھ لگے بال گر جائیں گے۔ کچھ گرنے کے بجائے باہر آئیں گے۔ ان کو کھینچکر باہر پھینکئے اب جو بال پولے کے سرے پر ناہمواری کی حالت میں ہیں۔ ان کو قینچی سے کتر کر پولے کو قوسی شکل دیجئے۔ اس طرح یہ



کونچا لپائی کے لئے تیار ہے۔ اسی طرح ہر چھوٹا بڑا کونچا کونچی تیار کئے جاتے ہیں۔ ایک نقاش کو کم سے کم آٹھ کونچوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کہ ابتدائی پانچ رنگوں کے لئے پانچ ایک گچ کے لئے ایک کو پال وارنش اور آٹھواں سپرٹ وارنش کی لپائی کے لئے۔ اگرچہ یہ کونچے بہت دیر تک چلتے ہیں۔ پھر بھی تیار کرنے کا مسالہ (گدھے کی ایال) موجود رکھنی چاہیئے۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ آج کل بازار میں ایک انچ سے ڈیڑھ انچ تک کی چوڑائی والے نرم اور لچکدار چپٹے برش ملتے ہیں جو مذکورہ کونچوں کی کام اچھی طرح دیتے ہیں۔ جب کہ ان کا ریشہ سیبل (SABLE) ولایتی نیولے کے بالوں کا لگا ہو۔ لیکن یہ برش مہنگے ہونے کے علاوہ بہت کم مدّت تک چلتے ہیں۔

مشین سے بنے ہوئے برش میں کشمیری کونچا کی نسبت لچک زیادہ ہوتی ہے۔ بشرطیکہ یہ برش نیولے کے بالوں سے بنایا گیا ہو۔ ان بالوں سے

بنے ہوئے برش پر سیبل ہیر (SABLE HAIR) لکھا ہوتا ہے۔ کاغذ پر کسی قسم کا رنگ والا کام کرنا ہو تو یہی برش استعمال کرنا چاہیے۔ ایسے برشوں سے کام صحیح اور اچھا بنتا ہے۔ گلہری کے بالوں کا جو برش بنا ہوتا ہے۔ پیرمیشی کے کام بس نہیں چلتا ہے۔ کیونکہ نہ اس میں لچک ہوتی ہے نہ سرے میں تیزی یا باریکی ہوتی ہے۔ البتہ اسے کیمرہ والے تصویروں کو رنگین بنا سکتے ہیں۔ اس قسم پر اکثر فیکٹری والوں سے سیکوئیل ہیر (SQUI RAL HAIR) لکھا ہوتا ہے۔ اسی طرح سور کے بالوں کے برش بازار میں ملتے ہیں جب کہ ایسے برش روغنی رنگ استعمال کئے جاتے ہیں۔ دیواروں پر روغنی رنگ لپائی کرنے کے واسطے جو برش ہوتے ہیں۔ وہ اکثر گھوڑوں کی (دُم کے) بالوں سے بنائے جاتے ہیں۔ یہ برش



اکثر دیواری کام کے واسطے اچھے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے برشوں کی شکل (فلیٹ FLATE) چپٹی ہوتی ہے۔
نالیوں والی سطحوں یا گیندوں پر رنگ لیپنے کی خاطر گول اور بیضوی شکلوں میں پیمائش کے حساب سے چھوٹے بڑے ملتے ہیں۔ ایسی شکلوں والے برشوں کو مختلف فیکٹری والوں نے مختلف نام رکھے ہوتے ہیں۔ آج کل گھوڑے کی ایال کی بجائے نیلون (NYLON) کے ریشے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ڈِسٹمپر (DISTEMPER) رنگوں کے واسطے مختلف قسم کے جنگلی درختوں کے چھالوں اور نباتاتی ریشوں سے تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ برش گول۔ گانٹھ دار۔ چپٹے اور بیضوی شکلوں کے کئی درجوں میں بنائے جاتے ہیں۔ یہ درجے نمبروں اور انچوں یا ملی میٹروں سے شروع ہوتے ہیں۔ فیکٹری والے یہ پیمائش گول شکل والے برشوں پر قطروں کی صورت میں جتلاتے ہیں اور چپٹی شکلوں والے برشوں کو (چوڑائیوں کی صورت میں) انچوں یا ملی میٹروں میں لکھا کرتے ہیں۔
ان برشوں کی پیمائش ½" سے شروع ہو کر تقریباً چھ انچ تک ہوتی ہے۔ بڑے رقبوں والی جگہوں یا چیزوں پر بڑے قطروں یا بڑی چوڑائی والے

برش استعمال ہوتے ہیں۔ برش بنانے والوں نے بہت سے تجربے کئے تاکہ پیپر میشی نقاشی میں استعمال ہونے والے برش تیار کرتے چنانچہ جب سیاحوں کی صورت میں برش بنانے والے یورپی کشمیر آتے ہیں اور جہاں کہیں بھی پیپر میشی فیکٹریوں کو دیکھنے جاتے ہیں۔ اس قسم کے برشوں کی بناوٹ کے متعلق پوچھ تاچھ کرتے ہیں۔ بلکہ عملی طور نقاشوں سے اپنے سامنے بنوا کر مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس طرح کے برش ان فیکٹری والوں نے بنائے اور مارکیٹ میں فروخت بھی ہوتے ہیں۔ لیکن پیپر میشی کا کام انجام دینے میں استعمال نہیں کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ان برشوں کے سروں پر باریکی اور بالوں میں یکسانیت نہیں رہتی ہے تاکہ باریک باریک لکیریں کھینچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیری نقاش کو خود اپنے ہاتھوں برش تیار کرنے پڑتے ہیں۔ ورنہ یہ بھی برش بنانے والوں کا دست نگر رہتا۔ نقاش اس موقلم کو بلی کے دُم کے بالوں سے بناتا ہے۔ جب کہ اس موقلم کو صرف قلم کہتے ہیں۔ کیونکہ کشمیری جانوروں میں بلّی ہی ایک جانور ہے۔ جس کے بالوں میں تیزی اور لچک ہوتی ہے جب کہ کسی اور جانور کے بال ایسے تیز اور لچکدار نہیں ہوتے۔ نقاشی کے موقلم بنانے کے لئے بلیوں کے تین قسم چُنے گئے ہیں ایک جنگلی بلی۔ دوسری گھر کی پالتو بلّی کا بچّہ۔ جبکہ تیسری قسم جس کا نام "لاش" ہے۔ اس کے بال سیاہ لچکدار ہوتے ہیں لیکن ان میں یکسانیت نہیں رہتی۔ اس لئے نیولے کے بالوں جیسے ثابت ہوئے ہیں۔ اگر کوئی موٹی دیواری نقاشی کرنی ہو تو اس قسم کے بلیوں کے بالوں کے موقلم بنانے چاہیئے۔ کشمیر کی سفید و سیاہ دھاریوں والی بلی یا بلے کے بالوں سے جو موقلم بنائے جاتے ہیں۔ نقاشی کے استعمال میں وہ اچھے ثابت ہوتے ہیں جبکہ بلّی یا بلّے کے بالوں سے یہ برش بناتے ہوں تو وہ پالتو نہیں ہوتی چاہیئے کیونکہ وہ سردیوں میں چولھوں میں گھس جاتے ہیں اور چولھے کی گرمی سے ان کے بالوں کے پتلے سرے جل جاتے ہیں جس سے وہ برش بنانے کے قابل نہیں رہتے۔ اس لئے دباغوں سے

بلیوں کے دُم خرید کر بُرش بنانے چاہیں۔ کیونکہ دباغوں کے پاس جنگلی بلیوں کی کھالیں ہوتی ہیں۔ یہ جنگلی بلیاں آگ کی گرمی میں نہیں بیٹھتی ہیں۔ ورنہ تو گھریلو بلّی کے بچّے کے بالوں سے نہایت ہی اچھے موقلم بنتے ہیں۔ دباغوں سے وہی دُم حاصل کرنے چاہیئے۔ جن کے بالوں کی سطح ہموار ہو اور جن پر بالکل سیاہ دھاریاں نہ ہوں کیونکہ اس قسم کی بلیوں کے بالوں میں نرمی اور لچک کے بجائے کھردراپن اور چکناہٹ ہوتی ہے۔ اس لئے بالکل سیاہ دھاریوں کے بغیر اور بالوں کی سطح ایک سیدھ میں ہونے والی دُم خریدنی چاہیئے۔

اگر اس قسم کی دُم بغیر دباغت کے حاصل ہو تو وہ دباغت شدہ دُم سے زیادہ اچھی ہے۔ کیونکہ دباغت میں چُونا استعمال کیا جاتا ہے جس کے کھاری مادہ سے بالوں کے باریک اور تیز سرے جل جاتے ہیں اس لئے دباغ سے بغیر دباغت کئے دم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سرینگر میں محلہ



گنز کھوڈ کے دباغ ان باتوں سے واقف ہیں اس لئے وہ خود بخود اس قسم کے دُم مہیّا کرتے ہیں۔ اس قسم کے دُم حاصل کر کے بالکل سیدھی جگہ کے بال ایک موقلم کے برابر ہاتھ میں لے کر تیز اُسترے سے کھال کی سطح سے کاٹنے چاہیں۔ اس طرح بالوں کی لمبائی ضرورت کے مطابق رہ جاتی ہے۔

یہ بال کاٹنے کے بعد احتیاط سے پکڑنے چاہیں کیوں کہ بالوں کے تیز سرے منڈے ہوئے سروں کی طرف نہ پھیر جائیں۔ اس طرح موقلم کی بناوٹ میں بہت دِقّت آئے گی۔ منڈے ہوئے سرے کی جانب مضبوط پکڑ کر تیز سروں کی طرف بالوں کو اتنا گیلا کریں کہ ہر ایک موئے گیلا ہو جائے۔



اسی طرح تیز سرے کی جانب مضبوط پکڑ کر منڈے ہوئے سرے کو گیلا کریں۔ بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے سیدھی چپٹی لکڑی پر ایک سرے کی جانب مضبوط پکڑ کر

دائیں ہاتھ سے تیز نوک دار سوئی سے مو بہ مو کنگھی کریں۔ اس طرح چھوٹی لمبائی کا پشم باہر آئے گا اور لمبے لمبے سیدھے بال موجود رہیں گے۔ دونوں سروں کی جانب سوئی سے کنگھی کرنے کے بعد ہاتھ میں احتیاط سے اُٹھا کر تیز سرا پانی میں بھگو دیں اور زیادہ لمبے بالوں کو ایک ہی سطح پر لاتے کی کوشش کریں۔

اس طرح تمام بال ایک بال سے شروع ہو کر بتدریج مخروطی شکل اختیار کریں گے۔ اس وقت قلم کے بالوں کا قطر زیادہ سے زیادہ ‏"‏$\frac{1}{8}$ رہنا چاہیئے جب ان بالوں کو اس طرح سنواریں گے تو منڈھے سرے سے پکڑ کر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر (6) گھونگھر یالے خط میں تیز سرے کو پھیر کر دیکھیں کہ کیا بالوں کے سروں میں تیزی اور لچک کے ساتھ یکسانیت آگئی ہے۔ اگر لچک نہیں آگئی ہے تو سمجھ لیجیے کہ ان بالوں میں نرم اور چھوٹی لمبائی کا پشم موجود ہے اس لئے سوئی سے پھر کنگھی کریں تاکہ موجودہ پشم باہر نکل کر لچک پیدا ہو۔ اگر لچک ہے لیکن بالوں کے سرے میں ایک ساتھ پھیرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ تو سمجھ لیجیئے کہ اس سرے کے جانب منڈے سرے والے بال آگئے ہیں۔ اُن کا کھوج لگا کر باہر نکال دیں اور تیز سرے کے ساتھ ملا کر رکھدیں۔ اگر ان کے کسی سرے میں تیزی نہیں ہے تو باہر پھینک دیں۔ اگر قلم کے سرے میں تیزی نہیں آئی ہے تو اس صورت میں بھی یہی منڈے سرے والے بال آگئے ہیں ان کو نکال کر بالوں کو پھر بتدریج سنواریں اور دیکھیں گھونگھر والے خط پر لچک تیزی اور باریکی کے ساتھ خط پھیرتا ہے؟ اگر نہیں پھیرتا ہے تو متذکرہ نقائص کو دُور کر کے کشمیری ریشم (جو کیڑوں خول سے اُٹھایا جاتا ہے) کی باریک دو تاروں کو ملا کر تیز سرے سے اُوپر نصف انچ پر گانٹھ لگائیں۔ اس طرح دو گانٹھیں ریشمی تار کے ایک ساتھ کس کر لگانی چاہیں اور باقی بچی ہوئی تار کو بتدریج منڈے ہوئے سرے کی جانب لپیٹ کریں۔ اس تار کا پہلا سرا اور دوسرا سرا بالوں کے



منڈے ہوئے سرے پر بند کردیں۔ پر + گز۔ یہ
پر گز بطخ کے بازؤں کے ساتھ بال کی صورت میں وابستہ ہوتا ہے گز گھریلو بطخوں
ہنسوں اور اُڑتے والے قازوں کے چھوٹے بڑے حسب ضرورت استعمال کئے
جاتے ہیں۔ گز چھوٹے بڑے پروں کا وہ حصّہ
جو بطخ کے پر کے ساتھ سفید رنگ کا بغیر پشم کے نچلے سرے کی جانب اندر سے
کھوکھلا ہوتا ہے اسی کو گز کہتے ہیں۔ یہ گز پُولوں کو بند کرنے کی خاطر ہولڈر
کی طرح بستہ کا کام دیتا ہے۔ اس قسم کے گز بطخ کو حلال کرنے کے بعد نکال کر
موجود رکھے جاتے ہیں اور وقت ضرورت جو کوئی مُناسب نظر آئے استعمال
کیا جاتا ہے۔ یہ گز ملیے سیدھے اور پوری طرح کھوکھلے ہوتے چاہئیں۔ جن
گزوں کے یہ تینوں صفات ہوں۔ ان کو پر کی پشم شروع ہونے کی جگہ پر
تیز استرے سے کاٹنا چاہیے اور اندر کے ہلکے گودے کو نکال کر صاف کرنا
چاہیے۔ باریک موقلموں کے بطخ کے پروں کے علاوہ کبوتروں کے گز بھی استعمال
کئے جاتے ہیں کیوں کہ وہ بھی کھوکھلے اور سیدھے ہوتے ہیں۔ لیکن ملیے اور
موٹے قطر کے نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پروں کے گز چھوٹے قطر والے قلموں
کو بستہ کی صورت میں بند کرنے کے لئے استعمال میں لاتے ہیں۔ جو قلم کا پُولا
تیار کیا گیا اس کے لئے جو گز درکار ہے۔ وہ متذکرہ باتوں کو پیش نظر رکھ کر
ہی حاصل کرنا ہے اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس گز کا قطر اندر اندر قلم کی
موٹائی کے برابر ہے یا نہیں اگر اس کا قطر کم ہوگا تو اس میں قلم نہیں سما سکے گا
اگر قطر زیادہ ہے تو اس میں قلم رکھ کر ہل جائے گا۔ اس لئے اندازے سے
صحیح فیصلہ کر کے قلم کی موٹائی کے قطر کا اُٹھانا ہے



اور قلم کے گانٹھ کی جگہ جو قطر ہے اس کے برابر گز کا سرا اُسترے سے کاٹیں۔



اس طرح گزوں میں دونوں طرف سُوراخ ہو جاتا
ہے۔ کسی پتلی سلائی سے بیچ کا میل باہر نکالیں گے۔

اور بڑے سوراخ کی جانب قلم کی نوک کو سیدھی
صورت میں گز میں آہستہ آہستہ (یہ جانچتے ہوئے کہ گز کا قطر کم اور قلم
کی موٹائی زیادہ نہیں) داخل کریں گے۔ جب تک کہ قلم کا ریشمی گانٹھ گز کے
سرے تک پہنچ جائے۔ بلکہ یہ گانٹھ نوک کے اندر ہی چھپی رہے (اگر گز کا قطر
کم ہو اور قلم کا موٹا یا سرے کو کاٹنے سے قطر بڑھ گیا ہے۔ تو دوسرے گز
میں بند کریں۔ کوشش کے ساتھ پہلے ہی ایسے گز کو استعمال کریں جو اس قلم
کے پولے کو مضبوطی کے ساتھ بند دھار کھے۔ ورنہ گزوں سے نکالنا پھر بند کرنا
قلم کے بنانے والی محنت کو ضایع کر دیتا ہے (اس لئے احتیاط کریں) اس طرح قلم
کا پولا گز کے ساتھ والبتہ رہتا ہے۔
اس گز اور پولے کی لمبائی زیادہ سے زیادہ ڈھائی انچ ہو جاتی ہے جو کہ کام
کرنے کے وقت ہاتھ میں نہیں آتی ہے۔ اس لئے اس کے واسطے کسی مضبوط اور
پتلی شاخ کا دستہ بنا دیں۔ اس دستے کی لمبائی $4\frac{1}{2}$ انچ سے زیادہ اور
$3\frac{1}{2}$ انچ سے کم نہیں رکھنی چاہیئے۔ اس کا ایک سرا گز کے پچھلے سرے کے قطر کے
برابر موٹائی کا رکھ دیں۔ اور دوسرا سرا تیز نوک دار بنائیں۔ تاکہ موٹے سرے
کی جانب گز کے بچے ہوئے سوراخ میں والبتہ رہے۔ اس طرح یہ مو قلم کام
میں استعمال کے لئے تیار ہے۔ کشمیری نقاش کسی چیز کو انجام تک پہنچانے میں
صرف دو قسم کے قلموں کا استعمال کرتا ہے۔ ایک کوچی جس کی بناوٹ کا
تذکرہ پہلے صفحوں میں کیا گیا ہے۔ جو رنگ لیپنے پر استعمال کرتا ہے۔ دوسرا
یہی مو قلم جو ہم نے ابھی تیار کیا ہے۔ البتہ چیز پر استر کاری یا رنگ
آمیزی کرنے کے وقت اسی طرح کا بنایا ہوا قلم جو پرداز وغیرہ کیلئے استعمال
کیا گیا ہو (جس سے اس قلم کی نوک گھل جاتی ہے اور تیز و باریک لکیریں ڈالنے
کے قابل نہیں رہا ہو) استعمال کیا جاتا ہے۔ قطروں کے لحاظ سے ان قلموں کے

درجے زیادہ نہیں رکھے جاتے۔ صرف تین درجوں کے قطروں والے $\frac{1}{6}''$، $\frac{1}{8}''$، $\frac{1}{12}''$ بنائے جاتے ہیں۔ $\frac{1}{8}''$ قطر والا قلم ہر قسم کا کام دیتا ہے۔ $\frac{1}{12}''$ قطر والا قلم خاص وقتوں پر سیاہی تحریر اور طلائی تحریر دینے کے کام آتا ہے۔ $\frac{1}{6}''$ قطر والا موٹی کاموں یعنی استر کاری یا رنگ آمیزی کر کے پھولوں پر مایہ دینے کے کام آتا ہے۔ $\frac{1}{8}''$ قطر والے قلم سے ہم ہر چیز کی سطح پر خاکہ کشی کرتے ہیں۔ اسی قطر کا پرانا قلم موجود ہو (جس کا نوک گھُلا ہو) تو اسے خاکہ کشی کے مطابق استر کاری اور رنگ آمیزی کرتے ہیں اور اس قلم کو محفوظ رکھتے ہیں۔ $\frac{1}{6}''$ قطر والے قلم سے رنگ آمیزی شدہ پر مایہ لیپتے ہیں۔ جس کے خشک ہونے پر بیئے بنائے ہوئے $\frac{1}{8}''$ قطر والے قلم سے پھولوں یا تصویروں کی برگ کشائی اور چہرہ کشائی کرنے کے بعد۔ اسی قلم سے پھولوں کی پنکھڑیاں اور تصویروں پر (شیڈنگ) پرداز بھی کیا جاتا ہے۔ ہر برگ و کاہ کو مکمل کر کے اس چیز پر روغن لیپا جاتا ہے۔ خشک ہونے کے بعد آب زر سے گل بوٹوں کو نمایاں کرتے ہیں۔ باقی بچی ہوئی زمین کو مطلا بنانے کے لئے $\frac{1}{12}''$ قطر والا باریک قلم استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر اس وقت ایسا قلم مہیّا نہ ہو تو اسی $\frac{1}{8}''$ قطر والے قلم سے یہ کام انجام دیا جاتا ہے۔ منقشی پر پرداز کرنے سے قلم کی نوک جلدی گھس جاتی ہے۔ کیوں کہ پیپر میشی میں بھی کام زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ قدرتی طور پر اس کام کو انجام دینے والے اوزار بھی زیادہ استعمال ہوں گے۔ نوک گھس جانے کے بعد یہ قلم کئی کام دیتے ہیں لیکن (دیکھو) پرداز دینے کے لئے دوسرا بنانا پڑتا ہے۔ اسی طرح متواتر کام کرنے سے نقاش کے پاس بہت سے قلم جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن کسی نقاش کے پاس پانچ آٹھ قلموں سے زیادہ ایک وقت موجود نہیں رہتے کیونکہ ہر ایک نقاش قلم بنانا نہیں جانتا ہے۔ اکثر اوقات نوک گھسی ہوئی قلم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے نقاش ایک دوسرے کی معاونت کرتے

ہیں۔ ہر کوئی کام کرنے کے بعد قلم کا دھونا ضروری ہے۔ اگر نہ دھویا جائے تو اس کی نوک سوکھنے کے بعد خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے قلموں کو دھو کر کشادہ ڈبہ میں بند رکھنا چاہیئے۔ اس ڈبہ کی لمبائی قلموں کی لمبائی سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ ہر وقت استعمال کے تعداد سے زائد قلم اپنے پاس تیار کر کے خالی پر گزوں کے ڈھکن کرتے کے علاوہ بلیوں کے دم پر گز۔ ریشمی تار اپنے پاس رکھتے چاہیں تاکہ بوقت ضرورت کام دیں۔ آج کل مشین کے تیار شدہ سیبل ہیئر برش (SABLE HAIR BRUSH) استر کاری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایسے برشوں سے کوئی دوسرا کام نہیں ہو سکتا ہے بازار میں یہ برش نمبروں کے لحاظ سے ملتے ہیں جب کہ استر کاری کے لئے چار پانچ نمبر والے استعمال کر سکتے ہیں۔

خاکہ اور طرح

خیالات کا اظہار ڈرائینگ کے ذریعہ تین طریقوں سے کیا جاتا ہے

(۱) میموری ڈرائینگ۔ کسی دیکھی ہوئی چیز کا قوت یادداشت سے دستی خاکہ کھینچنے کو میموری ڈرائینگ کہتے ہیں۔ ایسی خاکہ کشی کرنے کا انحصار دو باتوں پر ہوتا ہے۔ انسان کے ذہن اور قوت یادداشت بالکل تیز ہوتے چاہیں۔ پھر دیکھی ہوئی چیز کا خاکہ دستی بلا مشاہدہ کے بنا سکتا ہے۔ ورنہ یادداشتی خاکہ کشی تبھی کر سکتا ہے جبکہ روزمرہ چیزوں کی خاکہ کشی کو دُھراتا رہے گا تاکہ ہاتھ اور ذہن تجربہ کار بن جائے اور وقت ضرورت بلا مشاہدہ دستی خاکہ کشی کر سکے گا۔

پیرملیشی نقاشی میں اس یادداشتی خاکہ کشی کو بہت ہی اہمیت ہے اس لئے

خصوصاً پھول بوٹوں کے خاکوں اور منظروں کا بغور مطالعہ کیا کریں اور ان کے نقوش دل پر کندہ کیا کریں۔ تاکہ وقت ضرورت (خود بخود خیال آنے پر) خاکہ کشی کیا کریں۔

۲۔ ایکس پرشنل ڈرائینگ: خاکوں اور تصویروں کے ذریعہ کسی کہانی کا اظہار خیال کرنا ایکس پرشنل، ڈرائینگ کہلاتا ہے۔ مثلاً: لڑکا درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ دھوبی کپڑے دھوتا ہے۔ لڑکے امتحان دے رہے ہیں وغیرہ۔ یہ تمام حالات جب ہم بجائے تحریر میں لاتے کے لڑکے کو درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے خاکہ بنا کر دکھائیں تو ایکس پرشنل ڈرائینگ کہلائے گا۔ لیکن یہ کہانیاں تصویروں میں تبھی دکھائی جا سکتی ہیں جب کہ ایسا کرنے والے کا ذہن خاکہ کشی کی مشقیں کرتے کرتے اس قابل بنا ہو ورنہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ایسا کرنا اس کی یادداشتی خاکہ کشی کے تجربوں پر منحصر ہے۔ اس لئے ہر کسی چیز کا تصویر اپنی نگاہوں میں رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ کنونشنل ڈرائینگ: مختلف چیزوں کو دماغ میں سما کر کسی قاعدے اور طریقے سے تصویریں کھینچی جاتی ہیں۔ جیسے: پہاڑ۔ نالہ۔ درخت۔ انسان۔ حیوان وغیرہ کو اپنی مرضی کے مطابق مختلف طریقوں سے ترتیب دی جاتی ہے تو وہ خوب صورت تصویر بن جاتی ہے۔ اسی طرح مختلف پھولوں اور پتوں کو ذہنی قوت کے ذریعہ منتخب کر کے طریقہ سے ترتیب دی جائے تو خوب صورت بیل یا گل دستہ بن جائے گا۔ اس طریقہ کے ڈرائینگ کو کنونشنل ڈرائینگ کہتے ہیں۔ ایسی ڈرائینگ کے ذریعہ جو کوئی تصویر تیار ہو جائے گی۔ تو ایسی تصویر (ڈیزائن) (DESIGN) کہلاتی ہے۔ ڈیزائن "طرح" سے یہی مطلب ہے: کہ ترتیب اور طریقہ سے کسی خاکہ کو بنایا جائے۔ طرح (ڈیزائن) کی ابتدائی ترتیب حدود کا مقرر کرنا ہے۔ جیسے: مستطیل۔ مربع۔ دائرہ اور لمبوتری شکلوں میں مجملاً یا واحداً متعدد پھولوں وغیرہ کو طریقہ سے مختلف بیلوں سے وابستہ کر کے

ڈیزاین تیار ہوتا ہے۔

جیسا کہ کتاب کے پہلے حصہ میں دائروں، مستطیلوں، مربعوں، نصف دائروں اور کونوں کو واحداً اور یکجا کر کے پھولوں سے آراستہ کرتا دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح پیپر میشی کی چیزوں پر حدوں کے اندر گل بوٹوں۔ حیوانوں۔ چرندوں۔ پرندوں اور انسانوں کی شکلوں کو مختلف ترکیبوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ یہ آراستگی ڈیزاین کہلاتی ہے اور انہی اشکال کی سجاوٹی ترکیبیں تبدیل کرنے سے ڈیزاین میں تبدیلی آتی ہے۔ فنی اصطلاح میں ڈیزائن کو "طرح" کہتے ہیں۔ ڈیزائنوں یا "طرحوں" کے خاکوں کی بناوٹی ترکیبوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔ مصرفہ۔ مقلوب۔ مسجع۔ منقولہ۔

1۔ مصرفہ (ALL OVER DESIGN): اس قسم کے طرح کا خاکہ پورے حدود میں ابتدا سے انجام تک بنانا پڑتا ہے۔ اس طرح کے خاکہ کی بناوٹ کسی بند یا پیوند سے نہیں کی جاتی ہے بلکہ ذہنی وسعتوں کے زیر اثر آزاد، دستی کے انداز پر کپڑے کاغذ یا کسی اور چیز پر بنایا جاتا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اس قسم کا طرح کسی خاص چیز کے حدود کے مطابق بنا کر اوپر نیچے یا دائیں بائیں لے جوڑ مکمل کیا جاتا ہے۔ مروجہ طروح میں سے یہ تمام شبیہہ اور گل ولایت طرح پر لاگو ہوتا ہے۔

2۔ مقلوب (RUNNING DESIGN): اس قسم کے طرح کا خاکہ متعدد پھولوں یا دیگر اشیاء کے عکسوں کو غیر محدود حصہ میں جمع بند کر کے کسی معینّہ حد پر ضرورت کے مطابق متعدد بار خاکہ کشی کرتے ہوئے کہیں کم کہیں زیادہ کانٹ چھانٹ کر کے بنایا جاتا ہے۔ مگر اس ترکیب سے طرح کی نوعیت بگڑتی نہیں۔ کسی چیز پر عملی شکل دینے کی خاطر کسی جدول کے ذریعہ خاکہ کشی کرنے کی بجائے آغاز کو انجام کے ساتھ ملانے سے چیز کی حدود میں مکمل کیا جاتا ہے۔ ایسی ترکیب سے بنائے ہوئے طرح کو مقلوب کہتے ہیں اور کشمیری

اصطلاح میں (ژنیلہ وَن " (دَوڑتا ہوا طرح کہتے ہیں) مروجہ طروح میں سے یہ نام "ہزارہ" طرح پر لاگو ہوتا ہے۔ مسجع (REPEATABLE) : اس طرح کا خاکہ حد مقررہ کے کسی حصہ میں بنا کر مقابلتاً کھینچا جاتا ہے۔ جس چیز پر اس طریقہ پر خاکہ کھینچنا مطلوب ہو۔ ناپ طول کر کے آٹھ یا چار حصوں میں (جیساکہ حدود ہو) حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ میں بند یا جواب دار بنا کر مقابلتاً ہر حصہ میں علی الترتیب کھینچا جاتا ہے۔ اس ترتیب سے ہر طرح ہم وزن اور ہم قافیہ بن کر مسجع کہلاتا ہے۔ مروجہ طروح میں دور دار اور شال طرح پر یہ نام لاگو ہوتا ہے۔

منقولہ MOSAIC : اس طرح کا خاکہ حد مقرّرہ کو تقسیم کر کے متعدد نقشوں کے ساتھ ایک جگہ کے خاکہ کو دوسری جگہ نقل کر کے چیز کے تقسیم شدہ حصوں میں کہیں مقابلہ کہیں جواب دار بندوں میں خاکہ کشی کر کے مجملاً ہم وزن اور ہم قافیہ بنایا جاتا ہے۔ غرض اس طرح کو متعدد حصّوں میں مختلف ترکیبوں سے بیل بوٹوں کے خاکے آراستہ کئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ سے بنے ہوئے طرح کو "طرح منقولہ" کہتے ہیں۔ مروجہ طروح میں سے یہ نام "بھاگئی دار" طرحوں پر لاگو ہوتا ہے۔

ہر کسی ترکیب سے بنائے جاتے والے طرحوں کے گل بوٹے نزدیک نزدیک یا دُور دُور فاصلوں پر آراستہ کر کے طرح کہلاتے ہیں لیکن گل بوٹوں کو ایک دُوسرے کے نزدیک آراستہ کر کے طرح ایک نوعیت کا بنتا ہے اور ان ہی گل بوٹوں کو دُور دُور آراستہ کر کے یہی طرح دوسری نوعیت کا بنتا ہے۔ اس لئے ہر ایک طرح بصورت "منشعب[1]" یا بصورت "منقبض[2]" عیاں ہوتا ہے۔

۱۔ منشعب : جس طرح کے گل بوٹے دُور دُور فاصلوں پر پھیلا کے یا بکھرا کر آراستہ کئے گئے ہوں، چاہے اس کے مکمل کرنے میں کوئی بھی ترکیب عمل میں لائی گئی ہو منشعب کہلاتا ہے۔ یہ نام بوٹہ دار طرح پر لاگو ہوتا ہے۔

۲۔ منقبض : جس طرح گل بوٹے نزدیک نزدیک تنگ کر کے آراستہ کئے گئے

ہوں۔ چاہے اس کے مکمل کرنے میں کوئی بھی ترکیب عمل میں لائی گئی ہو منقبض کہلاتا ہے۔ ایسا طرح گل اندر گل جیسا ہوتا ہے۔ کوئی بھی طرح جس وضع یا جس ترتیب سے بنایا جائے۔ طرحوں سے تعلق رکھنے والے جان کار گل بوٹوں کے اختلاف، ترتیب اور طرح کی نوعیت پر ضرور غور کرتے ہیں لیکن جملہ عوام کی سطحی طور طرح کی ان باتوں پر غور کرنے کی بجائے دونوں قسم کے پسند کرنے والے ہر ملک میں رہتے ہیں جبکہ ہلکے اور ملائم رنگ بستہ کو پسند کرتے والے اکثر انگریز۔ فرانسیسی۔ چینی۔ ایرانی اور کچھ ہندوستانی ہیں۔ یہ لوگ ہر چیز کے رنگ و روپ کو ہلکے میل ملاپ اور توازن کے ساتھ دکھانے کے قائل ہیں۔ ان کے مقابل کے لوگوں کی پسند بھی اس کے مقابل ہے کیونکہ وہ ایسا کوئی چیز نہیں چاہتے ہیں جس کے رنگ و رُوپ نقش و نگار نمایاں نہ ہوں کیونکہ وہ کشش کے قایل ہیں۔ ایسی صورتوں کے پیش نظر ایک نقاش یا مصوّر کو چاہیئے کہ وہ ہر قسم کے رنگ بستوں میں طرحوں کو تیار کیا کریں۔ بلکہ کوئی چیز تیار کرتے سے پہلے معلوم کریں کہ چیز خریدنے والے کی پسند کیا ہے؟ کیا وہ تیز اور روشن رنگوں والی چیز پسند کرتا ہے یا ملائم رنگ بستہ کی چیز پسند کرتا ہے۔ اسی طرح طرحوں کے خاکوں کی پسند کو معلوم کرنا چاہیئے کیا منشعب پسند کرتا ہے یا منقبض! ایسا کرتے سے ایک خریدار کی منشا کے مطابق چیز بنتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اپنی محنت اسی رجحان کے تحت کی جاتی ہے۔ جب کہ نقاش کے زیر نظر کسی پسند کا خریدار نہیں ہوتا تو وہ ہر پسند کی چیز تیار کرتا ہے۔ کسی ایک پسند کی چیز تیار کرنے کے لئے ابتداء سے سوچ سمجھ کر کام کرنا ضروری ہے۔ خاکہ کشی کرتے وقت طرح کو کسی خاص طریقہ کے تحت بنانا چاہیئے۔ اگر منشعب قسم کا بنانا ہو تو درمیان بناوٹ اس اصول کو بھولنا نہیں چاہیئے۔ جس سے ابتداء میں طرح کا خاکہ پھیلا ہوا بنا کر درمیان میں سکڑا ہوا اور انجام پر وہی ابتدائی صورت پیدا کرے گا تو اس طرح سے خاکہ بھدا سا دکھائی دے گا۔ محنت کر کے ایسے طرح کو کوئی جانکار نہیں خریدے گا۔

اسی طرح طرح کی رنگ آمیزی کرتے وقت رنگوں کے توازن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ توازن سے یہی مطلب ہے کہ طرح کے ہر ایک حصّہ میں ہر رنگ برابر استعمال کیا جائے اور رنگوں کی جھلکیں یکساں ہونی چاہئیں۔ طرح کا خاکہ تیار کرتے وقت بھی گل بوٹوں کے تقسیم پر توازن قایم رکھنا چاہیے۔ ورنہ کہیں بڑے اور کہیں چھوٹے بوٹے بنانے سے سارے طرح کی صورت بھدی دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح اصولوں کے تحت کام کرنے والا انسان فائدہ میں رہتا ہے۔

اس کتاب میں جن گل بوٹوں کے خاکے یا نقشے دکھائے گئے ہیں۔ یکسر کرکے یا جُدا جُدا مختلف بیلوں پر آراستہ کرکے متذکرہ طریقوں اور ترکیبوں کے تحت طرحیں بنائی جا سکتی ہیں۔

طرح کی خاکہ کشی

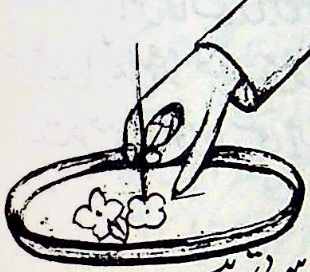
اگلے صفحوں میں بتایا گیا ہے کہ ساختہ تیار کرکے اس پر گچ لپائی گھسائی اور سریرہ چسپائی کے بعد کوچی سے مطلوبہ رنگ لپائی کرتے ہیں۔ یہ رنگ لپائی اس چیز پر عموماً تین بار اور خصوصاً چار بار کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی وقت سفید رنگ زیادہ پتلا ہوتا ہے جس کی لپائی سے چیز کی سطح چوتھی بار کرنیکے بعد ہی روغن کے قابل بنتی ہے۔ جبکہ لپائی کم ہونے پر سطحی رنگ روغن کے قابل نہیں بنتا۔ بلکہ کم رنگ والی چیز پر روغن کرکے داغ دھبوں والی بنتی ہے۔ اسلئے رنگ لپائی کرتے وقت ایسی باتوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ جب کہ کوئی چیز رنگ لپائی کرکے صاف سطح والی بنتی ہے۔ تو اس پر نقاش اپنی قوت یاداشت سے کسی ایک طرح کی خاکہ کشی کرتا ہے۔ طرحوں کی وضاحت کرتے ہوئے ترتیب خاکہ کشی واضح کی گئی ہے۔ پھر بھی ہم تجربہ کے طور پر ایک گول شدہ والے بکس

پر گل ولایت طرح کی خاکہ کشی کریں گے :-

رنگ لپائی کی ہوئی چیزوں کو داغ دھبوں سے بچانے کے لئے ہاتھوں سے پکڑنے اور ان پر کام کرنے کے خاص طریقے مقرر ہیں۔ جن کو استعمال میں لانے

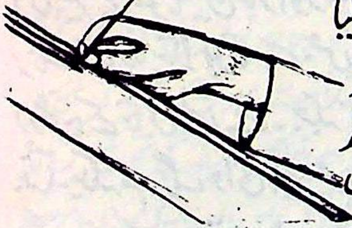


سے ہر ایک چیز ابتداء سے تکمیل تک صاف رہتی ہے بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیوں سے چیز کی تلہٹی اور انگوٹھے کے ناخن سے چیز کے ڈھکنے والا کنارہ تھامتے ہیں۔ اس طرح چیز پر کام کرنے کی خاطر داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے سرے کو

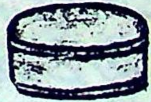


چیز کی سطح پر رکھ کر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے قلم کو پکڑتے ہوئے خاکہ کشی یا دوسرا کام کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے داہنا ہاتھ پرکار کے موافق چلتا ہے۔ جیسے چھوٹی انگلی کا سرا پرکار کے ایک بازو کی نوک اور موقلم کا سرا دوسرے بازو کی نوک ہوتی ہے۔

نقاش کا قلم ہر وقت عمودی صورت میں رہنا چاہیئے کیونکہ جتنا ترچھا قلم پکڑا جائے گا۔ قلم کی نوک سے خطوط اتنے ہی موٹے پڑ جائیں گے۔ اس لئے ہر باریک لکیر ڈالنے کے وقت قلم کو عمودی صورت میں پکڑنا چاہیئے اور ہر موٹا خط کھینچنے کے وقت قلم کو ترچھائی میں دبا کر پکڑنا چاہیے۔ چیزوں کے کناروں کے متوازی خطوط کھینچنے کے لئے چپٹی وغیرہ کا استعمال نہیں کیا

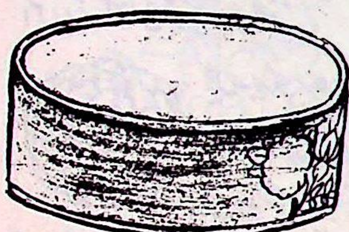


جاتا ہے۔ بلکہ درمیانی انگلی کو سطح کے اوپر دو انگلیوں کو گھیرا۔ یا تلہٹی کی سطحوں کے ساتھ ساتھ چلا کر خط کشی کی جاتی ہے۔ گھیرا دار چیزوں کو طرحوں کی حدود مقرر کرنے کی خاطر تین خطوط کھینچنے پڑتے ہیں۔ ایک تلہٹی

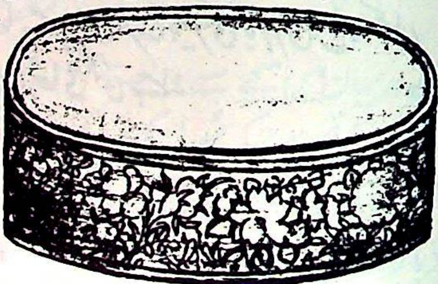


کے کنارے پر دوسرا گھیرا کے ڈھکنے کے ساتھ والے کنارے پر تیسرا ڈھکنے کی چپٹی سطح والے کنارے پر۔ یہ تینوں خطوط دوہرے

متوازی دینے پڑتے ہیں۔ کیونکہ ہر چیز کے کنارے ½2" موٹائی والے خطوں سے محدود کئے جاتے ہیں۔ اس خط کو فنی اصطلاح میں "توسمہ" کہتے ہیں۔ کم حجم والی چیزوں کے کناروں پر اتنی موٹائی والے خطوط نہیں لگائے جاتے۔ ایسے چیزوں پر صرف مو قلم کی نوک سے صرف ایک خط ڈالا جاتا ہے جس سے طرح کے لئے حد تعین ہو جاتی ہے۔ گل ولایت طرح کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اسی طرح کے بیل بوٹوں کو چیزوں کی لمبائیوں اور چوڑائیوں کے مطابق تعداد میں کمی یا زیادتی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ان بیل بوٹوں کو چیزوں کی اونچائی کم ہوتے کے باعث شاخوں کی لمبائی کم ہو جاتی ہے۔ اگر چیز بالکل چھوٹی ہو تو گل بوٹوں کو بھی اندازاً جدول کے مطابق چھوٹا کیا جاتا ہے۔ گل ولایت طرح کا پہلا بوٹا گلاب مانا جاتا ہے۔ اسی لئے اسی کو ہر چیز پر پہلے کھینچنا چاہیے۔ اس کے بعد علی الترتیب سیب۔ رعنا۔ بہی یا بادام کے بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ جبکہ چیز کی سطحی لمبائی زیادہ ہو تو

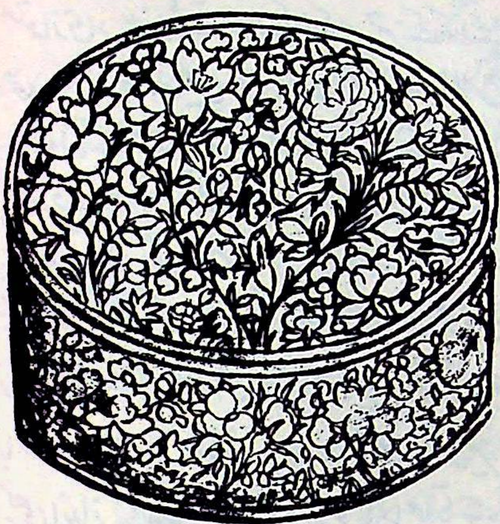


تو شفتالو بوٹے کے بعد فندق کا بوٹا بنایا جاتا ہے۔ اگر اور کچھ جگہ بچ جاتی ہے تو پھر گلاب کے بوٹے سے شروع کرتے ہیں۔ یہی ترتیب چیز کی گھیرے والی سطح پر دی جاتی ہے۔ اسی طرح گھبا کا خاکہ مکمل کرکے ڈھکنے کا خاکہ مکمل کرتے ہیں۔ باقی رنگ آمیزی اور پرداز وغیرہ

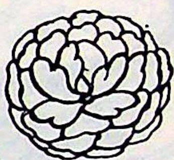


آگے نمونہ پلیٹ پر دکھایا گیا ہے۔

خاکہ کشی کرنے کے بعد پھولوں کو خاکہ کے مطابق رنگ آمیزی کی جاتی ہے۔ اگر چیز کا زمین رنگ سیاہ ہو تو تمام پھولوں کو پہلے سفید رنگ سے بھرا جاتا ہے جس کو "استر" کہتے ہیں۔ استر کے بعد ہر پھول کو اپنے اپنے رنگ



ہیں دکھاتے ہیں۔ یہ رنگ آمیزی ختم کر کے ہر پھول پر سریش مایہ (نرم مو قلم) سے پھیرا جاتا ہے۔ خشک ہونے کے بعد ہر پھول کی برگ کشائی کی جاتی ہے۔ مروّجہ پھولوں کی برگ کشائی اگلے صفحوں میں دکھائی گئی ہے مثلاً گلاب رنگ بستہ شدہ پھولوں کی اس برگ کشائی کو تحریرہ کہتے



ہیں۔ یہ تحریرہ دینے کے بعد ہر برگ کو پھول کے رنگ سے متعلق ابتدائی رنگ کی باریک لکیروں سے چھایا



اور روشنی پیدا کی جاتی ہے۔ ان باریک لکیروں کو "رُنگھ پرداژہ" کہتے ہیں۔ اس کو ختم کرنے کے بعد پھولوں کا رُخ دکھایا جاتا ہے۔ کناروں کی خط کشی وغیرہ کے بعد منقشی پر روغن لیا جاتا ہے۔ اس طرح چیز کی باہری سطح مکمل ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ آگے متعدد پلیٹوں پر دکھائی گئی ہے۔

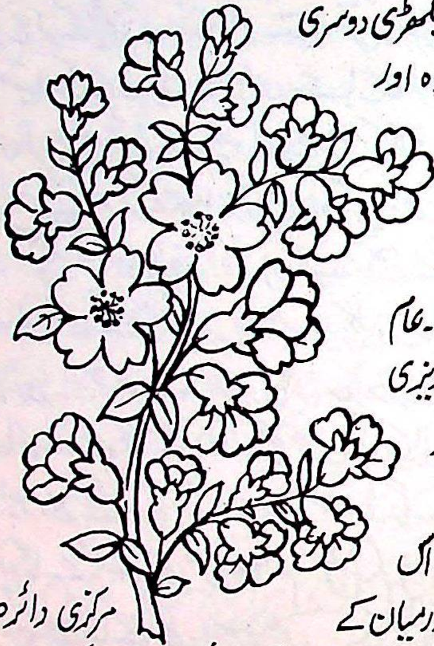
روایتی طرز کے

پھول بوٹوں کے خاکے

کتاب کے پہلے حصّہ میں بہت سے پھولوں کے خاکے دکھائے گئے ہیں۔ ان میں تین پنکھڑیوں

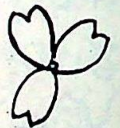
ملہ رُنگھ پرتازہ کشمیری اصطلاح کا صحیح لفظ "پرداز" ہے۔ چونکہ روشنی اور چھایا لکیروں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس لئے ریکھاؤں کو رِنگھ اور پرداز کا بگڑا لفظ پرتازہ ہو گیا ہے۔

سے لے کر آٹھ پنکھڑیوں والے پھول مختلف شکلوں اور صورتوں کے ہیں جیسے۔ یہی سمجھ میں آتا ہے کہ پھولوں کی پنکھڑیاں شکلوں کے لحاظ سے زیادہ تعداد کی نہیں۔ البتہ معمولی تبدیلیوں سے ایک پنکھڑی دوسری



مرکزی دائرہ

شکل میں تبدیل کر کے پنکھڑیوں کو زیادہ اور کم تعداد میں ایک مرکز پر وابستہ رکھنے سے مختلف شکلوں کے پھولوں کے خاکے بن جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ پھول بادام کا شگوفہ ہے۔ عام طور پر اس کا نام گل بادام ہے۔ انگریزی میں بادام کو (ALMOND) المنڈ کہتے ہیں اور کھلے ہوئے پھول کو (BLOSSOM) بلوزم کہتے ہیں۔ اس



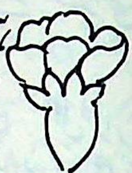
پھول کی تین پنکھڑیاں درمیان کے سے وابستہ ہیں اور دو پنکھڑیاں دائیں بائیں دو دو پنکھڑیوں کے درمیان میں نیچے سے وابستہ ہیں۔ اس طرح ان پنکھڑیوں کی پوری شکل نظر نہیں آتی ہے۔ جبکہ پھول کی ہر پنکھڑی ایک ہی شکل میں ہے۔ اسی طرح دائرہ نما پھولوں کی پنکھڑیاں ایک ہی شکل میں ہونے کے باوجود بعض ہوا کے دباؤ سے ٹہنی کے جھکاؤ سے یہ پنکھڑیاں الٹی سیدھی صورتوں میں رہ کر پھول کی شکل تبدیل ہوتی ہے۔ ہر پنکھڑی کا مرکزی سرا (جو گھاس کے چھوٹے پیالہ



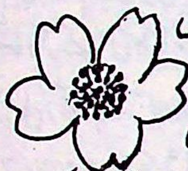
جیسے موسلی میں وابستہ ہوتا ہے۔ ذرا لمبا ہوتا ہے۔ تاکہ موسلی میں وابستہ رہے جبکہ پھول ادھ کھلا ہوتا ہے اس کی شکل دائیں یا بائیں طرف کو رخ رکھتی ہوئی زاویہ کی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح ہماری نظر کے سامنے پھول کی



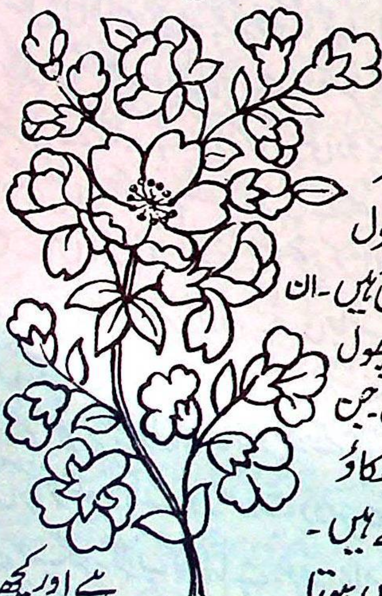
پلیٹھ ہوتی ہے۔ جب اس وقت اس پھول کی شکل رُخ کی
مانند نہیں ہوتی۔ بِہی پھول ہماری نظر سے داہنی طرف
رُخ کر کے ٹہنی کے ساتھ وابستہ ہو تو دوسری شکل
اختیار کی ہوتی ہے۔ یہی صورت بائیں طرف رُخ والے پھول کی ہوتی ہے۔
اسی طرح کسی ٹہنی پر یہ پھول نیچے زمین کی طرف رُخ
کر کے جھکا ہوتا ہے اور کسی وقت آسمان
کی طرف رُخ ہوتا ہے۔ اس لئے کسی بوٹے کا خاکہ بنانے سے پہلے
پھولوں کے جھکاؤ ٹہنیوں کا ہیر پھیر کلیوں اور پھولوں کی پنکھڑیوں کو ہوا
کے زور سے شکلوں اور صورتوں میں پیدا شدہ تبدیلیاں زیرِ غور رکھنی چاہیں۔
ایسا کرنے سے کوئی بھی خاکہ صحیح کھینچا جا سکتا ہے۔ اس پھول کا رنگ سفید
اور "پرداز" ہلکے سرخ رنگ سے (شیڈ رنگ) ہوتی ہے اور رج سیاہ رنگ
کا ہوتا ہے۔ کشمیری میں بادام کا کوئی الگ نام نہیں۔ +
جو خاکہ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں "بِہی" پھولوں کی
چند صورتوں کو یکجا کر کے دکھایا گیا ہے تاکہ
ہم سبھی صورتوں کے خاکے بنا سکیں۔ "بِہی" درخت
کے اس شاخ پر پھول شگوفے اور کونپلیں مختلف
صورتوں میں وابستہ ہیں۔ "بِہی" قسم کے سبب
کو انگریزی میں کوئنس (QUINCE)
کہتے ہیں۔ اس پھول کی
پنکھڑیاں اکثر دیوار کی طرح
کھڑی رہتی ہیں اور پانچوں ایک ساتھ کھڑی رہ کر کپاسا
بن جاتا ہے۔ اکثر اسی صورت میں اس کی پنکھڑیاں گر جاتی ہیں۔ ہر ایک پھول
کی پانچ انکھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کی کلیوں کی پنکھڑیاں بھی کپا کی صورت میں



ہی کھلتی ہیں۔ پوری طرح کھل جانے پر قطر اور گہرائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ کسی پھول کی پنکھڑیاں کبھی کبھار ہوا کے دباؤ سے چپٹی صورت اختیار کرتی ہیں۔ اس وقت اس پھول کی شکل تبدیل



ہو جاتی ہے۔ خاکہ کشی کرتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے جبکہ اس پھول کا رنگ سفید اور پرداز بنفشہ رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کا زیرہ[1] سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی خاکہ کشی کرنی آسان ہے کیونکہ ہم نے اس طرح کے پھولوں کے خاکہ کشی کی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان پھولوں کی بیلیں وغیرہ ان سے مختلف ہیں اور وہ پھول علیحدہ علیحدہ صورتوں میں تھے۔ اس لئے چاہیئے کہ اس پھولوں کے مجموعے کو شاخ کے ساتھ اسی طرح وابستہ رکھ کر خاکہ کشی سیکھنے کا تجربہ کریں۔ کشمیر میں بھی کو یُم ژُونٹ' کہتے ہیں + پھولوں کی شاخ شفتالو کے درخت کی ہے۔ اس کے ساتھ کلیاں کونپلیں اور



پھول وابستہ ہیں۔ شفتالو کو انگریزی میں (PEACH) کہتے ہیں۔ اسکی خاکہ کشی کرنی کوئی مشکل بات نہیں۔ کیونکہ پھول اور کلیاں گل بادام سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ پھول کی دو پنکھڑیاں کناروں کی جانب لپٹی ہوئی ہیں۔ ان پنکھڑیوں کا یہ سکڑا پن قدرتی ہے۔ کسی پھول والے درخت میں ہزاروں پھول ہوتے ہیں۔ جن میں سے کئی اوپر کئی نیچے اور کئی ہوا کے جھکاؤ سے ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کوئی پھول پوری طرح شگفتہ نہیں ہوتا ہے اور کچھ پنکھڑیاں پوری طرح ان کھلی اور سکڑی سی ہوتی ہیں۔ اس پھول کا رنگ

---

[1] پھول کے درمیان میں زرد یا سیاہ رج کو فنی اصطلاح میں زیرہ کہا جاتا ہے۔

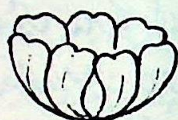
گلابی اور "پرداز" سُرخ سے ہوتی ہے اور اس کا زیرہ سیاہ ہوتا ہے۔ کشمیری
میں شفتالو کو ژُنٹُ کہتے ہیں۔

یہ پھول گل رعنا کہلاتے ہیں۔ ہارٹیکلچر سے تعلق رکھنے والے ماہرین گُل زار
اس قسم کے پھول پودوں کو گلابوں کے ساتھ وابستہ رکھتے ہیں اور گلابوں میں ہی
شمار کر کے اس کا نام بھی روز آف رعنا
فیملی رکھا ہے۔ (ROSE OF RAAINA
FAMILY) کیونکہ شاخ پھول کونپلیں گھاس
پتے تمام گلاب کے پودے کی صورت میں ہیں۔

اس خاکے پر جو پھول اُوپر لے سرے کی جانب
ہے اُس کی پنکھڑیوں کا خاکہ شفتالو پھول سے
ملتا جلتا ہے لیکن اس کی دو پنکھڑیاں جو پوری
شکل میں ظاہر ہیں۔ جوڑی چپٹی ہیں۔ ایک پنکھڑی
کا کنارہ سکڑا اور لپٹا ہوا ہے۔ دُوسرا پھول بھی شفتالو
پھول سے مشابہ ہے اور اس کی نچلی دو پنکھڑیاں سکڑ کر جوڑائی میں کم
رہ گئی ہیں۔ جبکہ نیم شگفتہ کلی بھی کے پھول سے مشابہ ہے۔ گھاس پتے ابتدا سے
بنائے ہیں۔ لہٰذا ان کے خاکے کا تجربہ کرنا آسان ہے۔ اس پھول کا رنگ سُرخ کی
جانب قرمزی مایل سُرخ اور بیٹھ کی جانب سُرخی مایل زرد ہوتا ہے۔ کشمیری
میں بھی اس کو رعنا ہی کہتے ہیں۔ سرینگر کا رعناواری ضلع اس پھول کے لئے مشہور ہے۔

اگلے صفحہ پر پھول کا خاکہ دیکھ کے ہی ہم پہچان سکتے ہیں۔ کیونکہ موسم بہار میں
اس کی خوشبو نزاکت اور صورت دوسرے پھولوں کی نسبت زیادہ دل پسند ہوتی
ہے جب کہ یہ گلاب کہلاتا ہے۔ عرف عام میں گلاب کو پھولوں کا بادشاہ کہتے ہیں
اس پھول کو انگریزی میں روز (ROSE) کہتے ہیں۔ اس کے خاکہ کا باہری خط
دائرہ نما ہوتا ہے۔ پنکھڑیاں کھڑی اور زیادہ تعداد میں ایک دوسرے

کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ ہر ایک پنکھڑی گل بادام کی
پنکھڑی کی صورت میں ذرا لمبی
ہوتی ہے جب کہ ہر پنکھڑی ایستادہ
صورت میں کھل جاتی ہے تو خمیدہ اور
لپٹی ہوئی بن جاتی ہے۔ اس طرح یہ
پنکھڑیاں علی الترتیب مرکز کے
ساتھ وابستہ ہوں تو کیال نما بن

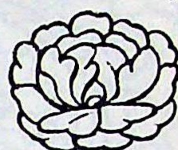


جاتی ہیں۔ ان
کیال نما پنکھڑیوں
کے نیچے ارد گرد
اور پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ جن کے کنارے
بالکل کم دکھائی دیتے ہیں۔ ہر ایک پنکھڑی
کی اصل صورت یہی ہوتی ہے۔ لیکن



اس کی کیال نما صورت اور کناروں کا
لپیٹ جانا اس کو اصلی صورت میں ظاہر نہیں رکھتا اس لئے خاکہ بناتے وقت
درمیان کی کیال نما پنکھڑیوں کے لپٹے اور سکڑے کناروں کی صورت
میں دکھانے سے چلتی نظر میں پنکھڑیوں کا جھمگٹا دکھائی دیتا ہے
جبکہ غور سے دیکھا جائے تو پنکھڑیوں کی شبہہ وصورت سمجھ میں آتی ہے ورنہ
سرسری نظر پنکھڑیوں کی خاکہ کشی نشکل دکھائی دیتی ہے جبکہ گلاب کی ہر پتی گل
بادام کی پتی سے ذرا لمبی ہے۔ چونکہ اس کی تمام پتیاں زیادہ
نازک ہونے کی وجہ سے ہوا کے دباؤ میں آکر دھری اور خمیدہ ہوتی ہیں جیسے
ان پتوں کی (سطحی طور پر) اصلی شکل کے بجائے چمچہ نما دکھائی دیتی ہے جو درمیان
میں کھڑی ہو کر مرکز کے ارد گرد کیال نما بنتی ہیں۔ اس کے بناتے کے لئے گل ہی

کاکیاں نما پھول معین ہے۔  جس کے گرد باقی پتوں کو صرف نصف صورت میں دُھرا کر بنانے سے خاکہ مکمل ہوگا۔ جبکہ اس کی نیم شگفتہ



کلیوں کو کونپلوں اور گھاس پتیوں کے خاکے گل رعنا کے خاکے میں بنائے گئے ہیں۔ صرف گل رعنا کے بجائے گلاب کا خاکہ بنانا ہے جس کے خاطر بہت سے تجربے کرتے جاہئیں۔ کیونکہ یہ گلاب تمام طرحوں میں بہت دفعہ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح یادداشت سے اس کی پنکھڑیاں کھولنے کی صحیح عادت پڑ جاتی ہے۔ کشمیری میں اس کو گلاب ہی کہتے ہیں۔

فندق جنگلی میوہ ہے۔ اس کے پھول کو گل فندق یا گل اورنگ کہتے ہیں۔ یہ پھول زیادہ پنکھڑیوں کا نہیں ہوتا ہے ایک خول



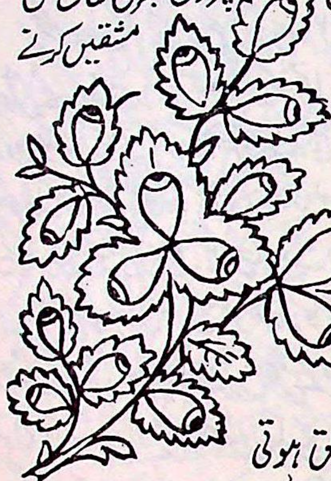
(جیسے نرگس کے درمیان زرد رنگ کا کیاں) دندانے دار گھاس پتے پر ہیرا جیسا جڑا



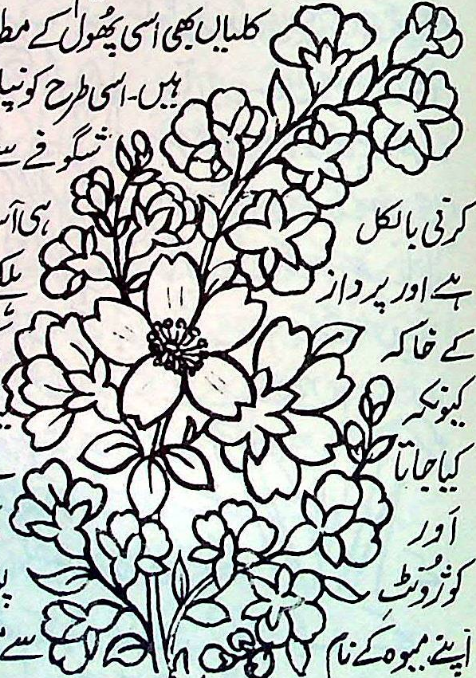
ہوتا ہے۔ قدرت نے ان تین پھولوں اور گھاس پتوں کے سروں کو مثلث کے انداز پر ایک دوسرے سے جڑا ہوتا ہے۔ اس پھول کا میوہ ایک گری ہے جو سخت خول میں تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ پھول ٹیل فلاور نامی (BELL FLOWER) پھول سے مشابہت رکھتا ہے جبکہ اس کا میوہ موسم بہار سے خزاں تک تیار ہو جاتا ہے۔ خزاں میں یہ پھول (جو سخت خول کے اوپر پوست سا ہوتا ہے) مرجھا کر میوہ فندق کے نام سے نمودار ہوتا ہے۔ فندق کا پھول خول جیسا کشمیری میں "گھنٹر" اور اس میں پختہ ہو جانے والی سخت گری یا میوہ "وُرِتی" کہلاتی ہے[1]۔ اس میوہ کا درخت بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے ایک شاخ کا خاکہ طرحوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس پھول کا رنگ سفید اور ہلکے نیلے رنگ سے ہمراز ہوتی ہے۔ اس پھول والے شاخ کا خاکہ بالکل آسان کیونکہ دندانے دار گھاس پتوں کے خاکے بنائے گئے ہیں۔ اس طرح ایک گھاس پتے پر خول

۱؎ اس طرح فنی اصطلاح میں اس پھول کا نام "وُرتی گھنٹر" ہے۔

جیسے پھول دکھائے جا سکتے ہیں۔ ہمارے روایاتی طرحوں میں اس پھول کا زیادہ استعمال ہے۔ اس لئے اس پھول فندق نامی پھولوں بھری شاخ کی خاکہ کشی کو ذہن میں محفوظ کرنے کی خاطر زیادہ مشقیں کرنے کی ضرورت ہے۔



یہ سیب کا شگوفہ ہے۔ سیب کو انگریزی میں ایپل (APPLE) کہتے ہیں۔ اس پھول کی پنکھڑیاں بادام کے پھول سے ملتی ہے فرق آتا ہے کہ یہ ذرا چوڑی ہیں۔ اس کی نیم شگفتہ کلیاں بھی اسی پھول کے مطابق ہوتی ہیں۔ اسی طرح کونپلیں اور گھاس پتیاں بادام کے شگوفے سے ملتی ہیں۔ اس لئے اس کی خاکہ کشی بھی آسان ہے۔ ان پھولوں کا سفید رنگ ہلکے سرخ رنگ سے ہوتی ہے اس پھول کی مشقیں کرکے یادداشت کی جز بنائیں۔ یہ پھول بہت سارے طرحوں میں استعمال ہے چونکہ سیب کو کشمیری میں ژُونٹ اور پھول کو پوش۔ اس طرح اس پھول کو ژُونٹ پوش کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر پھول کو اپنے میوہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔



کرتی بالکل ہے اور پرداز کے خاکہ کیونکہ کیا جاتا اور کو ژُونٹ

زیر درختی زمرہ کی پھول بوٹی جس کا خاکہ اگلے صفحہ پر آیا ہے۔ اس کا نام جعفری ہے۔ انگریزی میں میری گولڈ فیر کراس (MARI GOLD, FIRE CROSS) کہلاتے ہیں۔ یہ پھول شکل کے لحاظ سے عموماً دائرہ کی صورت میں مختلف تعداد کی

پنکھڑیوں کے ہوتے ہیں۔ اس کی ہر پنکھڑی قوسی کنارے
دار ہوتی ہے۔ اس کا رنگ رعنا
کی طرح زردی یا ئل قرمزی
ہوتا ہے۔ نقاش اس کے پھول کو مخملی کہتے ہیں
اردو اصطلاح میں اس کو جعفری کہتے ہیں۔ ایسے
پھولوں کی خاکہ کشی کی مشق کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

ان پھولوں کو کشمیری میں سمبل جیاسنت (HAYCINTH) کہتے ہیں کشمیریوں کے لئے یہ پھول مسرت بخش ہیں کیونکہ یہی پھول مارچ میں بہار کا پیغام لاتا ہے۔ زیر درختی زمرہ میں آنے والے یہ پھول عموماً نیچے کی طرف رُخ کر کے لٹکے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عام طور پر اس پھول کی نوک دار چھ پنکھڑیوں کی بجائے صرف تین پنکھڑیاں دکھائی دیتی ہیں جو پیچدار گھونگھروں کی صورت میں ہوتی ہیں۔ ان پھولوں کی چوٹیاں شش برگی ہوتی ہیں جبکہ بیل عمودی اور ترچھے پتلے خطوں میں ہوتی ہے۔ عام طور پر کشمیری سمبل کا رنگ سفیدی مائل آسمانی نیلا اور سرجی مائل نیلے رنگ کی چھایا ہوتی ہے۔ کبھی کبھار کوئی سنبل آسمان کی طرف رُخ کر کے ہوا کرتی ہے۔ اس کے گھاس پتے نرگس کے گھاس پتے کی طرح ترچھے عمودی خطوں کو ملانے سے بنتے ہیں اس پھول کو بہت سے طرحوں ہیں اور پھول کو بہت سے طرحوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا خاکہ آزاد دستی سے بنانے کے لئے لگاتار مشقیں کرنی لازمی ہیں۔ کشمیری میں بھی اسکو سمبل ہی کہتے ہیں۔ سرینگر میں دریائے جہلم کے بنڈ پر گرینڈ لیز بنک کے صدر دروازہ کے ساتھ والے بغیچے میں گلابی رنگ کے سمبل کھلتے ہیں۔

یہ کشمیری نرگس پھولوں کا خاکہ ہے۔ انگریزی میں اس پھول کو نرسیس (NARCISSUS) لکھتے ہیں۔ اس پھول کے درمیان سنہرے زرد رنگ کا



کپال ہوتا ہے جس کے ساتھ چھ نوک دار سفید پتیاں ایک دوسرے کے مقابل ہوتی ہیں درمیانی زرد رنگ کے کپال پر سُرخ رنگ اور سفید پنکھڑیوں پر بالکل ہلکی نیلی چھایا ہوتی ہے۔ نوکدار چھ پنکھڑیوں والا پھول ہم نے بنایا ہے اسکے درمیان میں کپال کے خاکہ کی بناوٹ جیسی ہوتی ہے۔ یہ پھول مختلف صورتوں میں مختلف طرفوں کی جانب رُخ پھیر کے کھلتے ہیں اس لئے درمیانی کپالوں کی صورت بتدیل ہوجاتی ہے۔ اس کے گھاس پتے جو کہ تیز نوکوں والے لمبے ہیں سُنبل کی گھاس پتیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ خوش وضع پھول ہر طرح میں سمایا جاتا ہے۔ کشمیری میں اسکو یمبرزل کہتے ہیں۔

اس پھول کا نام گُل بہار یا سدا بہار (DAISY یا EVER GREEN) ہے۔ اس کی پنکھڑیاں کچھ اس رُخ کی جانب سندھوری زرد رنگ پر سُرخ چھایا اور پیٹھ کی جانب بنفشہ رنگ پر ارغوانی چھایا ہوتی ہے۔ اس شکل والی پنکھڑیاں بنائی گئی ہیں۔ اس لئے اس پھول کی کلیوں اور کونپلوں کی خاکہ کشی کرنی ہمارے لئے آسان ہوگی۔ کشمیری میں اس کو ہمیشہ بہار کہتے ہیں۔

۔ یہ کنول کا پھول جس کو انگریزی میں (LOTUS) کہتے ہیں۔ یہ پھول پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس پھول کے جڑ موٹے کافی پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو ندرُو کہلاتے ہیں۔ سطح آب سے اوپر یہ پھول کھلی ہواؤں کے جھونکوں سے مختلف صورتوں میں کھلتے ہیں۔ پھول کے درمیان میں زرد رنگ کا کلچا  ہوتا ہے۔ جو



جوں پھول کھلتا جاتا ہے۔ یہ کلچہ سبز رنگ کا ہوتا جاتا ہے۔ جب پھول مرجھا جاتا ہے تو یہ کلچہ بلغیر پنکھڑیوں کے ننگا سارہ کر بچتہ ہونے پر میوہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پورے جوبن کے ساتھ کھلنے کے وقت اس پھول کی پنکھڑیاں درمیان میں کلچے کے اردگرد دیوار سا بنی ہوتی ہیں۔ اس وقت اس کی خوش وضع صورت دیکھنے والے کا دل لبھاتی ہے۔ یہاں کی جھیل ڈل میں اس قسم کے پھولوں کی بہتات ہے جو پانی کی سطح سے اوپر ½2 اونچائی تک جیسے باغ میں طرح طرح کے پھول بکھرے ہوتے ہیں۔ اس کے گھاس پتے گول اور بڑے قطر والے اکثر پیالوں کی صورت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پھول کا رنگ گلابی اور پرداز قرمزی ہوتی ہے۔ کبھی کبھار کوئی ایک پھول سفید نیلگوں رنگ کا کھلتا ہے۔ ساٹھ سال پیشتر کشمیر کے سابق مہاراجہ ہری سنگھ نے اٹلی سے اس قسم کے بیج منگوائے ان کی نزاکت اور شکل یہاں کے ان کنولوں سے ملتی ہے لیکن ان کا رنگ زرد ہوتا ہے اور پانی کی سطح سے پانچ چھ انچ کی اونچائی تک کھلتے ہیں۔ اس طرح کھلنے کی جگہ گچھا سا نظر آتا ہے۔ اس قسم کے پھول گیکار کے نزدیک جھیل میں کبوتر خانہ کے اردگرد بہاروں میں کھلتے ہیں۔ یہ پھول بہت ہی دل پسند ہے۔ اس کے قدرتی مناظر طرحوں کی صورت میں دکھائے جاتے ہیں۔ اس لئے یادداشت کے طور اس کے منظروں کی خاکہ کشی کرنی لازمی ہے۔ تاکہ آزاد دست بن کر ہر وقت بنا سکیں۔ اس پھول کو کشمیری میں پمپوش کہتے ہیں اور پورے منظر والے طرح کو ڈل

طرح کہتے ہیں۔ اس طرح کشمیر کے بہت سے پھول ایسے ہیں۔ جن کو پیپر میشی کے طرحوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ان پھولوں کو مختلف طرحوں اور رنگوں میں بنا کر سجایا جاتا ہے۔ رنگ اور وضع کے لحاظ سے جو خاص خاص پھول پیپر میشی کے طرحوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثروں کے خاکے ہم نے دیکھے اور ان خاکوں کی ساخت پرداخت بھی سیکھ لی۔ جن خاص پھولوں سے ہمیں متعارف ہونا باقی ہے۔ انہیں ناموں کے ساتھ علی الترتیب ذیل میں دکھایا گیا ہے۔
ان تمام پھولوں کے خاکوں کی مشقیں کیا کریں۔ یہ پھول عام طور گل ولایت طرح میں سر درختی کے نیچے زیر درختی والے پھول کہلاتے ہیں۔ جب کہ سر درختی والے شاخ شگوفے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔

گلِ زعفران

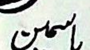
گل لالہ

گلِ لالہ

کنول

گلِ نیلوفر

گل آدم (پنتری)



گلِ خطمی

گلِ آفتاب

گلِ سوسن

اسطوقدس

عشقہ پیچاں

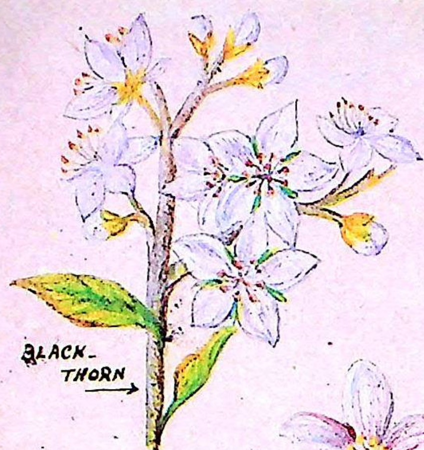
گلِ لہسن

گلِ خیازی

"مُروّجہ طرُوح"

یہ تمام گل بوٹے کشمیری ہیں۔ جن کے نقشوں کو آراستہ کرنیوالی ترکیبیں صحیح انداز پر زمانہ قدیم سے مقرر ہیں۔ ان ہی ترکیبوں کو عملی صورت دیکر کئی مخصوص "طروح" اب بھی مقبول عام ہیں۔ جن کی بیلوں رنگ آمیزیوں اور ترکیبوں کا جاننا ایک نقاش کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ طروح تجارتی بازار میں عام ہیں۔ ان کی بناوٹی ترکیبوں کو نہ جاننے والا کوئی ترقی نہیں کرسکتا۔ مندرجہ ذیل طرحوں کو اگلے صفحوں میں بوضاحت اور متعارف کرنے کے ساتھ ساتھ عملی نقشے بھی دکھائے گئے ہیں تاکہ غور و فکر کر کے تجربے کریں اور نئے نئے طرحوں کو ایجاد کرتے رہیں :- (۱) بوٹہ دار شبیہ (۲) شبیہ شجری (۳) گل ولایت (۴) ہزارہ (۵) گل اندر گل (۶) بھاگ دار (۷) شال (۸) دور دار (۹) ڈل (۱۰) چنار (۱۱) زمیق (۱۲) تاک یا انگور بیل (۱۳) لاسا ڈراگون (۱۴) جنگلی (۱۵) لولو (۱۶) تصویر (۱۷) جنگ (۱۸) دربار۔ وغیرہ۔

ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ ہر پھول سے متعارف کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے خاکے بنانے کی خاطر مشقیں کرنے پر کیوں زور دیا گیا ہے؟ اس لئے کہ یہ پھول عین اپنی شکل میں پیپر میشی یا دیگر فنی طرحوں میں استعمال کرتے ہیں اس لئے پھولوں کی خاکہ کشی ذہنی قوت کا جزو بننی چاہیئے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو ماہر کاریگر نہیں بن سکتے۔ جب کہ سائینسی دور نے کئی فنون لطیفہ کو اس لئے دفنا دیا کہ وہ مشینی سانچوں میں ڈھل کر صاف ستھرے اور خوش نما بننے کے علاوہ لاتعداد شمارے میں تیار ہوسکتے ہیں اس کے مقابلہ میں پیپر میشی کے طروح چیزوں کی جسامتوں اور اشکال کے اختلاف کے علاوہ قیمتاً سستے تیار ہونے کے باعث مشینی زد میں نہیں آئے ورنہ تو جاپانیوں نے آج سے ۵۰ سال قبل اس فن کو بھی مشین کے ذریعہ اشیاؤں پر اتارنے کی کوششیں کیں جو بار آور نہیں ہوئیں۔ اس لئے نئے طروح تیار کرنے کے علاوہ ساختوں کے نئے ماڈل معرض وجود میں لانے کی اشد ضرورت ہے۔


BLACK-
THORN


PRIM ROS


WOOD
SORREL


CRMANDER
SPEED WELL


FIELD ROSE

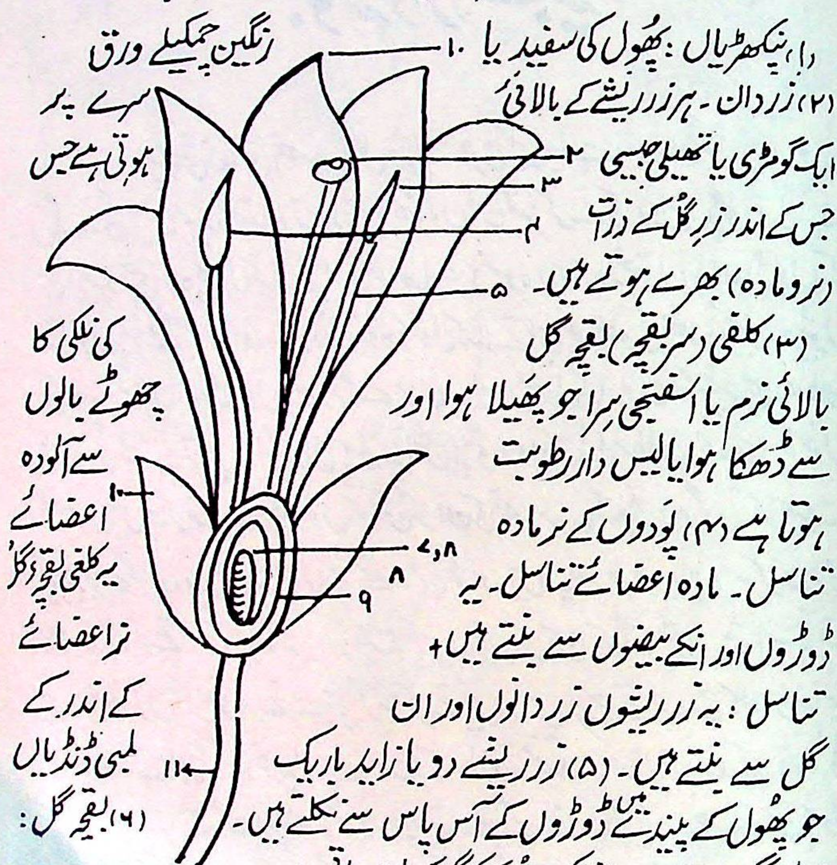

WATER AVENS

" تفصیلِ گُل

کامل نمو یافتہ پھُول حسبِ ذیل حصّوں سے بنتا ہے۔

(۱) پنکھڑیاں: پھُول کی سفید یا
(۲) زردان - ہر زرریشے کے بالائی
ایک گومڑی یا تھیلی جیسی
جس کے اندر زرِ گل کے ذرات
(نر و مادہ) بھرے ہوتے ہیں۔
(۳) کلغی (سر بقچہ) بقچہ گل
بالائی نرم یا اسفنجی سرا جو پھیلا ہوا اور
سے ڈھکا ہوا یا لیس دار رطوبت
ہوتا ہے (۴) پودوں کے نر مادہ
تناسل۔ مادہ اعضائے تناسل۔ یہ
ڈوڈوں اور انکے بیضوں سے بنتے ہیں +
تناسل: یہ زرریشوں زر دانوں اور ان
گل سے بنتے ہیں۔ (۵) زرریشے دو یا زائد باریک
جو پھُول کے پیندے میں ڈوڈوں کے آس پاس سے نکلتے ہیں۔
وسطی گچھے سے نکلنے والی نلکی جو اُوپر کو کنگرہ کی طرف جاتی ہے

رنگین چمکیلے ورق
سرے پر
ہوتی ہے جس
کی نلکی کا
چھوٹے بالوں
سے آلودہ
اعضائے
یہ کلغی بقچہ گل
نر اعضائے
کے اندر کے
لمبی ڈنڈیاں
(۶) بقچہ گل:



(۷) ڈوڈلے (ثمر برگ) پھُول کے وسطی کُرۂ ساخت کا نرم گچھا جن کے
اندر بیضے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو بیضہ دان بھی کہتے ہیں (۸) قند گل (۹) بیضہ
دان (۱۰) پھُول کی کٹوری (انکھڑیاں) بیرونی ہری بھری گھاس پتیاں جو پھول
کی حفاظت کرتی ہیں (۱۱) پھُول کی ڈنڈی۔

بوٹہ دار (شبیہ)

یہ پیٹنی نقاشی (خصوصاً گل ولایت طرح میں چاہے متعدد رنگوں میں ہو یا یک رنگی) میں سر درختی اور زیر درختی پھولوں میں تمیز کرنے کی روایت چلی آتی ہے۔ جبکہ سر درختی وہ پھول کہلاتے ہیں۔ جو بھاری (میوہ دار) درختوں یا جھاڑیوں کے شاخوں پر لگے ہوں اور زیر درختی وہ پھول کہلاتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی بیل۔ بوٹیوں کی صورت میں ننھی شاخوں سے جڑے ہوں۔ ایسی پھول کیاریوں کو کشمیری اصطلاح میں "بوٹہ" کہتے ہیں۔ کئی سال پہلے نقاش اپنی روایت کے مطابق مختلف باغوں بغیچوں میں جاکر نت نئے پھولوں کو چُن کر ان کی تصویریں شاخ و برگوں کے سمیت کیاریوں کی صورت میں بنایا کرتے تھے۔ جن کو بعد میں اپنے طرحوں میں سمو کر نئے طرح کا اجرا کیا کرتے تھے۔ اب کہ یہ روایت نہیں رہی بلکہ آج کے نقاش اپنے اسلاف کے اعلیٰ نمونوں کا نقل کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ اس طرح نئے طروح کا اجرا نہایت ہی کم ہوتا ہے جبکہ کئی خریدار اپنے منشا کے مطابق مختلف پھول بوٹوں کو قدرتی شکل وصورت میں من پسند چیزوں پر بنانے کے لئے کہتے ہیں۔ جب کہ ان پھول بوٹوں کی خاکہ کشی اور رنگ و رُوپ بالکل قدرتی ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی خاکہ کشی وہیں کی جانی چاہیئے جہاں یہ اُگے ہوں۔ کچھ بیل بوٹوں پر پھولوں سے زیادہ گھاس پتے ہی اُگے ہوتے ہیں۔ جب کہ نقاش کو زیادہ تر پھول ہی دکھانے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر بوٹا سبز پتوں کو کم دکھا کر پھولوں کونپلوں اور شاخوں تک ہی محدود رکھنا پڑتا ہے۔ ایک طرح تیار کرنے کے لئے متعدد پھول بوٹوں کا

Anemone



Medow Cranes bill.



Star wort.



Marsh Mari gold.



Pile wort



Red Berried Bryony.



Garlic Mustard.



Brook Lime



Bee orchis



Cherry.



انتخاب کرنا پڑتا ہے جو رنگوں کے توازن اور طرح کی دل کشی میں معاون ثابت ہوں۔

جبکہ ہر پھول کے مختلف اعضا ہوتے ہیں جن کے ذریعہ ایک پھول نشو و نما پاکر وجود میں آتا ہے۔ ان اعضاؤں کے نام اور کام مختلف ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق بعض اوقات خریدار کم یا زیادہ رنگ بدلانے کے ہدایات دیتا ہے جس کے پیش نظر ایک قدرتی پھول کا ڈھانچہ معہ اعضا و جوارح کے ناموں اور عوامل کی وضاحت کے ساتھ اگلے صفحہ پر دیا گیا ہے تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔

اسی طرح کئی پھول بوٹوں کو قدرتی شکل وصورت کے علاوہ متعلقہ رنگوں میں دکھایا گیا ہے جن کو طرح کی صورت میں کسی بھی چیز پر اُتار سکتے ہیں۔ ایسے پھول بوٹوں والے طرح کو "بوٹہ دار" کہتے ہیں (جبکہ یہ پھول بوٹے قدرتی رنگ و روپ میں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس لئے شبیہ میں شمار کئے جاتے ہیں) اس کے علاوہ ان پھولوں کو یکجا کر کے گل اندر گل طرح کی صورت دینے کے علاوہ زیر درختی والے پھولوں کی طرح روایاتی طرحوں میں ڈال سکتے ہیں۔ ایسے پھول بوٹوں کی پلیٹیں صفحہ نمبر پر اس لئے دکھائی گئی ہیں تاکہ مزید نت نئے پھول بوٹوں کو تیار کرنے میں مدد مل سکے۔

شبیہ شجری

انسان کے دل و دماغ کو وہی نقل مطمئن کرتا ہے جیسے اصل کے ہو بہو بنایا جائے۔ خصوصاً جب کہ قدرتی صنعتوں جیسے نباتات و جمادات انسان و حیوان چرند و پرند پھل پھول غرض کسی شئے کی نقل کرنی ہو۔ شکل وصورت کی نسبت اور توازن قائم رہنا چاہیئے۔ یہ توازن اور نسبت تبھی قائم رہ سکتی ہے جبکہ ناظر منظر کی تصویر کشی کرنے سے پہلے منظر کا خیالی حد مقرر کر کے منظر اور نقل منظر کا تناسب ذہن نشین کرے تاکہ ہر دونوں پر خیالی جدول کی خاکہ کشی کر سکے۔ اس طرح منظر میں دکھائی دینے

والی چیزوں کی چوڑائیوں۔ لمبائیوں۔ گہرائیوں۔ اونچائیوں۔ دُوریوں اور نزدیکیوں چھوٹوں اور بڑوں میں تمیز کر کے توازن اور نسبت کے ساتھ نقل کرنے میں آسانی ہو۔ ان ہی باتوں کو مدِ نظر رکھ کر کسی چیز کی تصویر بہ قاعدہ ہیئت بن سکتی ہے تصویر کشی کا اصول ہے کہ دوری کو بہ قاعدہ ظاہر کیا جائے۔ جیسے معلوم ہو کہ فلاں حصّہ نظر سے دور ہے اور فلاں حصّہ نزدیک۔ ایسا دکھانے کے لئے جو حصّے نزدیک ہوں اُن کو موٹے خطوں میں ظاہر کیا جائے۔ دور والی چیزیں چھوٹی دکھائی جائیں اور باریکیاں پُورے طور پر ظاہر نہ کی جائیں۔ بلکہ کم دکھائی جائیں اس طرح کی ہدایات علم مناظر کے سبق میں سمجھائے گئے ہیں جن سے قدرتی منظروں کی مصوری بہ قاعدہ ہیئتِ عکاسی کرنے کے اصول واضح ہوتے ہیں۔

چنانچہ قدرتی مناظر کو دلرُبا بنانے والے پھول ہی ہیں۔ جن کے خاکے رنگ و وضع ہم مختلف چیزوں پر منتقل کرتے ہیں۔ یہ پھول پودے ان ہی اصولوں کے تحت منعکس کئے جاتے ہیں۔ مناظر میں پھُولوں کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ لیکن کسی ایک کی صحیح تصویر نہیں بنائی جاتی۔ کیونکہ اکثر اوقات نقل منظر اور اصل منظر کے درمیان بہت فاصلہ ہوتا ہے۔ اس طرح نسبتی انداز کے مطابق پھُولوں کی تصویر بالکل چھوٹی بنتی ہے اور دوری پر جو پھول ہوں ان کی پنکھڑیوں کے رنگ چھایا اور جھلک صحیح صحیح معلوم ہی نہیں ہو سکتی ہے۔

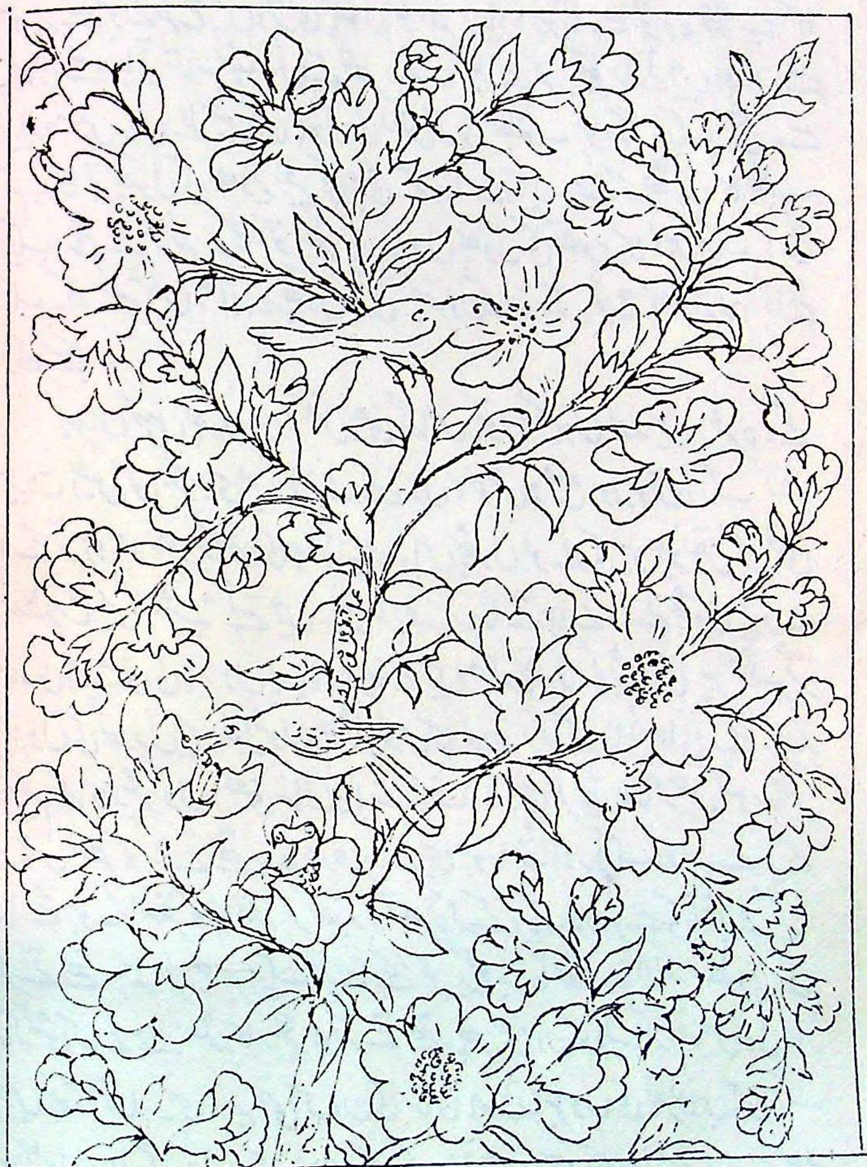
چونکہ پیپر میشی یا اور کسی قسم کی طرح میں پھُولوں کے رُخ نمایاں دکھائے جاتے ہیں۔ اس طرح ان پھولوں کے رنگ چھایا اور جھلک حتیٰ کہ پھُولوں پر قدرت کی دکھائی ہوئی باریک باریک لکیریں تک نمایاں کی جاتی ہیں اس لئے پھول پودوں کی تصویر کشی نزدیک رہ کر کی جاتی ہے تاکہ یہ تمام صورتیں پھولوں کی تصویروں میں عیاں ہو جائیں۔

جو کوئی پھُول خوش رنگ اور خوش وضع ہونے کے بنا پیپر میشی طرحوں میں استعمال کرنا مطلب ہو۔ تو پہلے اس کا قطر دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ بڑے قطر


سید مرتضیٰ رضوی
1988
SYEDMURTAZA RIZVI

ہونے پر نقل کرنے میں خیالی جدول (سکیل) کا استعمال کیا جا سکے۔ پیپر مینشی کے موٹے سے موٹے طرح میں اگر کسی پھول کا قطر زیادہ ہوتا ہے تو وہ گلاب کا پھول ہے۔ باقی تمام پھولوں کے قطر ایک انچ سے کم رکھے جاتے ہیں اور اس سے زیادہ نہیں۔ اس لئے جس کسی پھول کی نقل کرنی مطلوب ہو۔ اگر ایک انچ سے کم ہوگا تو پھول کی تصویر بغیر کمی بیشی کے بنا سکتے ہیں۔ جب کہ پھول کا قطر ایک انچ سے زائد ہوگا۔ تو بطریق جدول پھول کی تصویر کا قطر ایک انچ تک رکھ سکتے ہیں۔ تاکہ یہ پھول باقی پھولوں کے ساتھ ملکر طرح کا توازن قائم رکھ سکے۔

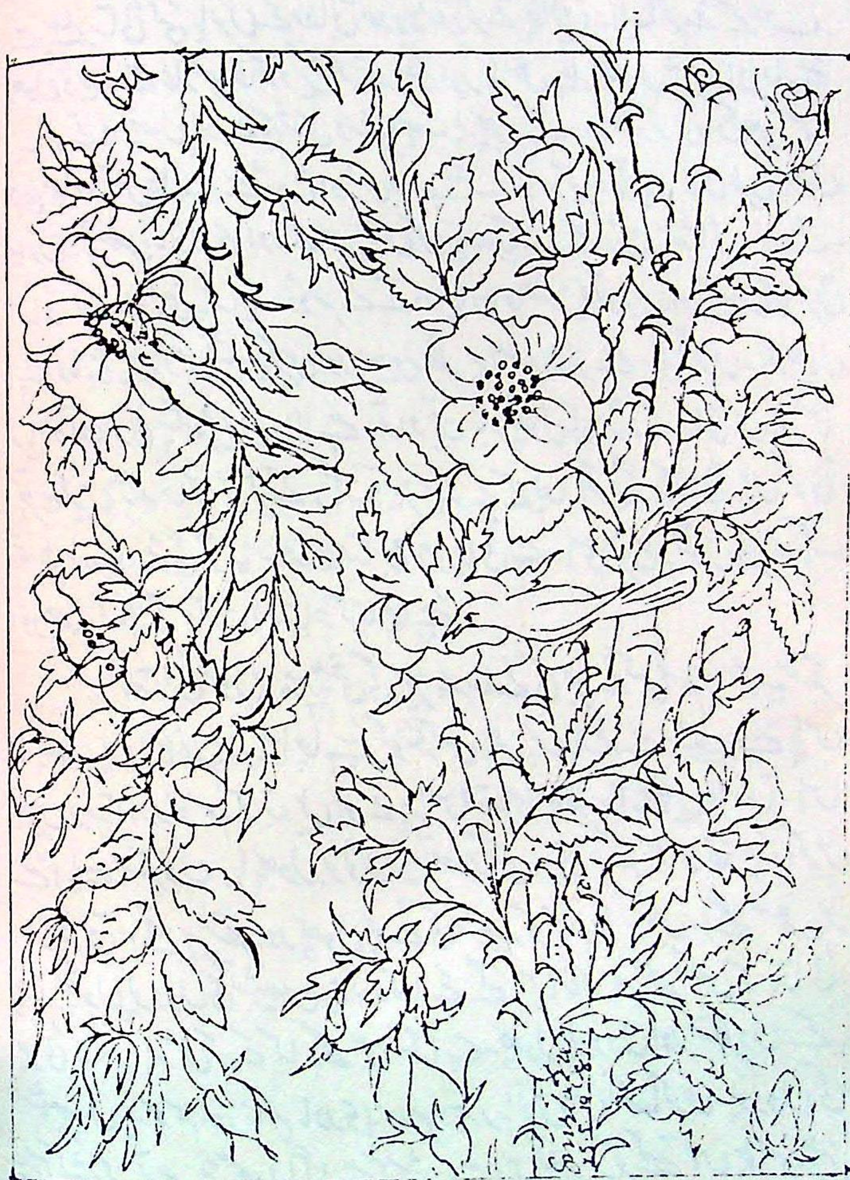
جہاں کہیں پھول پودا مکمّل یعنی گھاس پتوں کلیوں اور بیل وغیرہ کے سمیت (جس کو انگریزی میں پلانٹ کہتے ہیں) خوش وضع اور خوش رنگ نظر آئے تو ہو بہو تصویر کشی کی جاتی ہے۔ اس پھول بوٹے کی ہو بہو نقل کو فنی اصطلاح میں "شبیہ" کہتے ہیں۔ اس طریقہ پر بنائے جانے والے پھول پودے ہماری پیپر مینشی کی چیزوں پر بنائے جاتے ہیں جبکہ پھول بوٹوں کی ہر تصویر چیزوں کی حدود میں لمبائیوں چوڑائیوں کا لحاظ رکھ کر بنائی جاتی ہے۔ عہدِ قدیم کے کاریگروں (یعنی ہمارے اسلاف) کا یہی طریقہ تھا کہ جس کسی چیز پر جس منظر کو بناتے تھے بہ قاعدہ ہیئت ہی ہوتا تھا اور ایک دوسرے کے بنائے ہوئے منظر کو موقعہ بر تنقید و تبصرہ کر کے ایک دوسرے کی تقلید کیا کرتے تھے۔ اس طرح ہر ایک اپنے کئے کو صحیح بناتا تھا۔ حالانکہ منظروں کی خاکہ کشی کرنے والے مسلّمہ کاریگر ہوا کرتے تھے۔ پھر بھی ان کو ایسا کرنے میں کوئی عار نہیں ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی بنائی ہوئی چیزوں کی تعریفیں آج تک سینکڑوں سال گذر جانے کے باوجود بھی کی جاتی ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے کام پر دو بار غور کریں اور غور سے دیکھیں کہ نقل مطابق اصل بن گئی یا نہیں جبکہ اپنے جی کو تسلّی ہوگا تو اُستاد یا دوسرے ہم کاروں کو پرکھنے کے لئے کہیں تاکہ

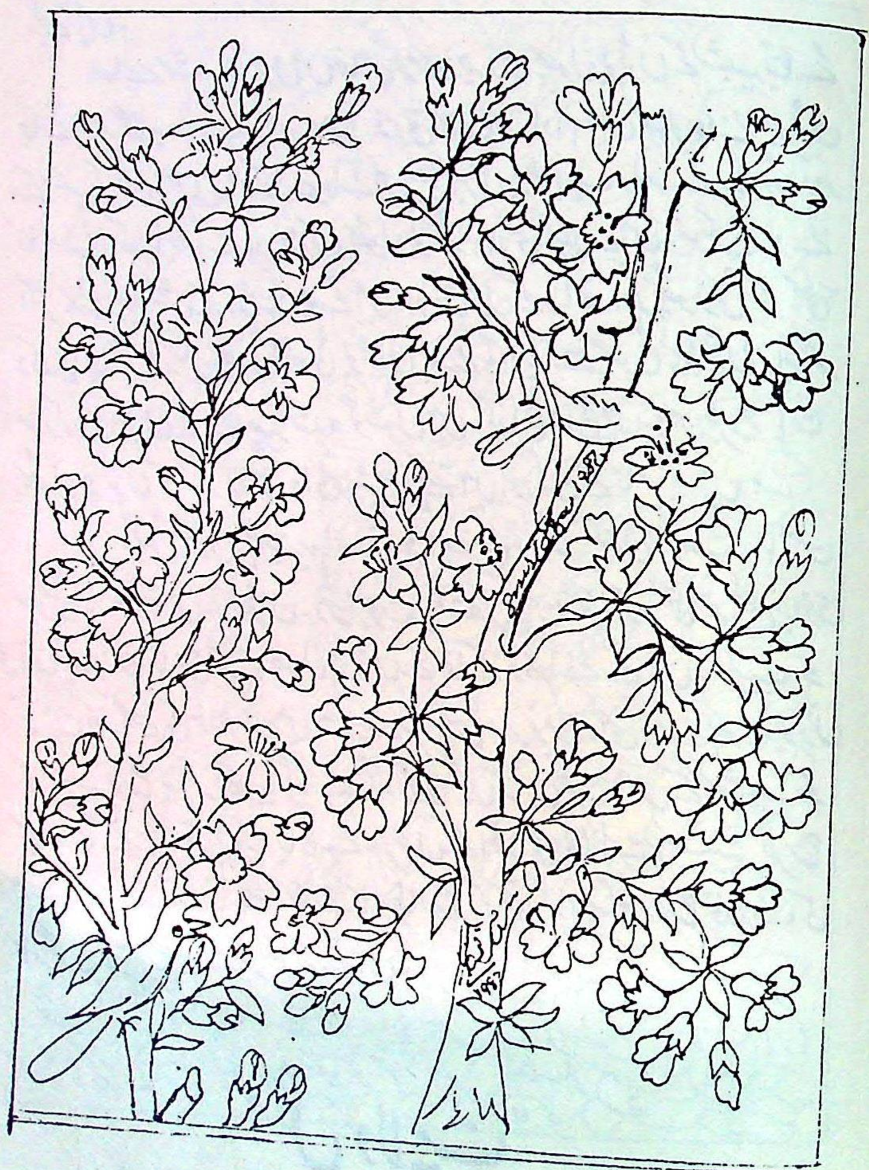



BY SYED MURTZA RIZVI 1986

کمی وبیشی کو پورا کروا کر اپنے کام کو مکمل بنا سکیں۔ پھول پودوں کی تصویر کشی کرنے سے پہلے بتائی گئی باتوں کے مطابق حدود مقرر کرتے چاہیں۔ ایسا کرنے کے بعد پھول وغیرہ کے عارضی خاکہ کو صحیح کر کے ہلکے اور بالکل پتلے خطوں میں بنانا چاہیئے ایسا کرتے پر پھول پودے کی شکل وشباہت پر پھر ایک بار غور کریں۔ دیکھیں کہ ٹہنی کا خط کس جانب سے شروع اور کس جانب تک انجام کو پاتا ہے۔ اس طرح پھول کا رُخ۔ ڈنٹھل۔ ڈنڈی اور گھاس پتوں کو ایک ایک کر کے رُخ۔ جھکاؤ۔ لپیٹ۔ الٹاؤ۔ تعداد۔ ٹہنی پر ایک دُوسرے کے درمیان فاصلہ، پھولوں اور کلیوں کا فرق اپنے دماغ میں ذہن نشین کریں اور معین جگہ پر اسی انداز سے بنایا کریں۔ اگر پھول زیادہ تعداد کی پنکھڑیوں والا ہے۔ تو دو تین بار پھول کی برگ کشائی کرنے کا تجربہ کریں تاکہ خاکہ کشی کر کے رنگ آمیزی کرنے کے بعد اگر برگ کشائی میں کوئی غلطی رہ جائے گی تو تمام محنت ضایع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رنگوں کی جھلک اور چھایا ملاتے وقت احتیاط کرنا چاہیئے۔

ابتدائی طور پر پیپر مَیشی کی چیز پر بنانے کی بجائے کسی قسم کا شبیہ منظر یا پھول پودا کاغذ پر بنانا چاہیئے کیونکہ کسی چیز پر بنانے سے شبیہ اپنے پاس نہیں رہتا اور موسم کے تبدیل ہونے پر اس قسم کا منظر بنایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایسے منظروں یا پھول بوٹوں کی تصویر کشی اچھے قسم کے کاغذ پر کیا کریں اور بطریق مرقع ہر منظر اور پھول بوٹے کی شبیہ کو محفوظ رکھیں۔ اگلے صفحہ پر چند پھول پودوں کی شبیہیں بنا کر دکھائے گئے ہیں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ بتائی ہوئی باتوں پر عمل کر کے کیا کچھ بن سکتا ہے۔ پھول پودوں اور منظروں کے شبیہوں پر موسم اور نام مادری اور مروجہ زبانوں میں لکھا کریں۔ پودوں کی خاکہ کشی کرتے ہوئے سمجھایا گیا ہے کہ شبیہ ہر اس تصویر کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی ہوبہو نقل ہوگی۔ چونکہ پیپر مَیشی نقاشی کی ابتدا پھول پودوں کو اپنی اصلی حالت میں دکھانے سے ہوتی ہے۔ اس لئے جس قسم کے پھول پودے اپنی





حالت میں بنائے جائیں۔ شبیہ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں چرندوں پرندوں کے تصویروں کو بھی اپنی اپنی صورت اور شکل و شمایل پر بنانے کو بھی شبیہ کہتے ہیں۔

ہمارے شبیہ طرحوں میں خاص کر مندرجہ ذیل پھول بوٹوں کے شبیہ بنائے جاتے ہیں۔ گلاب۔ سیب۔ بہی۔ رعنا۔ فندق۔ شفتالو۔ بادام۔ ان پھول والے بوٹوں کے شبیہ کو کھلی زمین میں دکھائے جاتے ہیں یعنی ہر گل بوٹا ایک دوسرے سے دور دور فاصلہ پر دکھایا جاتا ہے اور متذکرہ پھول بوٹے سر درختی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بوٹے اکثر بڑی پیمائش کے درخت ہوتے ہیں۔ ان شاخوں کے ساتھ ان پھولوں کو بھی دکھایا جاتا ہے لیکن چھوٹی چھوٹی بوٹیاں ہونے کی وجہ سے چھوٹی پیمائشوں میں بنا کر متذکرہ شاخوں کے نیچے پیدا شدہ گوشوں میں دکھائی جاتی ہیں۔ اس طرح ان پھول بوٹیوں کو زیر درختی والی بوٹیاں کہتے ہیں اور ان کے نام یہ ہیں :-

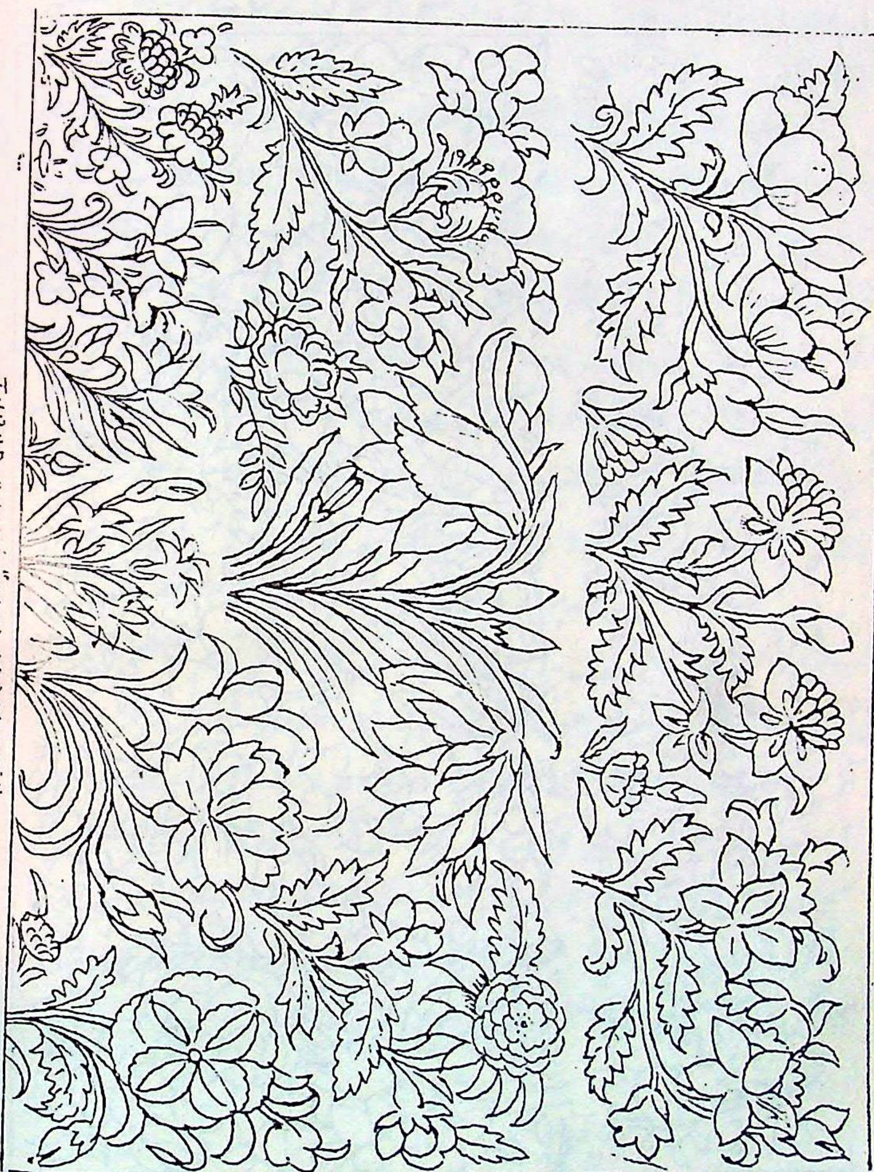
نرگس۔ سنبل۔ ہمیشہ بہار۔ نیلوفر۔ جعفری۔ لالہ۔ کنول۔ بنفشہ۔ یاسمن۔ سوسن۔ استو قدس۔ زعفران۔ رتن جوت۔ عشقہ پیچاں۔ گل آدم۔ گل خطمی۔ گل خبازی گل آفتاب+ ان تمام قسم کے پھول بوٹوں کے خاکے دکھائے گئے ہیں۔ ترکیب و تزمین کو سمجھنے کی خاطر ان میں سے چند سر درختی اور زیر درختی والے پھول بوٹوں کو شبیہ طرح بنا کر دکھایا گیا ہے تاکہ سمجھ سکیں کہ کس طرح اصل کے شبیہ کو سجاوٹی شے میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ طرحوں کے اقسامی لحاظ سے شبیہ طرح مقلوب منتخب کہلاتا ہے۔ پلیٹ کا مطالعہ کر کے غور کریں۔ کس طرح قدرت کی کاریگری کو ہم جیسے کاریگر نقل کرتے ہیں۔

"گُل ولایت"

گُل ولایت سُنتے ہی خیال آتا ہے کہ شاید یہ گلِ ولایت یعنی یوروپ



TURAB SHAHI "GULI VILAYAT."


TURAB SHAHI "ZIAR DARAKHTI"



کے ہوں گے۔ اس لئے اس طرح کا نام گلِ ولایت رکھا گیا ہے۔ لیکن ایسی بات نہیں۔ بلکہ اس طرح میں دکھائے جانے والے گل بوٹے سارے کشمیر کے ہیں۔ چونکہ انگریزوں کی حکومت کا اثر تھا۔ اس لئے لوگ لفظ ولایت کو صرف انگلستان سمجھتے ہیں جبکہ لفظ ولایت کے بہت سے معنی ہیں۔ جیسے ملک۔ خدا تعالےٰ سے تقرب۔ یورپین۔ جنگلی۔ کابلی وغیرہ۔ چونکہ پیپر مینشی نقاشوں کے آباو اجداد ایرانی نژاد ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی ایک نے ولایت نامی دیہہ سے تعلق رکھنے کے باعث ایسے تیار کئے ہوئے طرح کو اپنے علاقے کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی خاطر اس طرح کا نام گلِ ولایت رکھا ہو۔ جو کہ اس لحاظ سے بالکل ممکن ہے کہ ایرانی عموماً اپنے نام کے ساتھ اپنے علاقائی نام کو بھی شامل رکھتے ہیں۔ جیسے: قمی۔ شیرازی۔ اس کے برعکس پیپر مینشی تاجروں نے لفظ ولایت کے معنی یورپی سیاحوں کو (اپنے مفاد کے خاطر) اس طرح سمجھایا کہ یہ ڈیزائن ولایت والوں یعنی یورپینوں کا اپنایا ہوا ہے۔ اس لئے اس کا نام گلِ ولایت ہے۔

شبیہہ طرحوں میں شبیہ گلِ ولایت خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں جن پھولوں کے شبیہ بنائے جاتے ہیں۔ اُن کے نام پہلے صفحوں میں بتائے گئے ہیں۔ شبیہہ میں زمین کے تناسب کا خاص خیال رکھا نہیں جاتا۔ لیکن جب گلِ ولایت طرح بنانا مقصد ہوتا ہے تو ان ہی پھول بوٹوں کو ترکیب اور تناسب کے تحت چیزوں کی حدود میں بنایا جاتا ہے۔ چیز پر ان گل بوٹوں کو نمایاں کرنے کے بعد جو زمین کے گوشے وغیرہ رہ جاتے ہیں۔ وہ برابر رقبہ کے رہنے چاہیں۔ جہاں کہیں بھی کوئی بڑا گوشہ رہ جائے تو وہاں غنچوں کلیوں یا پھولوں کو زمین کی کشادگی کے مطابق بنایا جاتا ہے اور گوشوں کی پیمائش (گزرہل) برابر برابر رکھی جاتی ہے۔ شبیہ طرح والی چیزوں کو آب زر سے مطلا نہیں کیا جاتا کسی خاص چیز پر پھول بوٹوں کو نمایاں دکھانے کے خاطر آب زر یا زرد رنگ سے صرف تحریرہ دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس عام گل ولایت طرح والی

چیزوں کو آب زر سے مکمل طور پر مُطلا کیا جاتا ہے۔ اس طرح شبیہ کی نوعیت تبدیل ہو کر گل ولایت کہلاتا ہے۔

جن پھولوں کو سر درختی کی تفصیل میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ان کی ترتیب (کسی چیز پر بنانے کے لئے) اس طرح کی گئی ہے۔ پہلے گلاب کے شاخ کا خاکہ کھینچا جاتا ہے اور علی الترتیب سیب۔ رعنا۔ بہی۔ شفتالو۔ فندق کی شاخیں بنائی جاتی ہیں اس ترتیب سے خاکہ کشی کا توازن برابر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ گلاب۔ رعنا اور فندق کے بوٹے شاخ اور گھاس برگوں کے لحاظ سے تقریباً یکساں صورت میں ملتے ہیں۔ اسی طرح رنگ آمیزی کا توازن برقرار رکھنے کے لئے بھی ان بوٹوں کو اس ترتیب سے رکھا گیا ہے جبکہ گلاب کے ساتھ سُرخی مائل سیب کا بوٹا بنایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ گلاب کے مقابلہ رعنا آتا ہے۔ اسی طرح بہی کے بوٹے کے ساتھ شفتالو گلابی رنگ کا بنتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سیب اور بہی کے جواب میں فندق کا سفید بوٹا بنایا جاتا ہے جو کہ رنگ کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔

اسی طرح زیر درختی پھولوں کی ترتیب بھی مقرر ہے جو کہ علی الترتیب سر درختی کو دکھا کر بچے ہوئے گوشوں میں بنائے جاتے ہیں۔ زیر درختی والے پھول بوٹوں کی ترتیب اس طرح بناء کی گئی۔ نرگس۔ سنبل۔ ہمیشہ بہار۔ کنول۔ نیلوفر۔ سوسن۔ جعفری۔ بنفشہ۔ یاسمن۔ رتن جوت۔ خطمی۔ زعفران۔ وغیرہ۔ کسی چیز پر پوری طرح نہ پھیلنے کے بنا پر ان گل بوٹوں کے تعداد کو کم کیا جاتا ہے۔ اور بڑی چیز پر دو دو بار ترتیب سے بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی چیز اُونچائی میں زیادہ اُونچا ہو تو بوٹوں کے خاکے بھی لمبے بنائے جاتے ہیں اور شاخوں سے وابستہ پھولوں کی تعداد بھی زیادہ کی جاتی ہے۔ رنگ آمیزی اور ترتیب کے خاطر پلیٹ بنا کر دکھایا گیا ہے۔ شبیہ گل ولایت کے برعکس عام گل ولایت کے بوٹے نزدیک نزدیک بنائے جاتے ہیں۔ طرحوں کی نوعیت کے لحاظ سے اس طرح کو مقلوب منقیض کہتے ہیں۔

گل ولایت کے گل بوٹوں کو اپنی قدرتی رنگ و روپ میں دکھانے کے علاوہ غیر قدرتی رنگوں میں دکھا کر اصل نوعیت تبدیل کی جاتی ہے لیکن گل بوٹوں کی خاکہ کشی اور ترتیب تبدیل نہیں کی جاتی ہے۔ بلکہ تمام گل بوٹوں کو ایک ایک رنگ کی دو جھلکوں میں بنا کر مطلا بنایا جاتا ہے۔ اس طریقہ پر اس طرح کو بہت سی نوعیتوں میں تبدیل کر کے ہر نوع کو اپنے رنگ کے نام کا اضافہ کر کے گل ولایت کہلاتا ہے اب تک جن رنگوں میں گل ولایت کی اصل نوعیت تبدیل کی گئی ہے۔ ان کے نام معہ ترکیبوں کے مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) **کبودی رنگ** یا شرک بر شرک گل ولایت :- دوسرے درجے کے دلاجورد[ا] اور سفید ملائے ہوئے) شرک رنگ کو کہتے ہیں۔ اس رنگ کی زمین والی چیز پر خالص لاجورد سے گل ولایت طرح کی خاکہ کشی اور پرداز کرنے کے بعد طلاکاری کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ طرح تین رنگوں۔ شرک۔ لاجورد اور طلا کے استعمال سے عمل میں آتا ہے اور شرک بہ شرک گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۲) بنفشہ رنگ کے زمین پر گل ولایت طرح کی خاکہ کشی (تحریرہ) ارغوانی رنگ سے کرنے کے بعد طلاکاری کر کے طرح کو مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ طرح تین رنگوں بنفشہ ارغوانی اور طلا کے استعمال سے عمل میں آتا ہے اور بنفشہ پر بنفشہ گل ولایت کہلاتا ہے۔ جبکہ پرداز کے لئے ارغوانی (MOVE) رنگ استعمال کیا جاتا ہے۔

(۳) آسمانی نیلا۔ ملائی رنگ کی زمین پر گل ولایت طرح کی خاکہ کشی اور پرداز کے لئے انڈگو (INDIGO) نامی بلیو استعمال کیا جاتا ہے۔ نیلے رنگ سے طرح کو مکمل بعد طلاکاری کر کے طرح کو مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ طرح تین رنگوں۔ ملائی۔ نیلے اور طلا کے استعمال سے عمل میں آتا ہے اور ملائی زمین گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۴) گلابی زمین پر گل ولایت طرح کی خاکہ کشی اور پرداز وغیرہ قرمزی رنگ سے کرنے کے بعد طلاکاری کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ "طرح" تین رنگوں۔ گلابی۔ قرمزی

[ا] لاجورد کو الزارین بلیو (ALZARIAN BLUE) کہتے ہیں۔

اور طلا کے استعمال سے عمل میں آتا ہے اور گلابی زمین قرمزی گل ولایت کہلاتا ہے
(۵) سبز[۲] رنگ کی زمین پر گل ولایت طرح کی خاکہ کشی اور پرداز وغیرہ نیلے رنگ سے کرنے کے بعد طلاکاری کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ طرح تین رنگوں سبز نیلے اور طلا کے استعمال سے مکمل کر کے سبز زمین گل ولایت کہلاتا ہے۔ اس طرح کا سہ رنگی نمونہ بھاگیی دار پلیٹ، صفحہ نمبر پر دیکھیئے۔ جس طرح گل ولایت کے گل بوٹوں کو قدرتی رنگ وروپ میں دکھانے کی خاطر مختلف زمین رنگوں پر خاکہ کشی کر کے رنگ بستہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آٹھ مختلف زمین رنگوں کے علاوہ نقرئی اور طلائی زمین رنگوں پر گل ولایت طرح کے گل بوٹے متذکرہ طریقے سے صرف تین رنگوں سے بنانے کے علاوہ اور ایک طریقہ پر گل ولایت طرح دس قسموں میں تبدیل ہوتا ہے جو گل بوٹوں کے رنگوں کے علاوہ زمین والے ناموں کا اضافہ کر کے گل ولایت طرح کہلاتے ہیں۔ اس طرح کے گل بوٹے ٹہنیاں شاخ پتے شگوفے ایک ہی رنگ سے بھر کر متعلقہ رنگ سے پرداز کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ طرح سیاہ زمین رنگ پر شرکی رنگ کے گل بوٹوں سے (گل ولایت طرح پر) آراستہ کر کے لاجوردی رنگ سے پرداز وغیرہ کرنے کے بعد طلاکاری کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ طرح چار رنگوں۔ زمین رنگ شرکی۔ لاجورد اور طلا کے استعمال سے مکمل کر کے سیاہ زمین شرک پوش[۱] گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۲) یہ طرح سفید زمین رنگ پر بنفشہ رنگ کے گل بوٹے گل ولایت طرح پر ترتیب سے آراستہ کر کے ارغوانی رنگ کی پرداز کرنے کے بعد طلاکاری کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ طرح چار رنگوں (زمین رنگ۔ بنفشہ۔ ارغوانی اور طلائی کے استعمال سے بنفشہ پوش گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۳) کبھی سُرخ زمین رنگ پر ملائی رنگ کے گُل بوٹے گل ولایت طرز پر

---

[۱] پوش کشمیری میں پھول کو کہتے ہیں جب کہ پھول شرکی رنگ میں بنایا جائے۔ تو طرح کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔ [۲] ایسے سبز رنگ کے لئے ایمرالڈ گرین استعمال کرتے ہیں۔



ترتیب سے آراستہ کر کے نیلے رنگ سے پرداز وغیرہ کرنے کے بعد طلاکاری سے مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ طرح چار رنگوں یعنی زمین رنگ۔ ملائی۔ نیلے اور طلائی کے استعمال سے سُرخ زمین ملائی پوش گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۴) کبھی سبز زمین رنگ پر گلابی رنگ کے گل بوٹے گل ولایت طرز پر ترتیب سے آراستہ کر کے قرمزی رنگ کی شیڈنگ وغیرہ کرنے کے بعد طلاکاری کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ طرح چار رنگوں۔ سبز زمین رنگ۔ گلابی سُرخ۔ قرمزی اور طلاء کے استعمال سے سبز زمین گلاب پوش گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۵) لاجوردی زمین پر سبز رنگ کے گل بوٹے گل ولایت طرز پر آراستہ کر کے نیلے رنگ کی پرداز وغیرہ کرنے کے بعد طلاء کاری کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ طرح چار رنگوں یعنی زمین رنگ۔ سبز۔ نیلے اور طلاء کے استعمال سے لاجورد زمین سبز پوش گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۶) کسی بھی زمین رنگ پر لِذاب (جو سریش۔ زرد رنگ اور نبات ملاکر چپکدار تیار ہوتا ہے اور طلائی یا نقرئی ورق چپکانے کے خاطر بنایا جاتا ہے۔ اس مرکب کو فنی اصطلاح میں "داور" کہتے ہیں) اس لِذاب کے گل بوٹے گل ولایت طرح پر ترتیب سے آراستہ کر کے نقرئی یا طلائی ورق چپکانے کے بعد سیاہ رنگ سے پرداز وغیرہ کر کے مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ طرح چار رنگوں یعنی زمین سفید رنگ۔ لِذاب سیاہ اور ورق نقرہ کے استعمال سے سفید زمین نقرئی گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۷) اسی طرح سیاہ زمین پر متذکرہ صورت میں جب لِذاب سے رکھے ہوئے گل بوٹوں پر طلائی ورق چپکائے جائیں تو سیاہ زمین طلائی گل ولایت کہلاتا ہے

(۸) کسی معمولی زمین رنگ پر گل ولایت طرح کے گل بوٹوں کو اُبھار کر (جس سے منبت کاری[۱] کہتے ہیں) زمین اور گل بوٹوں پر لِذاب لیپ کر طلائی ورق

---

[۱] کسی بھی طرح کے خاکہ پر استر والے گاڑھے رنگ سے اُبھارا جاتا ہے۔ پھر کبھی رنگ میں یا کبھی خالص یا نقرہ کے اوراق سے مکمل کیا جاتا ہے۔ یہ اشکال کا اُبھارنا منبت کہلاتا ہے۔

چپکائے جاتے ہیں۔ سیاہ رنگ سے گُل بوٹوں کو نمایاں کر کے پرداز اور وغیرہ کام کیا جاتا ہے۔ یہ طرح پانچ رنگوں زرد (زمین) اُبھارتے کا رنگ (معمولی سفید) لذاب ورق طلا اور سیاہ کے استعمال سے قرص طلا منیت کار گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۹) متذکرہ زمین رنگوں کے علاوہ کسی بھی چیز کی سطح (زمین) پر لذاب کے استعمال سے طلائی یا نقرئی اوراق چپکا کر طرح کا خاکہ سیاہ سے تحریر کیا جاتا ہے۔ جبکہ پرداز بھی ہلکے سیاہ سے ہی کیا جاتا ہے۔ اس طرح کو صرف دو رنگوں زمین۔ (طلائی یا نقرئی) اور پرداز کے سیاہ سے مکمل کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ قرص گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۱۰) کسی بھی زمین رنگ پر گل ولایت طرح کو اُبھار کر حسبِ معمول روایتی طور پر رنگ آمیز کیا جاتا ہے۔ پرداز زمین کے گوشوں اور زاویوں کو قلمی سوتے کی کھریز سے بھرا جاتا ہے جبکہ پھولوں اور پتوں کے گرد تحریر کشی نہیں کی جاتی۔ اس طرح یہ زمین رنگ کے نام کے ساتھ رنگدار منیت گل ولایت کہلاتا ہے۔

(۱۱) کسی بھی زمین رنگ پر (سرخ۔ لاجوردی۔ گیرو۔ سبز۔ سیاہ۔ بنفشہ میں سے کسی ایک پر آب زر سے گل بوٹے بنا کر پرداز وغیرہ کر کے صرف دو رنگوں یعنی زمین رنگ اور آب زر سے مکمل کر کے شونہ پر تازہ گل ولایت کہلاتا ہے۔ اسی طرح کسی ایک زمین رنگ پر اس طرح کے گل بوٹے ارغوانی کے منفرد رنگ سے بنائے جاتے ہیں۔ جن کو آب زر سے تحریرہ اور پرداز وغیرہ مکمل کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ طرح تین رنگوں یعنی زمین رنگ (پھول بوٹوں کا) ملاحظ کیجیے۔ طلاء کاری کا پلیٹ نمبرا سوتا طلاء منفرد رنگ۔ آب زر کے استعمال سے مکمل کر کے سوتہ پر تازہ مُولہ پوش گل ولایت کہلاتا ہے۔ گل تاج خروس کو کشمیری میں مُول کہتے ہیں۔ اس کا رنگ ارغوانی یا گہرا قرمزی ہوتا ہے۔ جبکہ اس گل ولایت طرح کو مختلف زمین رنگوں پر بنایا جاتا ہے تو ہر رنگ میں کشش کے لحاظ سے مختلف دکھائی دیتا ہے۔ خصوصاً جب کہ

ؔ پرداز اصل میں اُردو کا لفظ ہے لیکن کشمیری میں تلفظ بگڑ کر پرتازہ ہو گیا ہے۔

زمین طلائی یا نقرئی بنائی جائے۔ جن عام تبدیلیوں سے اس طرح کی نوعیتیں بدل کر دوسرے ناموں کے ساتھ جتلائی جاتی ہیں۔ ان کی تفصیل بالکل مستند حد تک وضاحت سے واضح کی گئی ہے۔ اگر اس طرح کو انہی طریقوں سے متعدد چیزوں پر عمل دی جائے تو اجنبی متعدد خاص ناموں کے طرح تبلائے گا۔ اس وضاحت سے سمجھایا گیا ہے کہ ایک ہی طرح کتنے طریقوں سے تبدیل کر کے بازار میں پیش کیا جاتا ہے۔ ورنہ تو بنیاد صرف ایک ہی طرح ہے۔ اس بات پر غور کرنے سے یہی اخذ کیا جاتا ہے کہ اس طرح کی بناوٹی ترکیبیں سیکھنے کی ہمیں بہت کوشش کرنی چاہیئے بلکہ دکھائے گئے رنگین پلیٹ کے مطابق ایک لوح پر خاکہ کشی کر کے روزانہ مشق کیا کریں۔ تاکہ برگ کشائی اور گل بوٹوں کی خاکہ کشی یا داشتی طور پر کرنے کا تجربہ ہو جائے۔ اس طرح کے شجری شاخ نزدیک نزدیک ترتیب دینے کے علاوہ اُوپر نیچے دائیں بائیں بڑھائے بھی جاتے ہیں۔ اس لئے یہ طرح منقولہ منقیض کہلاتا ہے۔

"ہزارہ"

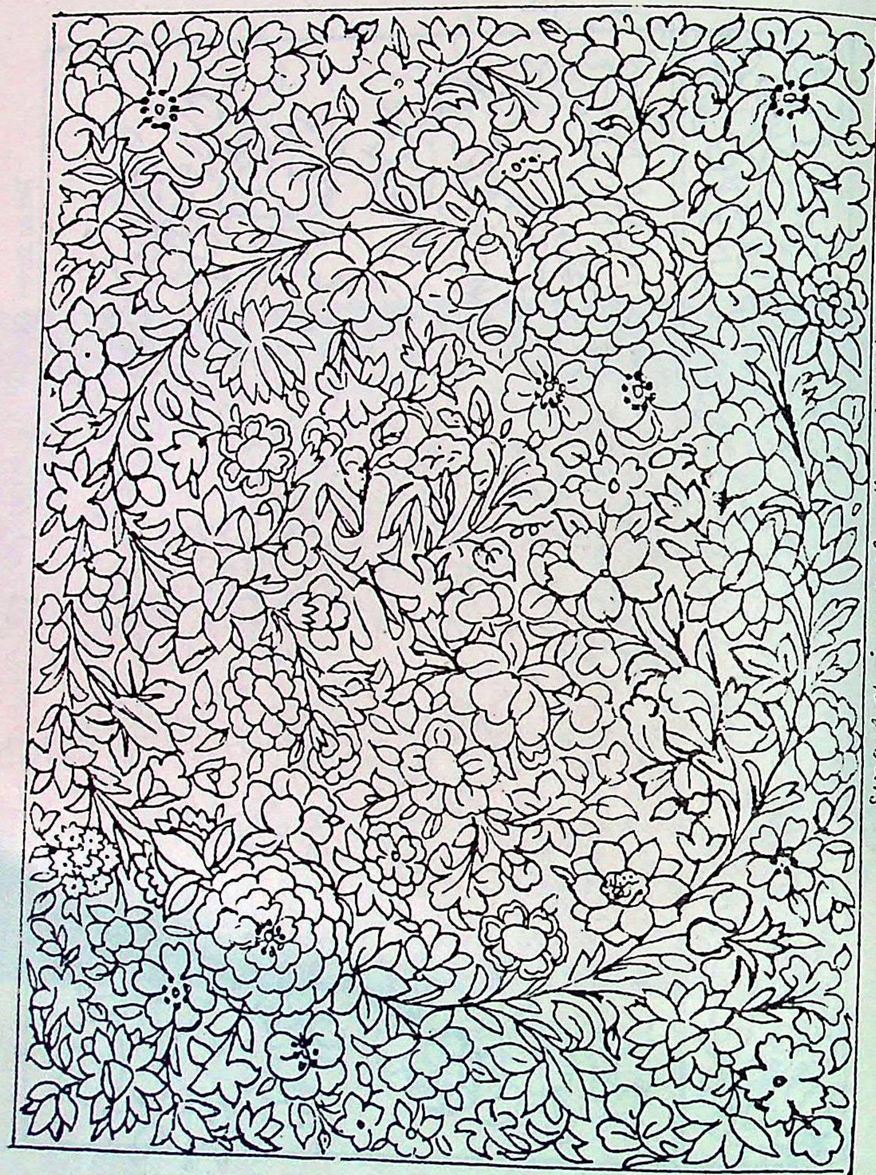
ہزارہ : اس طرح کے رنگین تصویر پر غور سے مطالعہ کر کے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس طرح میں استعمال کئے گئے پھول دراصل گل ولایت والے طرح کے ہیں۔ جبکہ شاخوں اور بیلوں کی نوعیت کو تبدیل کیا گیا ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ ان گل بوٹوں سے پھول کلیوں کو چن کر ترکیب و تناسب کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے جیسے کہ پھول چن کر روبرو کسی مستطیل رومال پر ترتیب کے ساتھ بندھے ہیں۔ ورنہ تو اس میں وہی گلاب رعنا۔ نرگس۔ سنبل۔ فندق۔ ہمیشہ بہار۔ جعفری۔ سوسن۔ سیب۔ شفتالو وغیرہ کے پھول ہیں۔ جن کو ترتیب دیکر طرح کو ایجاد کیا ہے چونکہ اوائل میں اس طرح کے پھول میں گل ہزارہ نمایاں ہوتا تھا۔ اس لئے اس طرح کا نام

ہزارہ رکھا گیا ہے۔ آج کل اس ہزارہ طرح میں یہ گل ہزارہ نہیں بنایا جاتا ہے یہ پھول[1] زرد رنگ کا گیندا ہے۔ جس کے برگ تعداد کے لحاظ سے ایک ہزار ہوتے ہیں۔ برگوں کی زیادتی کی وجہ سے یہ پھول بڑے قطر کا بنانا پڑتا ہے۔ جس سے پھولوں کے تناسب میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے بعد میں کاریگروں نے اس پھول کو طرح میں بنانا ترک کیا۔ اور ایک خاص وجہ یہ بھی رہی کہ اکثر یورپین زرد رنگ کو پسند نہیں کرتے اس لئے انھوں نے اپنے منشا پر اس پھول کو حذف کرایا۔ لیکن طرح کا نام حذف نہیں ہو سکا۔ اس طرح کا بند زیادہ سے زیادہ تین انچ مربع میں بنتا ہے جس کو بڑی سے بڑی سطحوں والی چیزوں پر بنانے کی خاطر متعدد بار خاکہ کشی کرنی پڑتی ہے۔ خاکہ کشی کرنے کے ساتھ ساتھ بندوں کو اس طرح ملایا جاتا ہے کہ دیکھنے والے یہ تصور نہیں کر سکتے کہ یہ صرف تین مربع انچوں کا بند پھیلایا ہوا ہے۔ کیونکہ اس بند کو پھیلانے کے ساتھ پھولوں کا اختلاف رکھا جاتا ہے جیسا کہ پلیٹ پر صفحہ نمبر 155، 159 کے ذریعہ دکھایا گیا ہے۔ اس طرح کے بند کو بنانے کی ترکیب اس طرح مقرر کی گئی۔ درمیان میں گلاب کے گرد علی الترتیب رعنا۔ گلِ ہی۔ ہمیشہ بہار۔ فندق زعفران۔ نیلوفر۔ اس طرح یہ ایک گروپ سا بنتا ہے۔ اس گروپ کو بڑھاتے کے لئے چار کونوں کی جانب چار چھوٹے بیل کھینچکر سیب۔ ہی۔ بادام۔ نرگس اور کنول وسوسن جیسے پھولوں کو بنایا جاتا ہے اور بچے ہوئے گوشوں میں انھی پھولوں کی بیلوں کے ساتھ سنبل۔ لالہ اسطوقدس۔ سوسن۔ جعفری کنول زعفران وغیرہ رنگوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بنائے جاتے ہیں۔ کسی چیز پر دو چار بندوں کو ایک ساتھ بناتے کے لئے پھولوں کو بند کی حدوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا بلکہ ایک بند کے پھول دوسرے بند کے حدود میں بنا کر اس کی بیل کو بڑھایا جاتا ہے تاکہ یک جہتی زائل نہ ہو جائے۔ اسی طرح رنگ لبتہ کرتے وقت پھولوں کے رنگوں کو

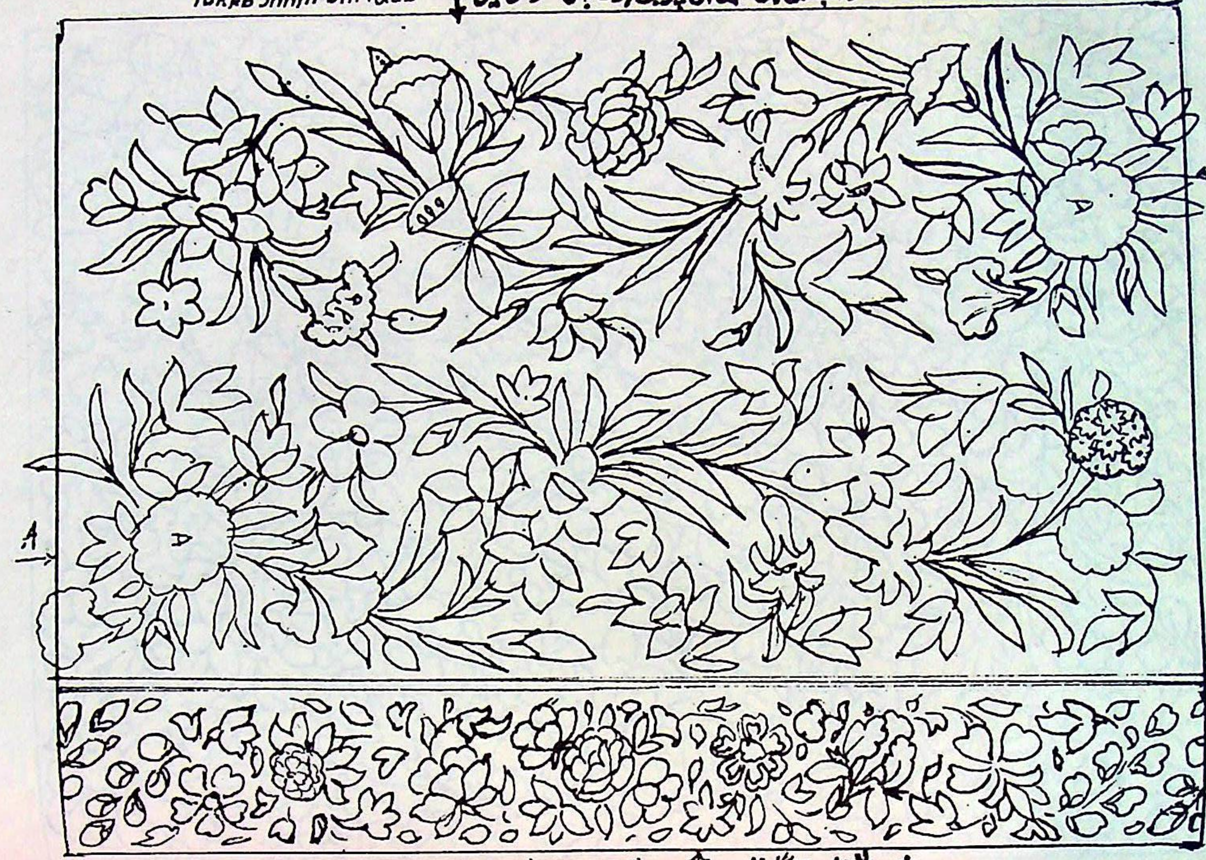
---

[1] (DAISY) اس پھول کی ہزار پتیاں ہوتی ہیں اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ اس لئے ہزارہ کہتے ہیں جبکہ یہ پھول ڈیزی نامی پھول کے خاندان سے وابستہ ہے۔





(یک کانجی ہزارہ)



TURAB SHAHI JAMGUL
تراب شاہی قلمدان پر بنی ہوئی "جمگل" والی بیل
A
GENERAL "JAM GUL"
مروجہ ہزارہ جمگل"

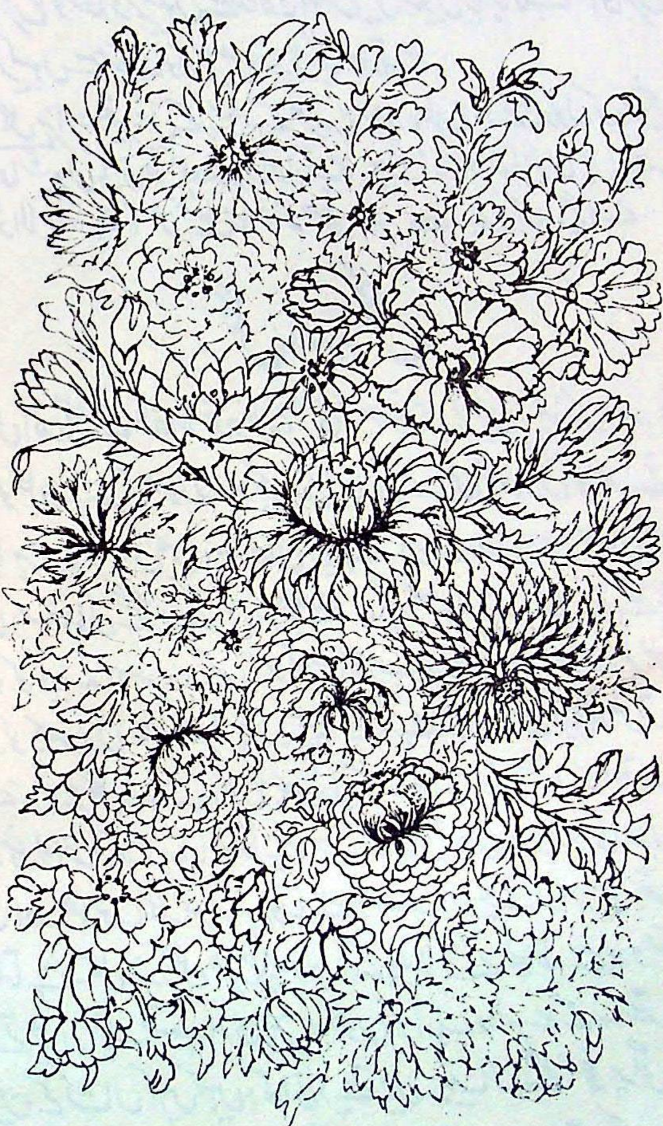


سلسلہ وار اور مقابلہ کے ساتھ بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کے گل بوٹے نزدیک نزدیک آراستہ کیے جاتے ہیں۔ اس لیے اس طرح کو منقولہ "منقبض" کہتے ہیں۔ جس طرح گل ولایت طرح کو متعدد ترکیبوں سے مختلف انواع میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہزارہ کو بھی اُنہی ترکیبوں سے متعدد انواع میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

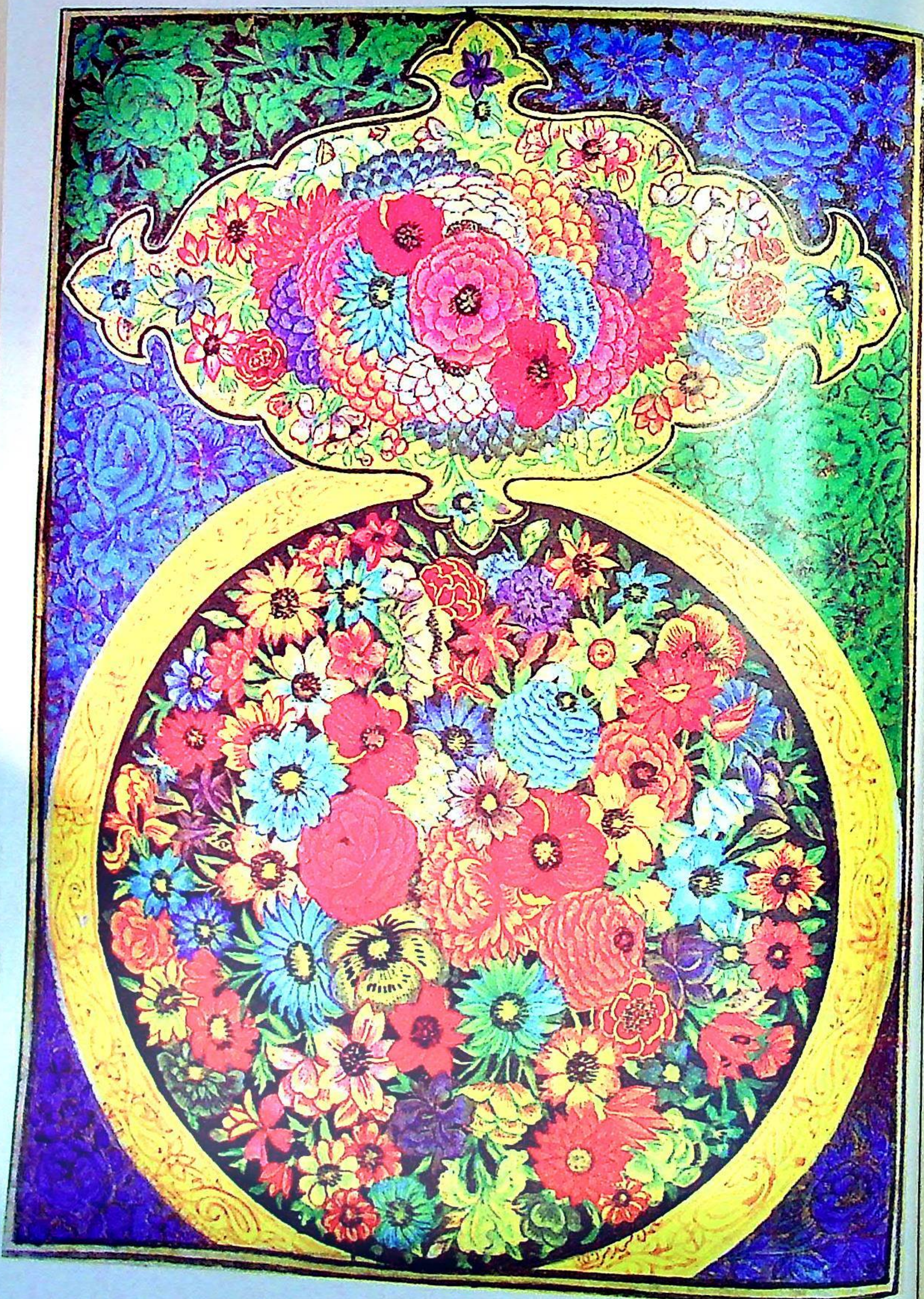
جم گل ہزارہ بغیر بُتل کے اسلیم کے طرز پر ہزارہ طرح والے پھولوں کو پانچ چھ انچوں میں حاشیوں کی خاطر جمعیند کیا جاتا ہے۔ جبکہ زیادہ لمبائیوں میں یہ خاکہ متعدد بار ڈالا جاتا ہے اس سٹائل کا خاکہ صفحہ نمبر ۱۵۸ پر دکھایا گیا ہے۔

گل اندر گل

گل اندر گل کے الفاظ تو "طرح" کی ترجمانی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ طرح پھولوں کو گلدستہ کی صورت دیکر بنایا جاتا ہے۔ جن پھولوں کو ہم نے گل ولایت یا ہزارہ طرحوں میں استعمال کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور پھول بھی اس طرح میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے کہ اگلے صفحوں پر دکھائے گئے ہیں۔ ان پھولوں کو ایک دوسرے کے اُوپر کہیں گلاب پر رعنا کہیں سوسن غرض چیز کی سطحی حدود کو پھولوں سے بھرا ہوا بنایا جاتا ہے جس کے لئے کوئی خاص ترتیب مقرر نہیں ہے۔ البتہ گل دستہ کی طرح پھولوں کو ساتھ ساتھ رنگوں کا مقابلہ اور مشابہت کا لحاظ رکھ کر بنایا جاتا ہے جب کہ بنائی جانی والی چیز کی حدیں زیادہ ہوتی ہیں اور پھولوں کا مجموعہ کم ہوتا ہے تو سلسلہ وار پلٹ کر ان ہی پھولوں کو پھیلایا جاتا ہے۔ گل اندر گل طرح (پھولوں کے پھیلاؤ کے لحاظ سے) دو قسموں کے بنائے جاتے ہیں۔ ایک قسم ساری چیز پر گلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رکھ کر زمین کے نشاں کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ اگلے صفحہ پر لگی ہوئی پلیٹ پر دکھائے گئے دائرہ میں جو گل اندر گل کا طرح بنا ہے۔ ایسے گل اندر گل

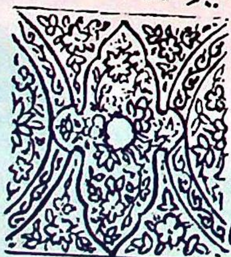


A SKETCH OF GUL ANDER GUL قرص "گل اندر گل"

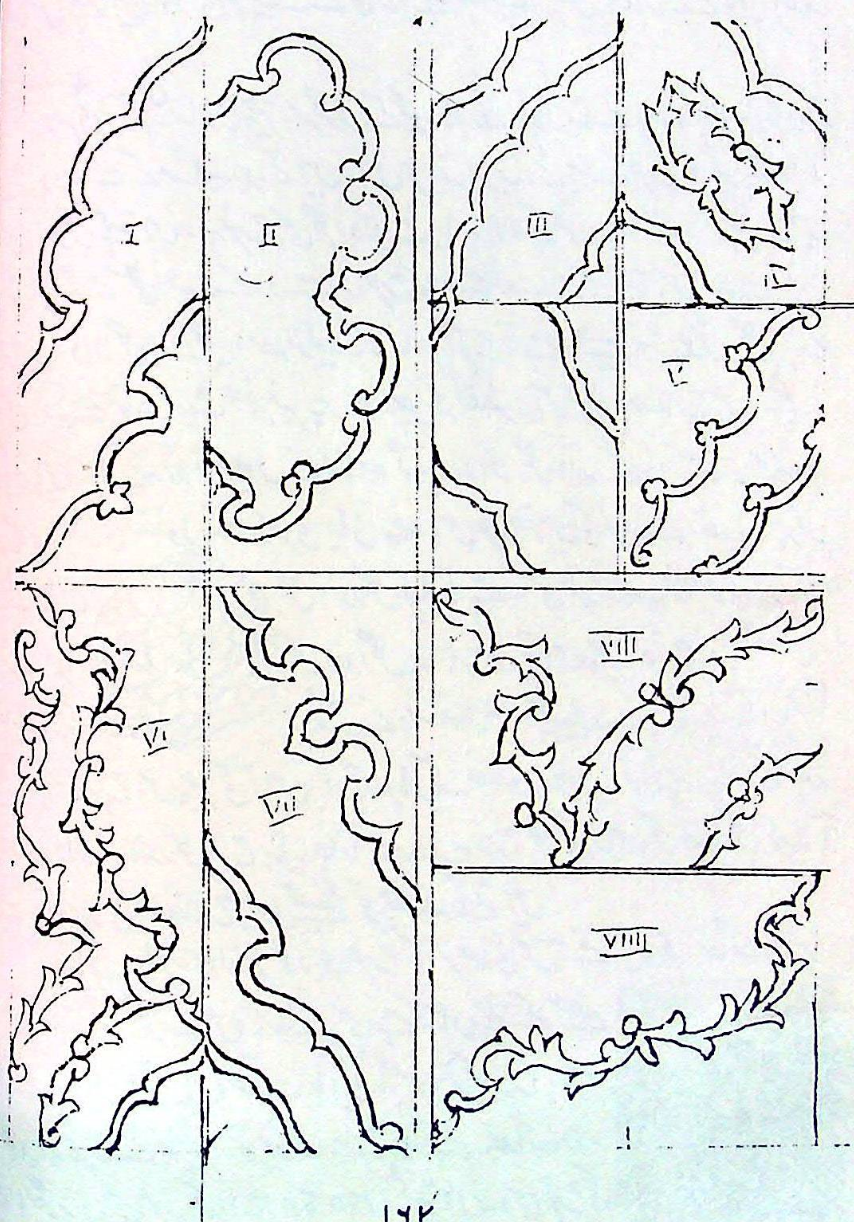


کو قرص کہتے ہیں اور سطحی نوعیت کے لحاظ سے مقلوب منقبض کہلاتا ہے۔ گل اندر گل کی دوسری قسم ہیں۔ ساری چیز پر گلوں کے مجموعے دُور دُور بنائے جاتے ہیں۔ یہ مجموعے ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس طریقہ پر بنائے ہوئے طرح کو گرپ[1] والا گل اندر گل کہتے ہیں۔ یہ طرح بھی گل ولایت یا ہزارہ کی طرز پر متعدد ترکیبوں میں بنایا جاتا ہے۔ سطحی نوعیت کے رو سے اس طرح کو مقلوب منشعب کہہ سکتے ہیں۔۔ اور ہر ترکیب والا گل اندر گل (معہ ترکیب کا نام) کہلاتا ہے۔ جیسے سبز پوش گل اندر گل۔ دیکھئے نمونہ پلیٹ صفحہ نمبر پر ہے۔ چونکہ نقطوں کو فنی اصطلاح میں ٹیچہ کہتے ہیں جبکہ۔ ان پندرہ ترکیبوں کے علاوہ گرپ والا گل اندر گل کی زمین کسی مخالف رنگ یا طلائی نقطوں سے بھری جاتی ہے۔ اس طرح زمین کی نوعیت تبدیل ہو کر ٹیچہ زمین گل اندر گل کہلاتا ہے۔ اسی طرح جب کہ معلوم ہو کہ گرپ والا گل اندر گل بنانا ہے۔ تو اس چیز کے زمین پر کسی نمایاں رنگ سے ربڑش کے استعمال سے یہ چھینٹے دئے جاتے ہیں۔ اس طرح اس چیز کی زمین باریک باریک نقطوں دار بنا کر اوپر گروپ والا گل اندر گل طرح بنایا جاتا ہے اور یہ طرح چھٹکہ زمین گل اندر گل کہلاتا ہے۔ کیونکہ فنی اصطلاح میں چھینٹے کو چھٹکہ کہتے ہیں۔

بھاگ دار۔ کا لفظ خود ہی طرح کی ترجمانی کرتا ہے۔ کیونکہ بھاگ کے معنی حصّہ یا ٹکڑے ہیں۔ مطلب یہی ہے کہ جس چیز کے حصّے کر کے اور ان حصّوں میں مختلف یا ایک جیسی ترکیبوں سے گل بوٹے بنائے جائیں۔ تو بھاگ دار کہلاتا ہے۔ بھاگ دار کو انگریزی میں موزیک (MOSAIC) کہتے ہیں۔ اس طرح کی



[1] گرپ جہاں متعدد پھولوں کا گل دستہ جیسا ہو۔ گرپ کہلاتا ہے لفظ گروپ دراصل انگریزی (GROUP) گروپ کا کشمیری ہے۔


I
II
III
IV
V
VI
VII
VIII
VIII



بناوٹی ترتیبیں ہزاروں کے تعداد میں دے سکتے ہیں جن کو ایک نقاش اپنی ذہن کے استعمال سے عمل میں لا سکتا ہے۔

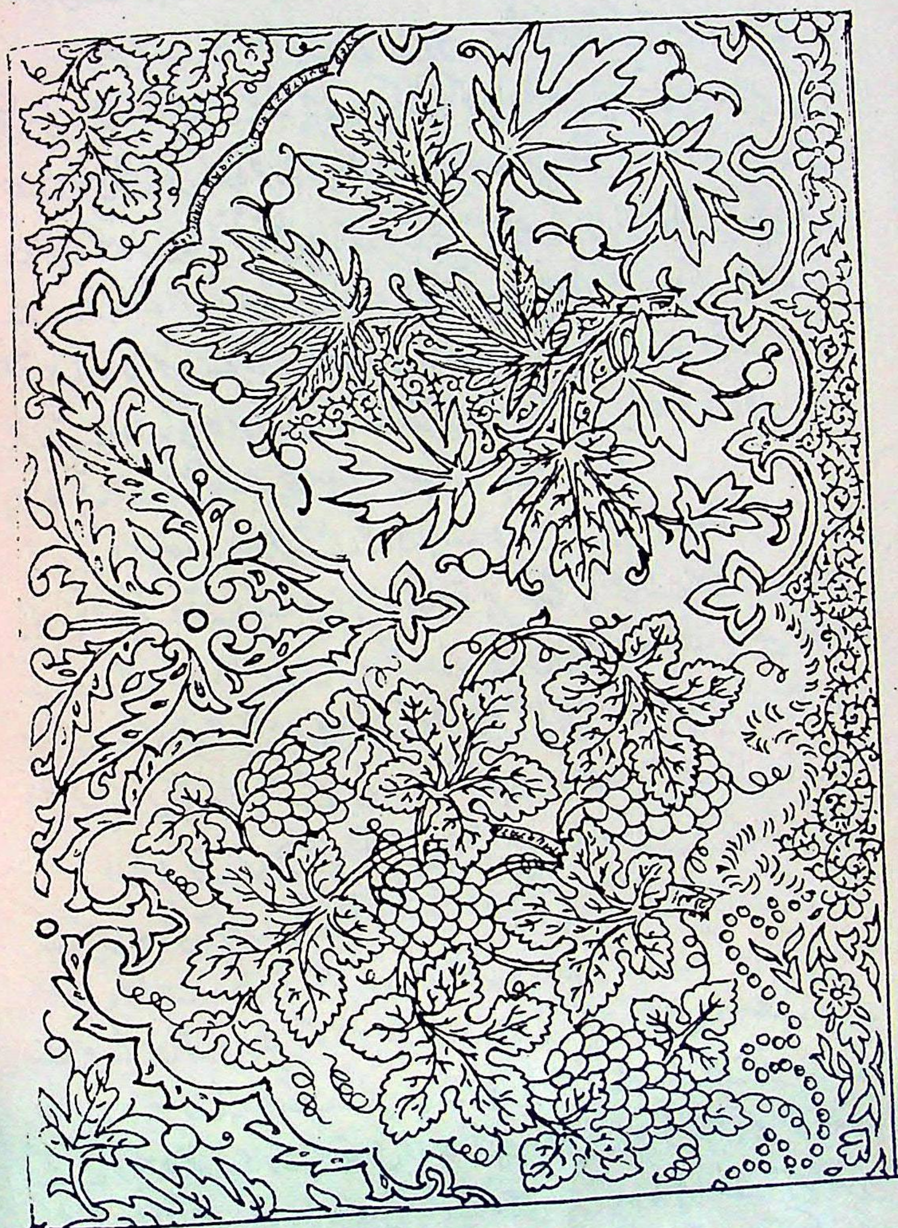
یہ طرح مساحتی اصولوں اور اوزاروں سے عمل میں آسکتا ہے اور بناوٹی ترکیبیں بالکل آسان ہیں جبکہ پہلے چیز کی سطح کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ میں کسی بھی مقرر شدہ طرح۔ چاند دار۔ محراب دار۔ لعل دار یا دور دار کے لئے مزید حصّوں میں بانٹتے ہیں۔ اس طرح یہ حصص چھوٹے بن کر پھولوں یا دیگر بیلوں سے پُر کئے جاتے ہیں۔ ان کے پُر کرتے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر حصّہ کو مقابلتاً بنانا ہوتا ہے۔ اس لئے چیز کی بناوٹ پر صرف تقسیم کے وقت سوچنا پڑتا ہے اور باقی کام آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے طرحوں کی بناوٹوں پر نقاش کا دماغ بہت کچھ سوچ کر سیکھتا ہے۔

اس بھاگ دار طرح میں گل ولایت والی ہر ترکیب کو استعمال کر سکتے ہیں۔ بلکہ ایک وقت ایک ہی چیز پر مقابلتاً ہر طرح کو عمل دے سکتے ہیں۔ نمونہ کے لئے دیکھئے کتاب کا سرورق۔ بھاگ دار چیزوں کی زمین کو نقطوں سے بھرا جاتا ہے۔ اسی طرح زمین پر چھینٹا کر کے طرح کو مکمل کیا جاتا ہے۔ چیز کی سطح کو حصّہ کشی کر کے کئی خاص قسم کے برگوں سے تقسیم والے خطوط پر آراستہ کیا جاتا ہے۔

ان برگوں کو



فنی اصطلاح میں "بھنگہ برگ" کہتے ہیں اور کئی چیزوں پر کی گئی ترکیبوں سے کئے گئے حصّوں کو مختلف رنگوں کی لکیروں سے علیحدہ دکھایا جاتا ہے۔ کسی ترتیب سے بنتے ہوئے بھاگ دار طرح کو سطحی نظر میں دیکھنے پر مُتجع منقبض یا منتشب کہیں گے۔ بھاگ دار چیزوں پر مختلف ترکیبوں سے بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کو بنانے کے لئے زیادہ تر پرکار کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ چیز کی زمین پر جو حصّہ کشی کی جاتی ہے۔ وہ برابر ہونی چاہیئے۔ تبھی اس پر بنا ہوا نقشہ صحیح تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ ایک چیز پر دائرے لمبوترے اور محرابے ایک ساتھ دکھائے



جاتے ہیں جن میں مختلف ترکیبوں سے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ پلیٹ صفحہ نمبر ۱۶۱/۱۶۲ پر دکھائے گئے نقشوں کا غور سے مطالعہ کریں اور سمجھیں کہ کس طرح ایک بھاگ دار عمل میں لایا گیا ہے۔ بھاگ دار طرحوں کو سمجھنے کی خاطر چند خاکے دکھائے گئے ہیں جن کو چیزوں پر عملی شکل دیکر پھولوں سے بھرا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک طرح بغلدار بھی کہلاتا ہے جس کا خاکہ نمبر ۳ میں دکھایا گیا ہے۔ عام طور پر اس طرح میں چیز کے ڈھکنے اور تلہٹی کی جانب بغلیں یا محرابیں بنائی جاتی ہیں جن میں عموماً رنگدار چنار بنائے جاتے ہیں جس سے نئے طرحوں کا اجراء ہوتا ہے

شال

شال: جو کشمیر کی بہت قدیم اور مشہور دست کاری ہے۔ در اصل شال بُنے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ کپڑا صرف کپڑا ہونے کی وجہ سے مشہور نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کپڑے کی ساخت گل بوٹوں میں کی جاتی ہے۔ اور ان ہی گل بوٹوں کی بنائی میں ہاتھوں سے بُننے کے باعث تمام دُنیا میں مشہور ہو گیا ہے۔ چونکہ شال کو بُننے سے پہلے گل بوٹوں کا طرح نقاش ہی بناتا ہے۔ اس لئے نقاش نے ایسے طرحوں کو پیپر میشی کی چیزوں پر بنایا۔ شال کے طرح لا تعداد بنائے گئے ہیں لیکن پیپر میشی کی چیزوں پر بنانے کے لئے چند طرحوں کو ہی مخصوص کیا گیا ہے۔ اگرچہ نقاش ان خاکوں میں کچھ تبدیلیاں کرتے ہیں لیکن کچھ ترکیبیں اور بناوٹیں مخصوص رکھی گئی ہیں جن کی وجہ سے ان طرحوں کے نام بھی مختلف رکھے گئے ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ ذیل میں واضح کیا جاتا ہے۔

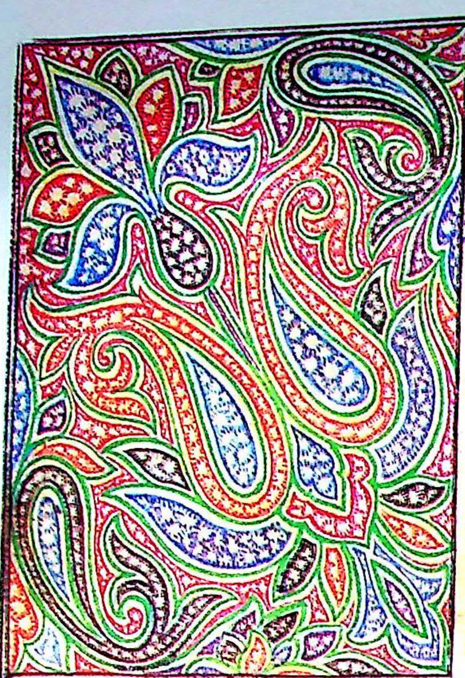
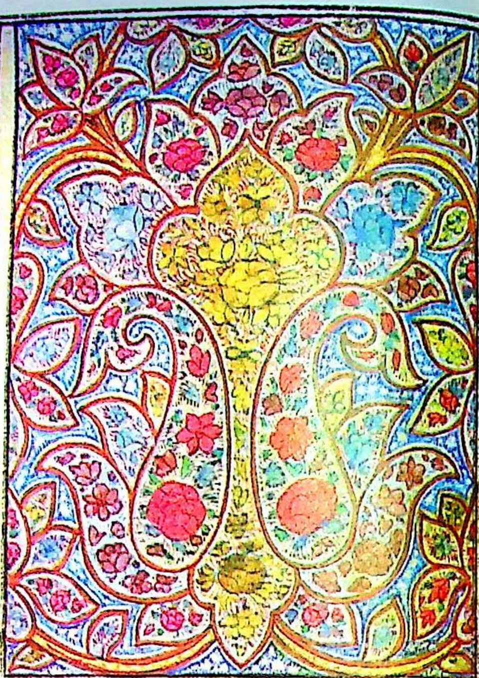
بادام شال: جب کہ شال کا ہر قسم ایک بند کی صورت میں بنایا جاتا

ہے جو چیز کا چوتھا یا آٹھواں حصہ ہوتا ہے۔ بادام کی شکل عام طور پر ایسی ہوتی ہے لیکن فن کارانہ آراستگی نے شال میں بنائے جانے والے بادام کی شکل کچھ اور ہی بنا دی ہے خصوصاً جو بادام شال پیپر میشی میں بنایا جاتا ہے۔ اس شکل کے بادام کو ضرور اس بند ترتیب سے بنا کر متوازی خطوں کی بیلوں سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ اگر اس بند کو مرکز سے شروع کرنا ہو تو بند کو چاروں کناروں سے جواب دار - REPE-AT ABLE بنایا جاتا ہے۔ تاکہ چیز کی حدود پر مکمل طور ہر طرح کی خاکہ کشی ہو سکے۔ جب کہ مرکز سے کنارے تک بند کو برابر بنایا جائے۔ تو کناروں پر خاکہ کشی کرنے میں کوئی تبدیلی نہیں لانی پڑتی۔ ہر قسم کے شال طرح کی بیل دو متوازی خطوں سے دکھائی جاتی ہے۔ اس طرح شال طرح میں بنائے جانے والے نقش نگاروں کے متوازی ایک سادہ خط رکھا جاتا ہے۔

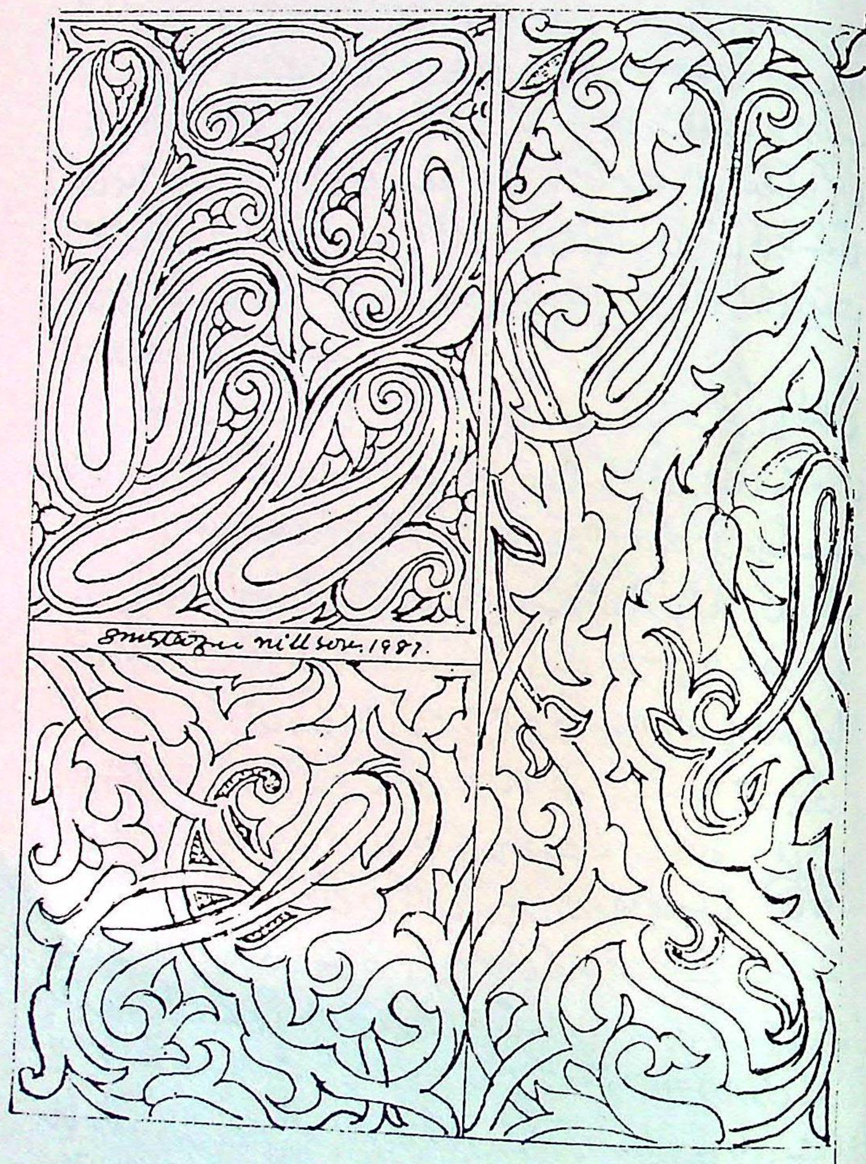
بادام شال طرح میں ہر نقش نگاری کے علاوہ بچے ہوئے کونوں اور گوشوں کو چھوٹے چھوٹے باریک خطوں سے مزین کیا جاتا ہے۔ ان طرح کو عموماً ورق طلائی یا نقرئی (چسپاں شدہ) زمین پر بناتے ہیں۔

بادام شال: جب کہ ایک چیز کو بہت سے حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کا بند مقرر کرتے ہیں جس میں ایک یا ایک سے زیادہ (جیسی کہ چیز بڑی ہو) بادام بنا کر تمام حصوں میں (اسی تعداد کے بادام بن کر) بادام ہی بادام نظر آتے ہیں۔ اس لئے اس ترکیب سے بنے ہوئے طرح کو بادام شال کہتے ہیں۔ سمجھنے کی خاطر پلیٹ پر ایسے طرح کو دکھایا گیا ہے۔ اس قسم کے طرح کو مشجر منقیص کہتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کی نقش نگاری بالکل نزدیک نزدیک ہوتی ہے۔

بھاگی شال۔ بھاگ کے معنی ٹکڑا یا حصّہ کے ہیں جیسا کہ بھاگ دار طرح میں وضاحت کی گئی ہے کہ چیز کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے گل بوٹے بنائے

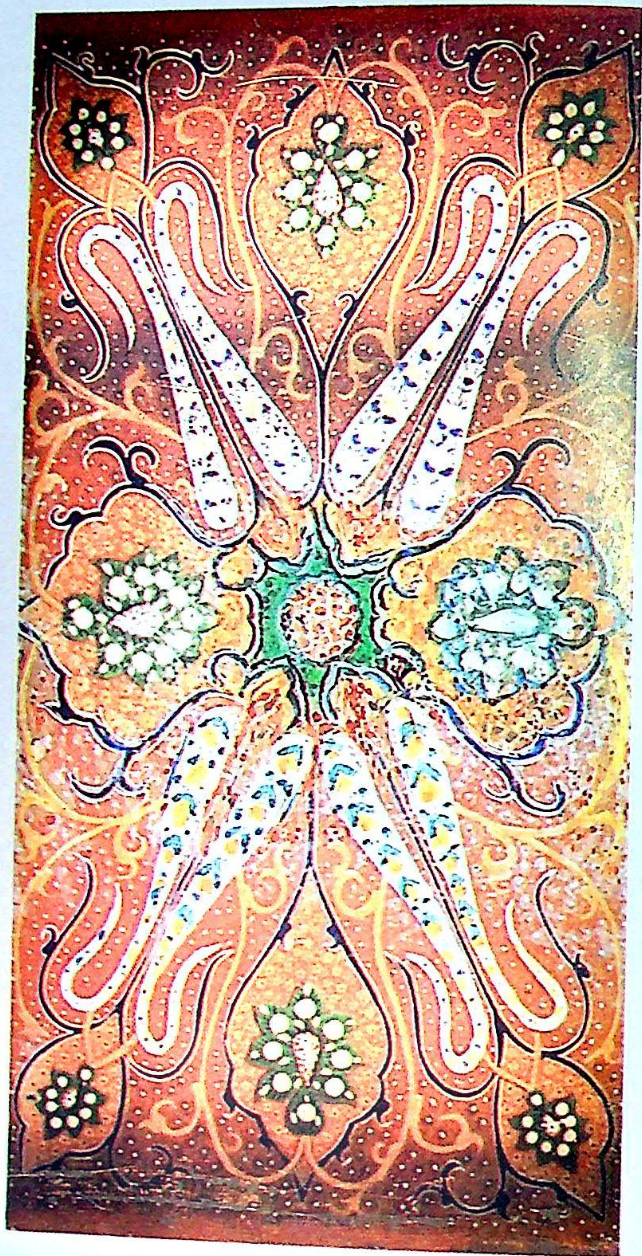





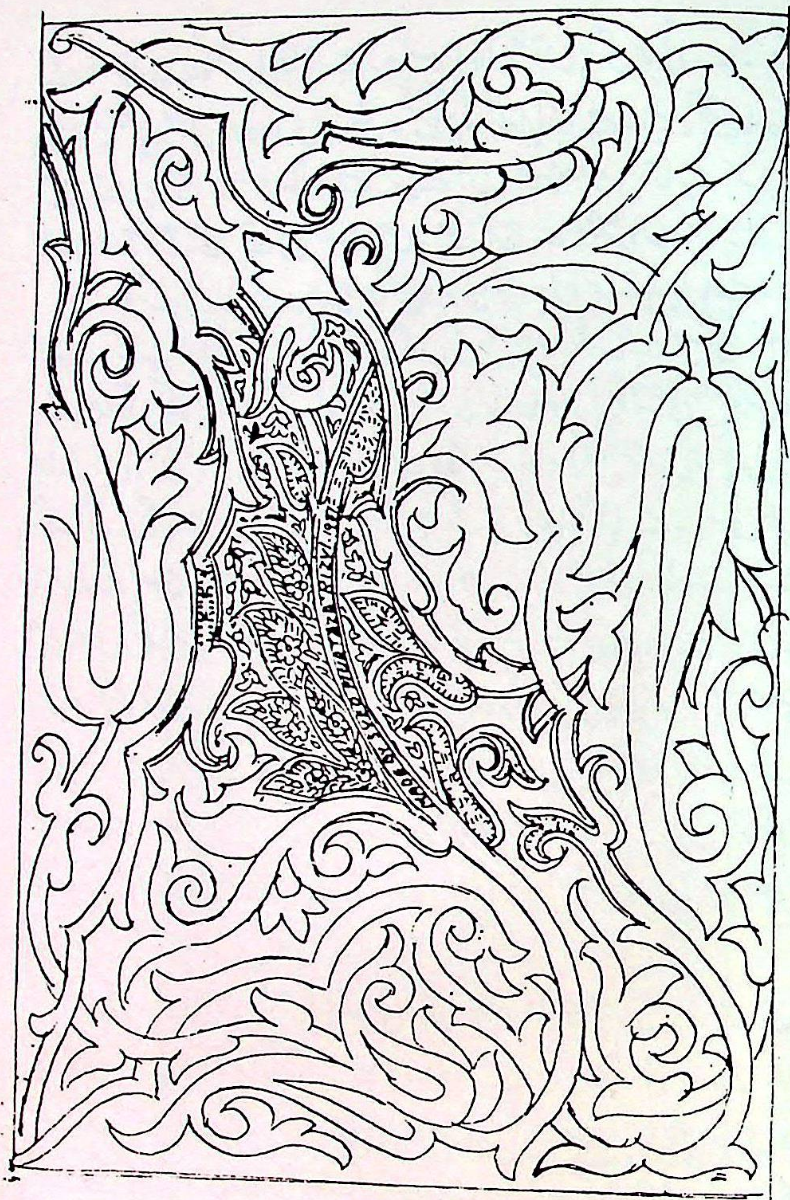

1987

جاتے ہیں۔ اسی طرح شال طرحوں کو چیزوں پر بنانے کے خاطر پہلے بند تیار کئے جاتے ہیں۔ ہر طرح کی خاطر پہلے ایک بند میں تمام باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یعنی بادام کہاں آئے گا۔ اس بادام کے مقابلہ میں کون سی شکل جواب دار بنائی جائے گی۔ تاکہ دوسرے بند کے ساتھ میل کھائے۔ بیل کا توازن کیسے قایم رہے گا۔ خصوصاً بھاگ دار بناتے وقت بھاگوں میں رنگ بھرنے کے لئے بہت سوچنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی بند میں چیز کے تمام حصوں کے رنگوں کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آیا کس حصے میں کون سا رنگ آئے گا اور اس کے مقابل میں کس رنگ کی بھرائی کی جائے گی۔ اسی طرح بھاگ بنانے کے متعلق سوچنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس طرح کی ساری زینت ان ہی دو باتوں پر منحصر ہے۔

۔بھاگ یا بھاگوں میں رنگ بھرائی۔ بھاگ دار شال نقرئی یا طلائی زمین پر بنایا جاتا ہے اور طرح کی خاکہ کشی کر کے رنگ بھرائی کی جاتی ہے۔ اس طرح نقرئی یا طلائی گل کاری نمایاں ہوتی ہے جس کو "مہین" کہتے ہیں۔ بھاگ دار شال میں کسی خاص قسم کی گل کاری نہیں ہوتی ہے۔ پھر بھی معمولی گل کاری کی خاکہ کشی ہر بھاگ میں کی جاتی ہے جو رنگوں کی بھرائی کے بعد سنہری یا نقرئی رہ جاتی ہے (جیسی کہ زمین ہوگی) اس گل کاری میں رج کو نمایاں طور پر دکھایا جاتا ہے جو کہ اس طرح کے لئے خاص رنگوں سے بنانا مقرر ہے۔ یہ رج چھ برگی سفید پھول کی صورت میں لاجورد اور قرمزی رنگوں سے مقابلتاً پرداز کیا جاتا ہے۔ بھاگئی شال کے طرح کو سینکڑوں ترکیبوں سے بنایا جا سکتا ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ نئی نئی ترکیبوں کے ساتھ نئے نئے طرح بنانے چاہیں۔ اس طرح کے بھاگ اور بیل بوٹے اکثر تنگ اور باریک ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے مسجع منشعب کہلاتا ہے۔ اس قسم کا شال طرح اکثر سقفوں اور دیواروں پر بنایا جاتا ہے (یاد رہے سقفوں کے لئے لکڑی کے تختوں پر نقاشی کی جاتی ہے) یہ تختے ناپ طول کر کے مساوی حصّوں میں بانٹ کر بنائے جاتے ہیں جیسے لکڑی



18th century shawl - Tarah papier Mache specimen at Shalimar Garden Baradari, Srinagar



کے ساختوں پر نقاشی کی جاتی ہے۔ ویسے ہی ان تختوں پر کی جاتی ہے۔ اگلے
۱۸۸ صفحہ پر مشہور مغل بارہ دری میں لگے ہوئے تختے کا فوٹو دکھایا گیا ہے۔ ایسے تختے بارہ دری
کے سقف پر آج سے سو سال پہلے کے بنے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے
شال طرح آج بھی اتنے ہی مقبول ہیں۔ جتنے آج سے سینکڑوں سال پہلے تھے۔

وٹہ شال : یہ طرح بھاگئی دار کی ترکیبوں پر بنایا جاتا ہے۔ فرق
صرف اتنا ہے کہ اس کے حصوں یا بھاگوں کی زمین کو رنگوں سے مہین کام نہیں
بنایا جاتا۔ بلکہ بھاگ بنا کر یا داموں یا کنول نما خاکوں (جو کہ علی العموم بنائے
جاتے ہیں) میں جو گل کاری کی جاتی ہے وہ کہیں بادام یا کہیں کنول نما پھول میں
الگ الگ رنگو ں سے کی جاتی ہے جیسا کہ پلیٹ پر دکھایا گیا ہے۔ اس طرح
بنائے گئے پھول۔ بلبلیں اور گھاس پتے ایک دوسرے کے متوازی دکھائے جاتے
ہیں۔ اس رنگ بستہ پر کسی قسم کی پرداز یا تحریر کشی نہیں کی جاتی ہے۔ اس لئے
اس طرح کو وٹہ شال کہتے ہیں۔ کیونکہ کشمیری اصطلاح میں وُٹہ کا ایک معنی
"بند" یعنی اَن کھلے پھول ہے۔ اس لئے ان بھاگوں یا باداموں میں رنگ
بستہ کئے ہوئے بیل بوٹوں کو (وُٹہ) بند ہی سمجھا جاتا ہے۔ ایسے طرح کو ترتیبوں
کا تغیر تبدل کر کے بنایا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی خاکہ کشی مہین (باریک) نہیں
ہوتی اس لئے مسبح منتعب کہلاتا ہے۔

ناعِر شال : ناعِر شال کشمیری لفظ نُور کا صیغہ جمع ہے۔ جب کہ لفظ
نُور جمنی یا نلکے کا معنی رکھتا ہے اور فنی اصطلاح میں کم چوڑائی والے دو
متوازی خطوں کو کہتے ہیں۔ شال یا داموں یا کنول نما خاکوں کو ان ہی دو
متوازی خطوں سے وابستہ رکھا جاتا ہے۔ اس قسم کے طرح کو دو متوازی
خطوں والی بیل پر چھوٹے بڑے بوٹوں کو ملاتی ہیں۔ اس طرح اس بیل
کو طرح کا بہت زیادہ حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے اس طرح کو ناعِر شال کہتے
ہیں۔ اس قسم کے طرح میں پھولوں کو شبیہہ کے انداز پر نہیں بنایا جاتا۔ بلکہ



پنج برگی انداز پر پھولوں کی جگہ خالی رکھ کر بچے ہوئے کونے اور گوشے بالکل چھوٹے چھوٹے خطوں سے کہربتر = کاہ ریز۔ گھاس کے باریک تنکے کی طرح پُر کئے جاتے ہیں۔ کسی چیز پر بنانے کے لئے اس طرح کا بند بنا کر ہر حصّہ پر بنایا جاتا ہے۔ ایسی ترتیب سے بنا ہوا طرح مسجع منقبض کہلاتا ہے۔

جمگل شال: جمگل بجائے خود ایک طرح ہے جو عموماً حاشیوں میں بنایا جاتا ہے۔ اس کے گل شگوفے ہزارہ طرح سے لئے گئے ہیں۔ ان کی ترتیب بغیر بیل کے دی جاتی ہے۔ پھولوں کی ترتیب بھی اندازاً ہزارہ طرح پر رہی گی جاتی ہے۔ چونکہ شال طرح کے بند چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں (جب کہ کسی چھوٹے چیز پر بنایا جائے، جبکہ سقفوں کے تختوں کے لئے بڑے پیمانہ کے بند بنائے جاتے ہیں) اس لئے ان بندوں میں شال طرح کے خاکے بنا کر ان میں جمگل کے پھول پتے بھرے جاتے ہیں۔ ان پھول پتوں پر اگرچہ پرداز نہیں دی جاتی لیکن برگ کشائی اور وغیرہ کام کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ پلیٹ پر نمایاں ہے۔ یہ طرح عموماً باریک باریک گل بوٹوں اور بادموں کا بنایا جاتا ہے۔ اس لئے مسجع منقبض کہلاتا ہے۔

مُنبت شال (ELEVATED) منبت گل بوٹوں کو اُبھار کر بنانے کو کہتے ہیں۔ اس چیز کی زمین (سطح) تہہ اور گل بالا رہتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت زمین لیست بن جاتی ہے۔ جبکہ گل بوٹوں کو گاڑھے رنگوں کا استر رکھا جاتا ہے اور وہ اُبھر جاتے ہیں۔ منبت شال طرح کے لئے کوئی خاکہ خاص طور پر مقرر نہیں ہے۔ البتہ کسی بھی شال طرح کے خاکہ پر گاڑھی استر کاری کر کے گل بوٹوں اور بیلیوں کو اُبھارا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں وُسَطہ شال کا خاکہ زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں گل بوٹے موٹے موٹے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے منبت کاری ایسے ہی خاکوں والے شال طرحوں پر کی جاتی ہے منبت کار شال طرح کے گل بوٹے آزاد اور واضح بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے

مسجع منشعب کہلاتا ہے۔

رنگۂ شال: رنگ تو عام رنگوں کو کہتے ہیں۔ اس طرح کا نام اسلئے رنگۂ شال کہا جاتا ہے کیونکہ یہ طرح بغیر سونے چاندی کے صرف رنگوں سے بنایا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں باقی طرحوں کے خاکوں کو نقرئی یا طلائی زمینوں پر بنایا جاتا ہے۔ اس طرح رنگہ شال طرح کی زمین بھی رنگین ہی ہوتی ہے۔ یہ طرح نقاشی کے عام طرحوں کے مانند بن جاتا ہے۔ فرق صرف خاکہ کی ترتیب میں ہوتا ہے۔ اس قسم کے طرح میں جو گل بوٹے بنائے جاتے ہیں وہ ہزارہ طرح سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ طرح عام طور پر سکھ حکمرانوں کو پسند تھا۔ باقی شال طرحوں کی طرح اس طرح کے لئے کوئی خاص ترتیب مقرر نہیں بلکہ ہر ترتیب سے بنے ہوئے شال طرح کو رنگین زمین پر رنگوں سے مکمل کرکے رنگہ شال کہلاتا ہے۔ یہ طرح خصوصیت کے ساتھ سقفوں اور دیواروں پر بنایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے خاکہ کی نوعیت آزادانہ ہوتی ہے اور مسجع منشعب کہلاتا ہے۔ شال کے طرحوں کے جو نام جتلائے گئے ہیں۔ یہ تو دراصل ترکیبوں کے نام ہیں۔ ورنہ طرح کی تبدیلی خاکہ پر ہوتی ہے جس کے بناء پر ہزاروں طرح وجود میں آسکتے ہیں۔ کیونکہ ایک نقاش کا دماغ ہر وقت نئی نئی تبدیلیوں اور سجاوٹوں کا متلاشی ہوتا ہے۔ کسی بھی ترتیب پر شال کا کوئی بھی طرح بنانا بالکل آسان ہے۔ اس لئے اس طرح کو سمجھنے اور بنانے کی کوشش کریں۔

دور دار۔ کتاب کے پہلے حصہ میں سمجھایا گیا ہے کہ ہم مرکزی دائرے بناکر مرکزی دائرہ فنی اصطلاح میں چاند اور باقی دائروں کے حدود دَور کہلاتے ہیں جس کسی چیز پر اس قسم کے دائروں میں گل بوٹے بناتے ہیں۔ دَور دور کہلاتا ہے۔ لیکن دور دار طرح خاکہ کی ترتیب کے لحاظ سے مخصوص طرح کہلاتا ہے۔ اس کے دَوروں میں ٹینڈ[1]۔ اسلیم[2]۔ گندر[3] اور ژرکل[4] دار خاکے بنائے جاتے ہیں چاند

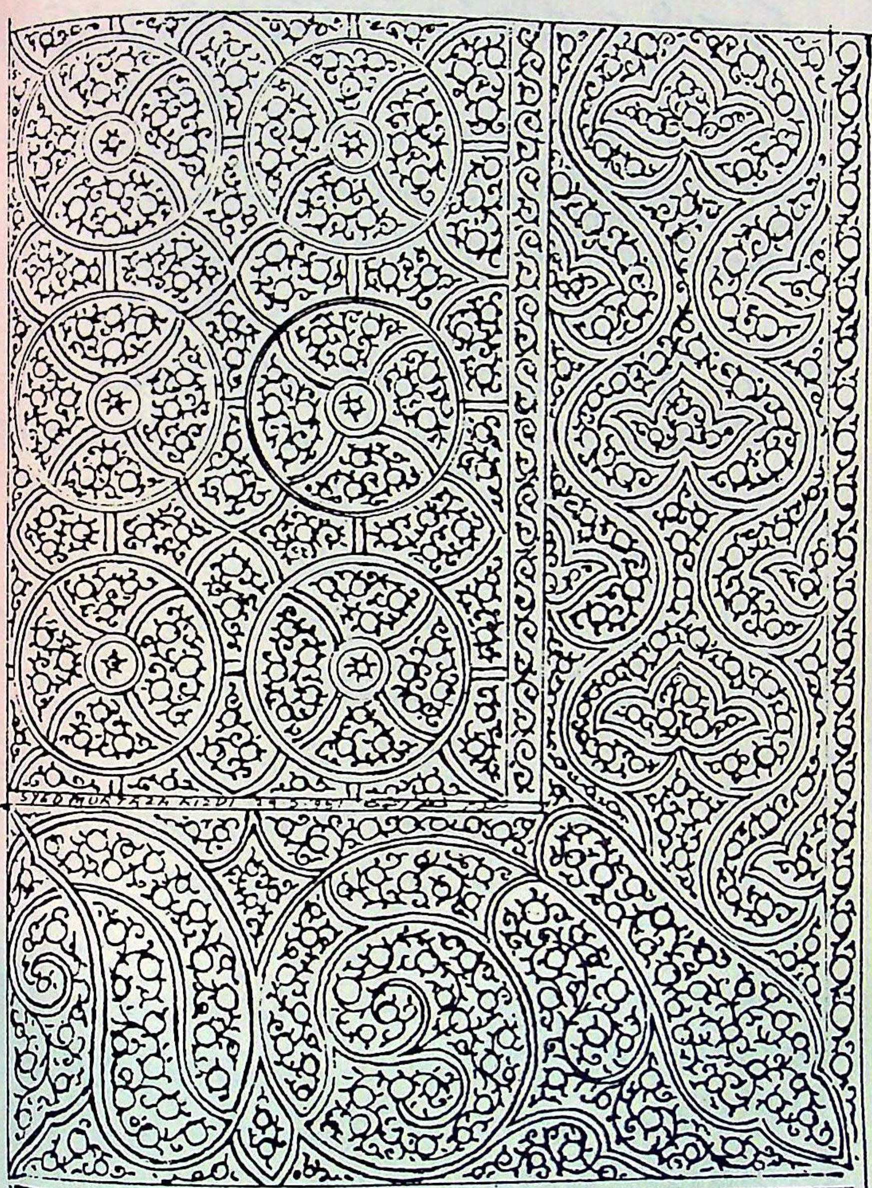
[1] ٹینڈ۔ ہاتھ کی انگلی کے سرے کو ٹینڈ کہتے ہیں [2] اسلیم ایک سپنیل کا نام ہے [3] گیندر چھوٹا گلدستہ تین چار پھولوں کے گلدستہ کو گندر کہتے ہیں [4] ژرکل دراصل کسی گول شکل والے چیز جیسے سبزی آلو مولی کو کاٹ کر پتلے حصے کو ژرکل کہتے ہیں۔



اور باقی کونوں میں ہزارہ طرح کے گل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کو دور دار ہزارہ کہتے ہیں۔

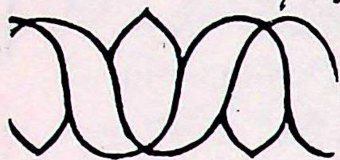
دوروں میں بنائے جانے والے خاکے بجائے خود الگ الگ ترتیبوں سے بنائے جانے کے باعث الگ الگ طرح کہلاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں سے کسی ایک کو کسی بھی چیز پر مکمل طور پر بنایا جاتا ہے۔

ٹنٹڈ: یہ پنجرہ کاری کے طور پر گھونگھر یالے خط کا نقشہ ہے۔ جبکہ انگلی کے سرے کو کشمیری میں ٹنٹڈ کہتے ہیں جس پر قدرت کی بنائی ہوئی لکیریں گھونگھر یالے خط میں بنی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس طریقہ پر بنائے جانے والے طرح کا نام ٹنٹڈ رکھا گیا ہے۔ اس خط کو بعد میں چھوٹے چھوٹے گھونگھروں کو جوڑ کر معیّنہ جگہ پر پھیلایا جاتا ہے اور ٹکڑوں کی صورت میں منشعب قسم کے طرحوں والی چیزوں کی زمین کو پُر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے خط وغیرہ طلائی یا نقرئی بنائے جاتے ہیں۔ جب کہ کسی چیز کی حد معیّن میں اس خط کو بنانا ہو تو لذاب کے استعمال سے گھونگھر یالے خطوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر چیز کی حد معیّنہ کو پُر کرتے ہیں۔ بعد میں ان گھونگھر یالے خطوں کو چھوٹے چھوٹے باریک خطوں سے دندانے دار بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کو مکمل کرنے میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ گھونگھر ایک ہی سائز کے بن جائیں۔ دوم گھونگھر یالے خط ایک ہی موٹائی اور توازن میں بن جائیں۔ ایسا کرتے کے بعد اس پر نقرئی یا طلائی اوراق چسپاں کئے جاتے ہیں۔ جن کو درمیانی ا... ے سرے سے اس لذاب پر تھاپا جاتا ہے۔ ورقوں کو چسپاں کر کے روئی سے آہستہ آہستہ صاف کرتے ہیں۔ تاکہ زمین پر طلائی یا نقرئی تنکے نہ رہ جائیں یہ صفائی


SYED MURTAZA RIZVI



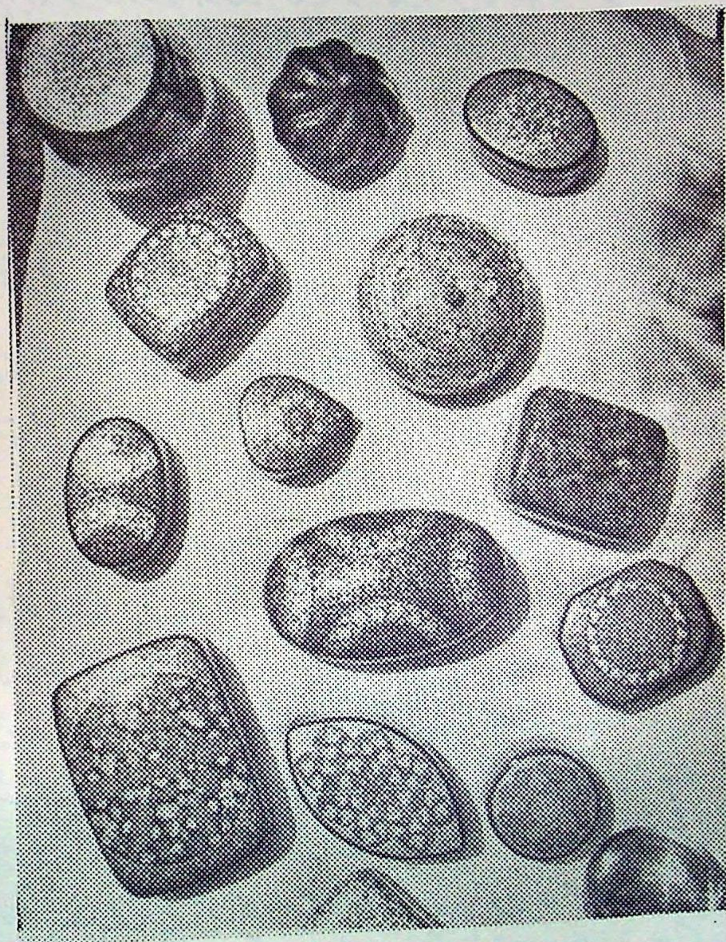
کرنے کے بعد اس طرح کو مکمل کرنے میں کوئی اور ترکیب نہیں کرنی پڑتی ۔ یہ طرح عام طور پر حاشیوں اور دَوروں میں ہی بنایا جاتا ہے ۔



اسلیمی ۔ یہ ایک بیل ہے جس کا تذکرہ کتاب کے پہلے حصّہ میں کیا گیا ہے ۔ لیکن یہاں دوہری بنائی جاتی ہے ۔ ان دو بیلوں کے اُوپر محرابی قوسیں جڑی ہوئی بنائی جاتی ہیں ۔ جو زمین کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرتی ہے ۔ ان حصوں کو نقطوں، چھوٹے قوسوں اور گھونگھریالے خطوں سے پُر کیا جاتا ہے ۔ اس کی بناوٹ میں خط کی یکساں موٹائی اور توازن کا خیال رکھنا پڑتا ہے ۔ لہٰذا ب سے ان خطوں کو بنا کر ورق طلائی یا نقرئی چسپاں کئے جاتے ہیں ۔ اکثر دوروں اور حاشیوں میں ہی بنائی جاتی ہے ۔

ژُنگل دار ۔ ژُنگل دراصل کشمیری اصطلاح میں کسی چھوٹے دائرہ یا دائرہ نما شکل کو کہتے ہیں (بلکہ اُس چھوٹے قطعہ زمین کو بھی جو مستطیل یا مربع صورت میں ہوتا ہے) چونکہ اس طرح کو دائروں میں بنا کر ہی مکمل کیا جاتا ہے ۔ اس لئے فنی اصطلاح میں ژُنگل دار کہتے ہیں ۔

اس کی بناوٹ : حدود میں چھوٹے چھوٹے قطروں والے دائروں کے باہر ہم مرکزی بڑے قطر والے دائرے بنا کر چھوٹے دائروں کو محرابی خطوں سے ملایا جاتا ہے ۔ اس طرح زمین کئی حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے ۔ جن کو نقطوں اور گھونگھریالے خطوں سے پُر کرتے ہیں ۔ اسکی بناوٹ میں دائروں اور باقی خطوں اور نقطوں کی موٹائی یکساں رہتے اور توازن برقرار رکھنے کا بہت خیال رکھنا پڑتا ہے جس سے یہ طرح خوش نما بن جاتا ہے ۔ چونکہ یہ مہین کام ہے اس لئے ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ خطوط کا بگاڑ اور کہیں موٹاپن یا کہیں پتلاپن اس طرح کو اپنی خصوصیت پر نہیں رکھتا ہے ۔ اس لئے اس طرح کو مکمل کرتے وقت ہوش رکھنا



چاہیے۔ یہ طرح کبھی کبھار کسی چیز پر مکمل طور پر بنایا جاتا ہے اور عام طور پر حاشیوں اور دوروں میں ہی کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس ژشکل دار ٹمنڈ طرح کو کسی چیز کی ساری سطح پر خصوصی طور پر طرح کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ جبکہ لذاب کے استعمال سے طرح کے ژشکل اور ٹمنڈ وغیرہ مکمل کر کے سونے یا چاندی کے ورق چسپاں کر کے۔ یہ طرح روغن لپائی کر کے مکمل ہو جاتا ہے۔ مکمل ترکیب کے لئے دیکھئے صفحہ نمبر ۱۷۴

گُنڈر: کشمیری اصطلاح میں پھولوں کے چھوٹے گچھے کو کہتے ہیں۔ اس گچھے کی شکل مخروطی بن جاتی ہے۔ اس مخروطی شکل میں نقاشوں نے دو تین چھوٹے پھولوں کو اسلیمی بیل کے طرز پر ترتیب دی ہے جو گنڈر کہلاتی ہے۔ دوہری محرابی بیل کے اندر پھولوں کی بناوٹ اسلیمی بیل کی طرز پر پانچ یا چھ برگوں والے پھولوں اور سہ برگی کلیاں اوپر اور نیچے وابستہ رکھی جاتی ہیں۔ اور پیدا شدہ گوشوں میں سہ برگی کے ساتھ ایک یا دو برگی دانے جیسے دائیں بائیں رکھے جاتے ہیں۔ یہ پھولکاری سفید رنگ سے کی جاتی ہے۔

مخروطی شکل کو صحیح اور اس طرح کشش آور بنانے کے لئے یادداشت کے سہارے مخروطی شکل میں آب زر کی کھریز (چھوٹے چھوٹے خطوں) سے بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کو مکمل کرنے کے لئے ایک بات کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے کہ مخروطی شکلوں کے درمیان متوازی نالیاں پیدا ہوں۔ جبکہ چیز کو اس طرح سے پُر کیا جاتا ہے تو ان نالیوں کا نقشہ دلکش بن جاتا ہے۔ بسا اوقات یہ طرح چیز کی ساری حدود پر کیا جاتا ہے عموماً چیزوں کے حاشیوں اور دوروں میں ہی کیا جاتا ہے۔ جبکہ دوردار طرح میں ان ہی طرحوں کے دور علی الترتیب بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ، بتایا گیا کہ چاند اور گوشوں میں عام طور پر ہزارہ طرح کی گل کاری کی جاتی ہے۔ جیسا کہ پلیٹ پر دکھایا گیا ہے۔

گنٹدر، پیپرمیشی کے بازار میں یہ طرح بالکل پسند کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کی بناوٹی ترکیبوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی بھی چیز کی اندرونی سطح کو صرف گنٹدری طرح سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ یہ طرح باریک اور نزدیک بنایا جاتا ہے اس لئے اس طرح کو معرفہ منقبض کہتے ہیں۔

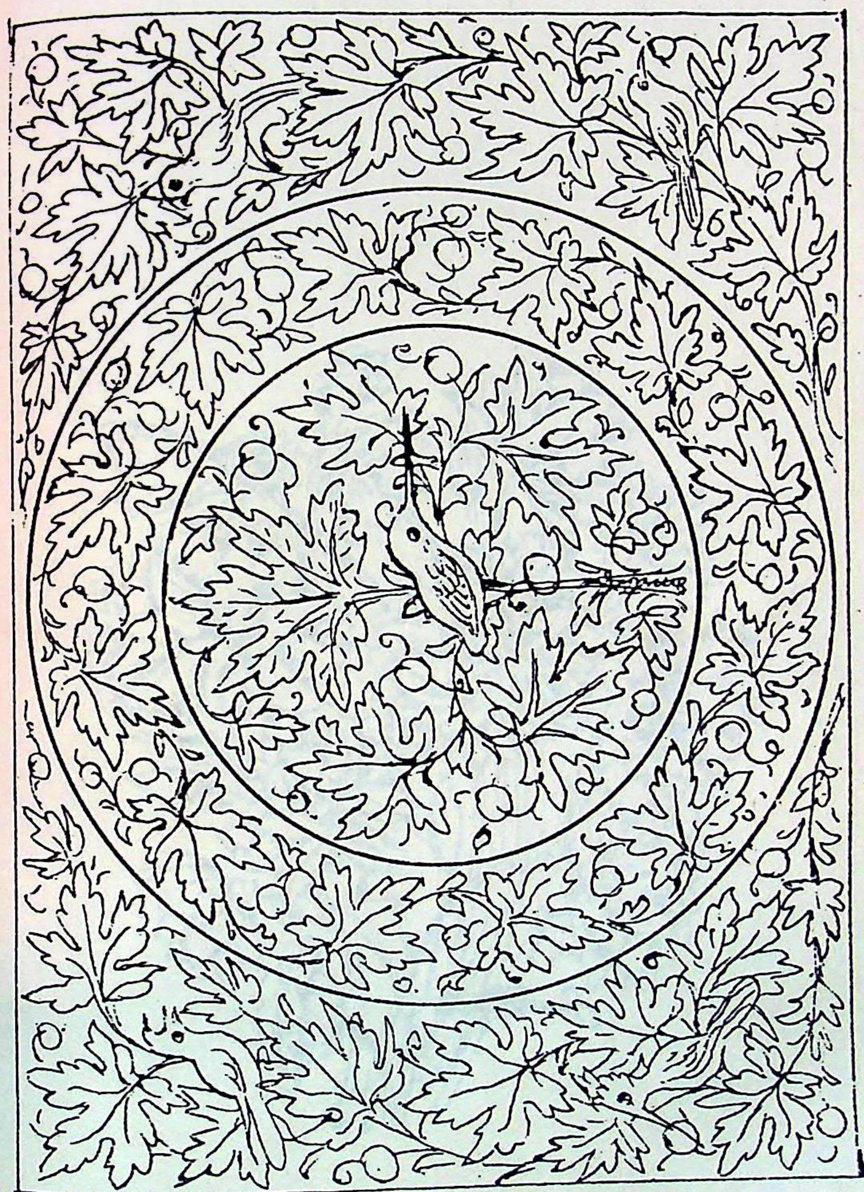
ڈل: دراصل سرینگر میں ایک بہت بڑی جھیل ہے۔ لیکن اس میں کنول پھولوں کا نظّارہ جگہ جگہ آشکارا ہوتا ہے۔ اس نظّارہ کو نقاشوں نے یادداشتی تصویرکشی کرکے چیزوں پر بنا دیا جو ڈل طرح کے نام سے مشہور ہے۔

عام طور پر جو ڈل طرح چیزوں پر بنایا جاتا ہے۔ نظارہ کا عین عکس نہیں ہوتا۔ بلکہ ڈل کے ہر گل بوٹے کو اس طرح میں ایک ساتھ دکھایا جاتا ہے۔ ان سارے گل بوٹوں میں زیادہ دلکش کنول کا پھول ہے۔ اس لئے تعداد میں بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس طرح کی بناوٹی ترکیب یہی ہے کہ چیز پر کنول کے پھولوں کے علاوہ ڈل میں پیدا ہونے والے تمام پھولوں کو اس طرح آراستہ کیا جائے کہ چیز دلکش بن جائے۔ کنول کے ساتھ کلیوں اور کلیوں کو دکھایا جاتا ہے۔ کنول کی گھاس پتیاں گول ہوتی ہیں۔ لیکن اکثر ہوا کے دباؤ اور قدرتی ترتیب سے مختلف صورتوں میں عیاں ہوتے ہیں۔ اس لئے نقاش بھی ان ہی صورتوں کو مختلف جگہوں پر آراستہ کرتا ہے۔ اسی طرح کنول بھی مختلف صورتوں میں ہوتے ہیں۔ کوئی پورے طور پر کھلا ہوتا ہے۔ کوئی ابھی کلی کے مانند ہوتا ہے۔ لہذا ہر صورت میں دکھانے سے مختلف شکلیں بن جاتی ہیں۔ عام طور پر کنول گلابی رنگ اور زرد رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار کوئی کنول سفید رنگ کا بھی ہوتا ہے نیلوفر بھی سفید ہوتا ہے جس سے رنگ آمیزی کا توازن برقرار رہتا ہے۔ ڈل طرح میں عموماً رام چڑیا (KING FISHER) کنگ فشر کو کئی صورتوں میں دکھایا جاتا ہے۔ جبکہ بطخ۔ مرغابی۔ بگلے بھی دکھائے جاتے ہیں جن کو اپنے اپنے انداز پر دکھانے سے یہ طرح نہایت ہی دلکش بن جاتا ہے جیسا کہ پلیٹ









پر دکھایا گیا ہے۔ اس طرح کے گل بُوٹے وغیرہ موٹے اور دور دور بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے مقلوب منتعب کہتے ہیں۔

چنار: ایک تناور مشہور درخت ہے۔ چنار درخت کا فارسی نام ہے جبکہ اس درخت کو انگریزی میں پوپلر (POPLAR) اور کشمیری میں "بُوِن" کہتے ہیں۔



اس کے گھاس پتے بہت نوکوں والے ہوتے ہیں۔ ہر برگ سارے چنار کی تصویر سا ہوتا جبکہ چنار کے برگوں کو چھوٹے جدول میں بنا کر چیزوں پر آراستہ کیا جاتا ہے کسی وقت چنار کی شاخ کو برگوں سمیت قدرتی صورت میں دکھا کر موسم خزاں کے رنگوں میں بنایا جاتا ہے۔ اس قسم کی رنگ آمیزی میں یہ چنار پتے نہایت ہی دل پسند بن جاتے ہیں۔ اکثر چیزوں پر چنار برگوں کو غیر قدرتی نوعیت میں بنا کر مختلف ناموں والے چنار کہلاتے ہیں۔ مثلاً جب لذاب سے چنار برگوں کو نقرئی اوراق چسپان کئے جاتے ہیں۔ تو نقرئی چنار کہلاتا ہے۔ اسی طرح طلائی اوراق چسپان کرنے پر طلائی چنار کہلاتا ہے۔ جب سبز رنگوں کی بجائے سُرخ۔ گلابی۔ ملائی۔ نیلا۔ بنفشہ اور زرد وغیرہ رنگوں سے بنائے جاتے ہیں۔ تو رنگہ چنار کہلاتے ہیں۔ اسی طرح جب اُبھار کر بنائے جاتے ہیں تو منبت چنار کہلاتے ہیں۔ چنار کی شاخوں پر اکثر رام چڑیا۔ ہُدہُد۔ مینا۔ بُلبُل۔ طوطا وغیرہ پرندے بنائے جاتے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ رام چڑیا مختلف صورتوں میں بنائی جاتی ہے۔

چنار کے برگوں کو اسلیمی بیل کے ساتھ وابستہ کر کے حاشیوں اور دوروں میں بنایا جاتا ہے۔ مختلف رنگوں کے چنار بنا کر اُوپر باریک باریک لکیریں طلائی یا نقرئی سے دی جاتی ہیں۔ بھاگئی دار طرحوں میں جگھوں

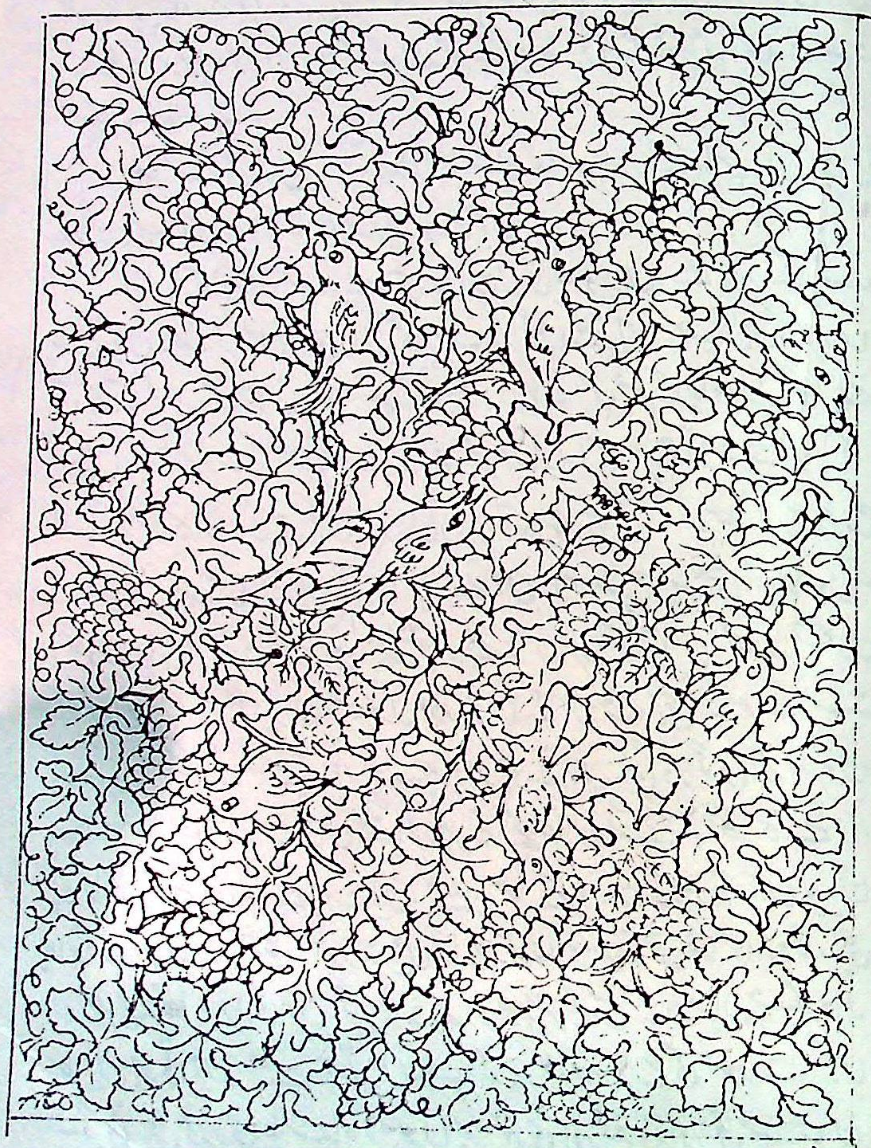
کو معین کر کے چنار کے برگ بنائے جاتے ہیں۔ یہ طرح عام طور پر دُور دُور پھیلایا ہوا بنایا جاتا ہے۔ اس لئے مقلوب منشعب کہتے ہیں۔

"زنبق"

سفید رنگ کا پھول ہے جس کو پیپرمیشی کی چیزوں پر ایک طرح کی صورت دے کر بنایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ پھول سفید ہے اس لئے اس کو عموماً نقرئی یا طلائی بناتے ہیں۔ اس پھول کو متعدد یا رگھونگھریالی بیل پر وابستہ کر کے چیزوں پر دکھایا جاتا ہے۔ جیسے ٹُنڈ کا طرح بنایا جاتا ہے۔ ویسے ہی زنبق کو بیل پر متواتر کلیوں اور گھاس پتیوں سمیت بناتے ہیں۔ اس طرح کی خاکہ کشی نہیں کی جاتی ہے۔ بلکہ لزاب رکھتے کے وقت ہی بیل اور پھول وغیرہ ایک ساتھ بناتے ہیں۔ اس طرح میں پرندوں کو چھوٹے پیمانہ میں دکھاتے ہیں۔ یہ طرح نزدیک نزدیک پھولوں کو آراستہ کر کے بناتے ہیں اس لئے اس کو مقلوب منقبض کہتے ہیں۔ واضح طور پر سمجھنے کے لئے دکھائی گئی پلیٹ صفحہ نمبر   کا استفادہ کریں۔

(تاک یا انگور بیل) کشمیر کی مشہور میوہ والی بیل ہے۔ اگرچہ اس کے پھول بڑے نہیں ہوتے۔ لیکن خود بیل اور اسکے مخمسی پتے اور انگور کے دانے ایک ساتھ نہایت ہی دلکش لگتے ہیں۔ اس لئے نقاشوں نے اس کو ایک طرح کی حیثیت دیکر چیزوں پر آراستہ کیا ہے۔ تجارتی بازار میں چنار کی طرح یہ بھی بہت ہی مقبول ہے۔ اس طرح کو طلائی نقرئی یا موسم خزان کے تصور میں دکھاتے ہیں۔ جبکہ اس طرح کو منبت بنا کر طلائی یا نقرئی اوراق چسپان کئے جاتے ہیں تو بہت ہی پسند دیدہ طرح بن جاتی ہے۔ برگوں پر عموماً مختلف رنگوں سے



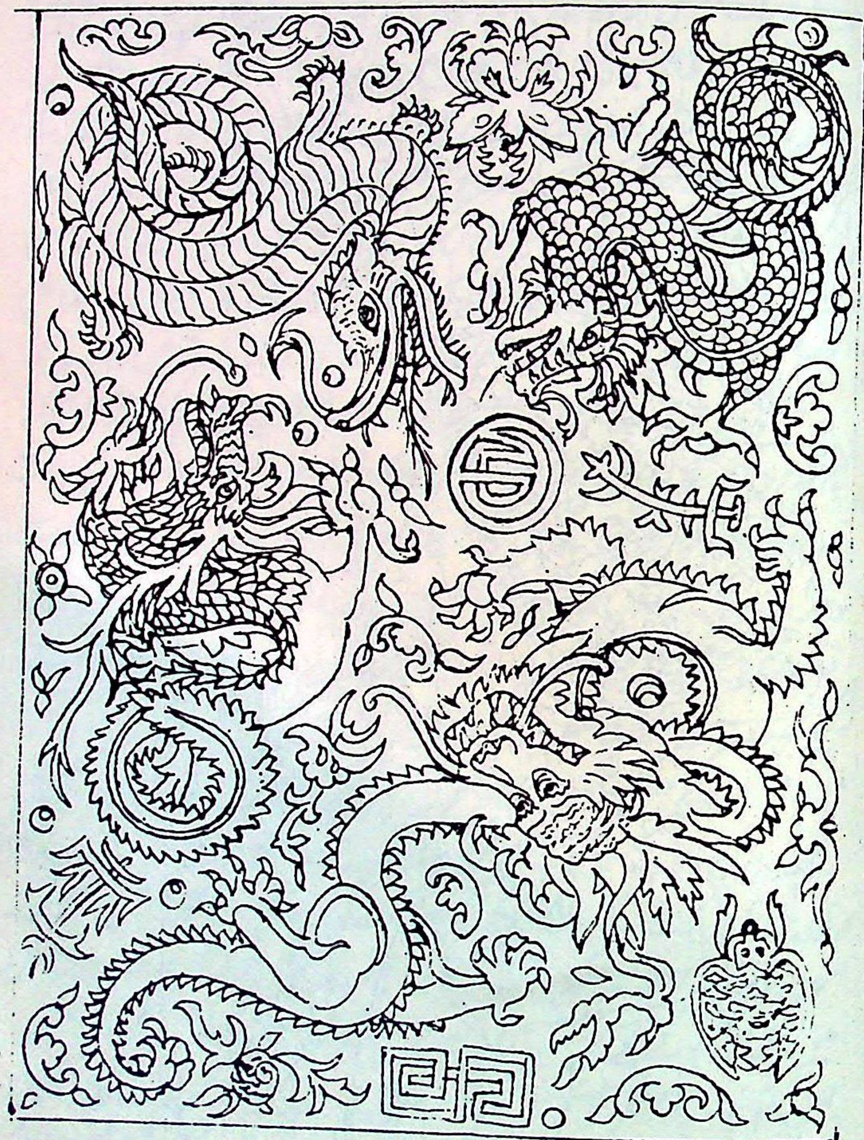


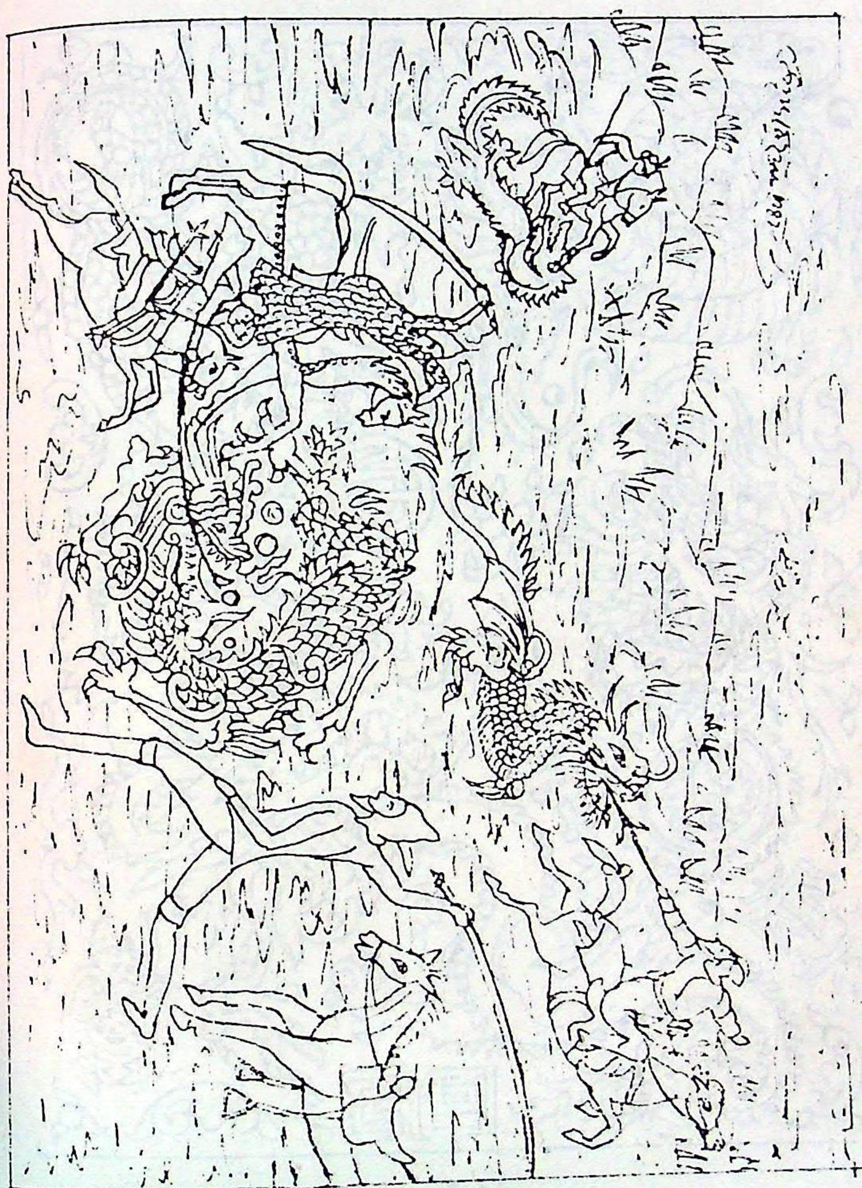
پرداز کی جاتی ہے اس میں عموماً پرندوں کو دکھایا جاتا ہے۔ عام طور پر اس طرح کو چنار کے طرز پر بھی طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ چونکہ طرح کی شاخ و برگوں کو دور دور کر کے اور موٹے پیمانہ میں بناتے ہیں اس لئے مصرفہ منشعب کہلاتا ہے۔

لہاسہ ڈراگون: کشمیر لداخ کا ہمسایہ لہاسہ جہاں کے سانپ اژدھے یا ڈراگون بہت ہی بھیانک اور پردار ہوتے ہیں۔

لاسا کے فن کار عموماً ایسے ہی جانوروں کی تصویریں اپنے ہنر کے تحت بناتے ہیں۔ جب کہ ایسی تصویروں کو لاسا ڈراگوں کہتے ہیں۔ جب ایسی چیزوں کی درآمد کشمیر میں ہوئی۔ تو کشمیر کے فن کاروں نے اس قسم کے جانوروں کو اپنے فن میں بنانا شروع کیا اور چھوٹے بڑے چیزوں پر اس طرح آراستہ کیا کہ لاسا کے فن کاروں کی بنی ہوئی چیزوں کی درآمد بند ہوئی۔ جب کہ اس طرح کے خریدار کشمیر میں بنے ہوئے ہی خریدتے ہیں۔ اس طرح پیپر میشی فن کاروں کے ہاتھوں بنا ہوا لاسی تمام دنیا میں مشہور ہے۔ اس طرح کو نقاش مختلف شکلوں کے ڈراگونوں۔ چمگادڑوں۔ سیپوں اور لاسا کے حروف تہجی سے آراستہ کرتے ہیں۔ اکثر ڈراگون کے پردار اور پنجہ دار ہوتے ہیں۔ کئی ڈراگوں کے سروں پر کان سینگ اور تاج جیسی کلغیاں ہوتے کے علاوہ منہ کے ساتھ کانٹے دار لمبے رسے جیسے چابک لگے ہوتے ہیں۔ جسے یہ حملہ کے وقت ڈھسیتے ہیں۔ ان جانوروں کو قدرتی تشکل و صورت میں بنانے کے علاوہ نقاش لہاسی حروف تہجی اور مہریں خط طغرا کی طرح قومی نشاں (جو چیز کی سطح کے درمیان چکر دار خط میں ہوتی ہیں) جیسے بناتے ہیں۔ جب کہ یہ جانور طرح کی صورت میں شنگرفی۔ لاجوردی یا سیاہ زمینوں پر سنہری اور نقرئی اوراق چپاں کر کے سیاہ تحریرہ کے ساتھ مختلف رنگوں سے پرداز کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر چیز کے کنارے کے ساتھ حاشیہ کے طور پر زنجیریں بنائی جاتی ہیں زنجیر کو



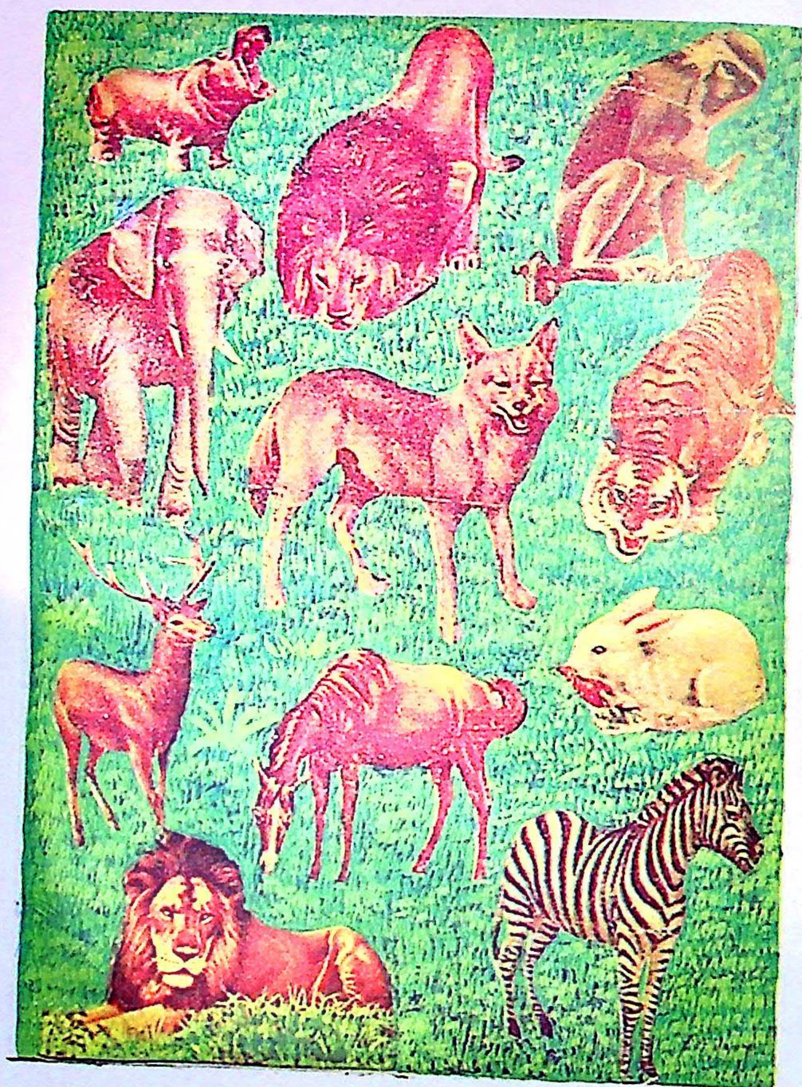




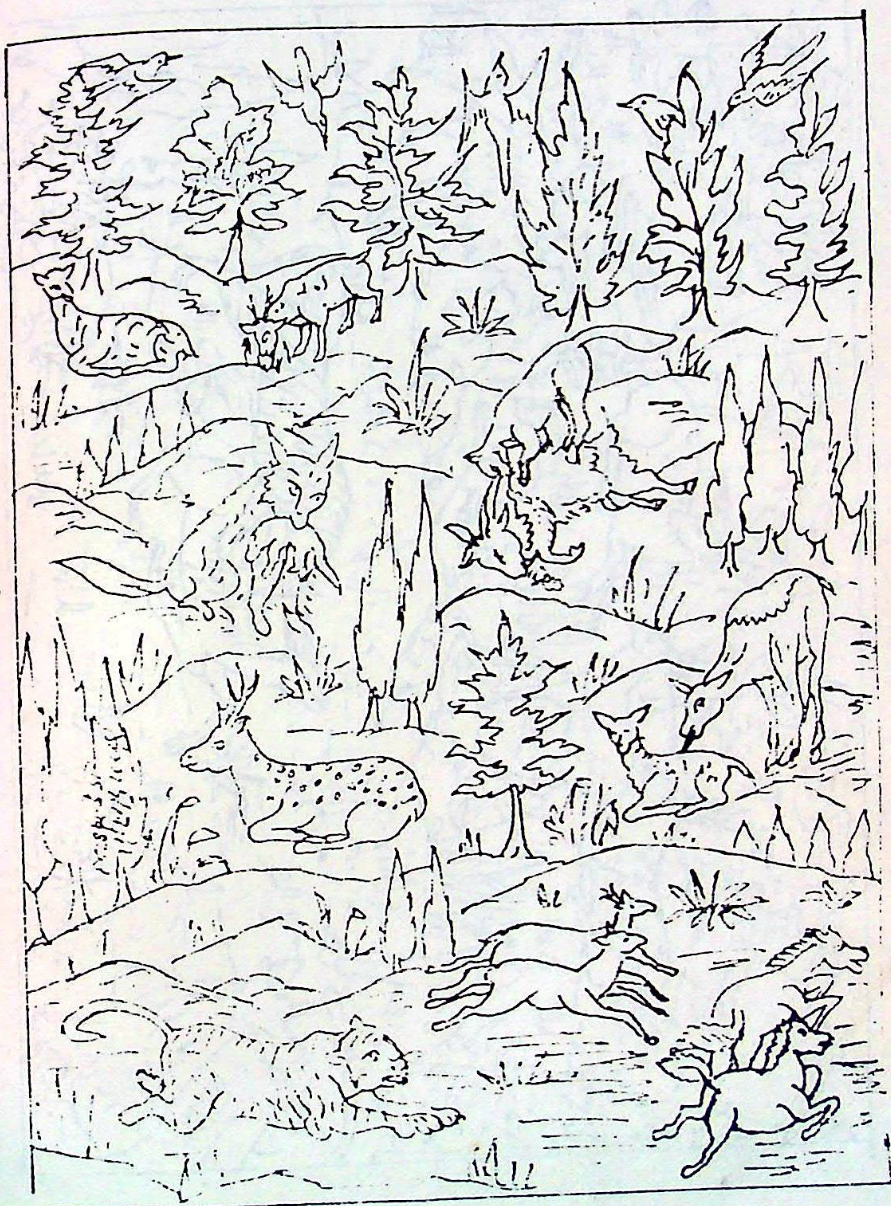
فنی اصطلاح میں ہانکل کہتے ہیں) عام طور پر یہ زنجیریں ساحت میں دکھائے
گئے گریک فرٹس (GREEK FRETS) حاشیوں کی طرح ایس اور ٹی STZ
کے جڑاو سے بنائی جاتی ہیں۔ اس طرح میں جو نقش نگار آراستہ کئے جاتے ہیں۔
وہ رنگ دار پلیٹ کے علاوہ خاکوں پر بھی دکھائے گئے ہیں۔ جن سے استفادہ کرکے
اپنی اُپج سے مارکیٹ کی مانگ کے مطابق رنگوں اور طرزوں میں تغیر و تبدل کرکے نئے
طروح وجود میں آسکتے ہیں۔ چونکہ چیزوں پر یہ طرح موٹے پیمانہ میں بنتے ہیں۔ اس
لئے اس کو صرفہ منتعب کہتے ہیں۔ جب کہ ڈراگوں طرح بنانے والے چند ہی نقاش
مخصوص ہیں۔ جو اپنے یاداشتی تصورات کے تحت طرحیں تیار کرتے ہیں۔ جب کہ
جنگلی: طرح اس منظری تصویر کو کہتے ہیں جس میں جنگلوں میں رہتے والے حیوانوں
چرندوں، پرندوں، سبزہ زاروں، درختوں، پھول پودوں کے علاوہ نباتات، جمادات
پہاڑوں ٹیلوں سے گذرنے والے آبشاروں ریگ زاروں وغیرہ کو منظری صورت
دیگر درندوں پرندوں کو مختلف مشاغل میں دکھایا جاتا ہے۔ چونکہ نقاش ایسی
تصویریں جنگلوں میں جاکر نہیں بناتا۔ بلکہ اپنی ذہن اور قوت باصرہ اور ماسکہ
کے تجربات سے مختلف منظروں کو وجود میں لاتا ہے۔

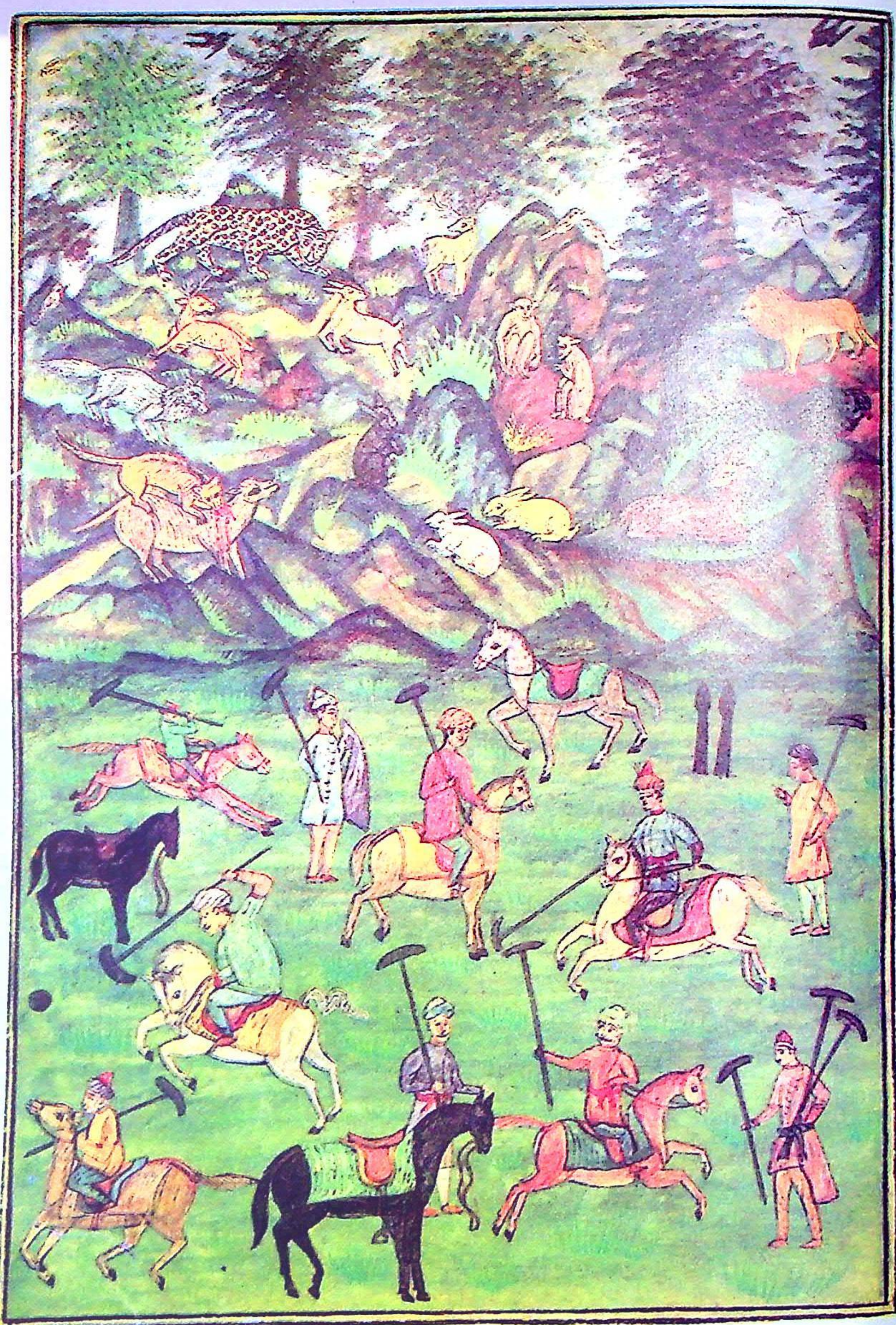
ان جنگلی مناظر میں عام طور پر شیر۔ شیر ببر۔ چیتے۔ لومڑیاں۔ گیدڑ۔
ریچھ۔ ہرن۔ بارہ سنگھے۔ بیل۔ گائے۔ اُونٹ۔ ہاتھی۔ شکاری کتے۔ گدھے وغیرہ
مختلف مشاغل میں بنانے کے علاوہ اُڑتے پھرنے والے جانور۔ بگلے۔ کبکٹر۔ گدھ۔
مور۔ عقاب۔ الو۔ چکور۔ تیتر۔ مرغابی۔ ہنس۔ بطخ وغیرہ بھی اپنے اپنے مشاغل
میں دکھانے ہوتے ہیں۔ کشمیر میں ایسے چڑیا گھر نہیں ہیں جہاں جاکر نقاش
چھوٹے پیمانہ پر منظر کشی کرنے کی کوشش کرتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جنگلوں
سے متعلق جرائد اور تصاویر والی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے علاوہ متذکرہ جانوروں
کو مختلف مشاغل میں مصروف دکھانے والے خاکے تیار کریں۔ تاکہ ہاتھ اور
بصری تصورات تجربہ کار بن جائیں جیسے چیزوں پر بناتے وقت زیادہ سوچنے









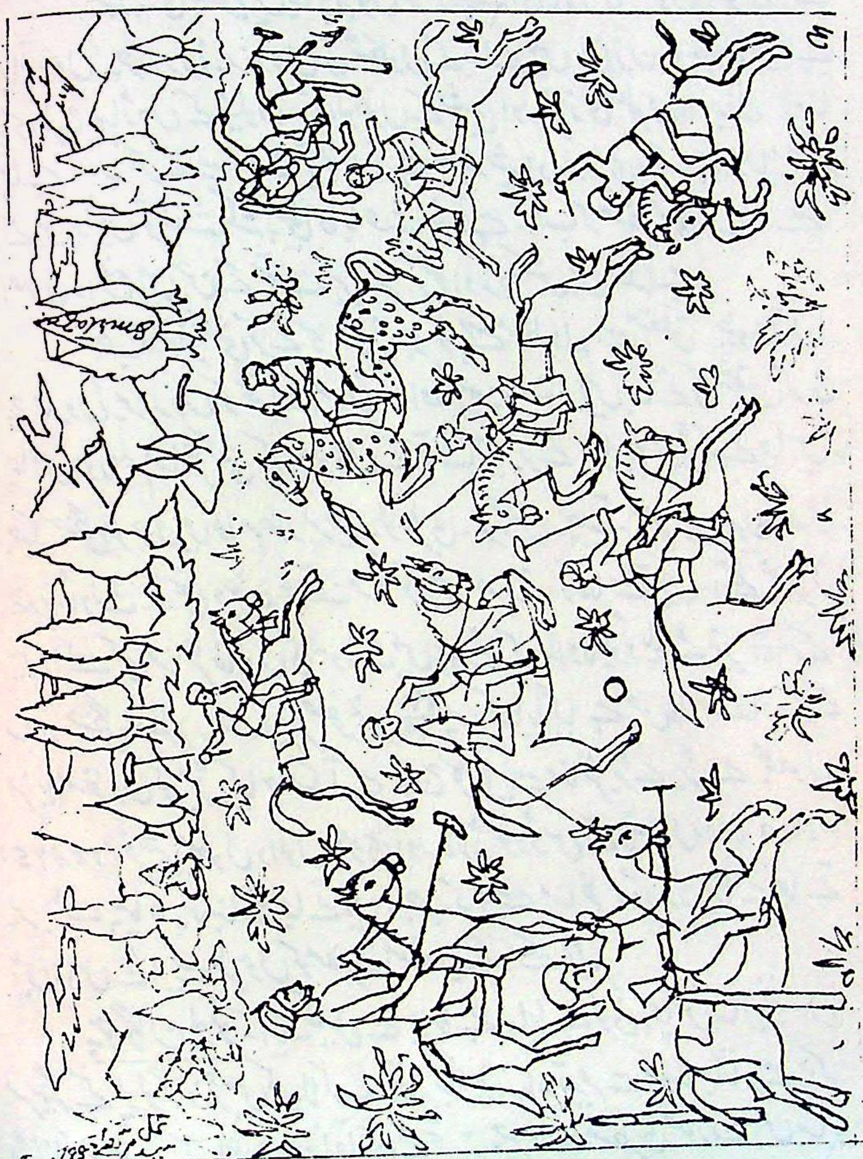


کی بجائے کچھ کام کرسکیں۔

جبکہ ایسی تصویریں بنانی ہوں تو نزدیک اور دُور فاصلوں، چھوٹے بڑے جانوروں، چرندوں، پرندوں کی شکلوں کے بنانے میں توازن قایم رہنا چاہیے اسی طرح پہاڑوں کے ٹیلوں۔ ڈھلوانوں کے نشیبی اور فرازی سطحوں کا خیال رہنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے نقشہ صحیح بنتا ہے۔ جبکہ شیر اور لومڑی ایک ہی پیمایش کے بن جائیں تو نقشہ نکتہ چینی کا باعث بنتا ہے۔ جب کہ منظر کشی کے لیے اصول واضح ہیں جن کے تحت ہر منظر صحیح اور دلکش بن سکتا ہے۔

جب کہ منظر کشی کرنے کا شوق ہو تو پہلے منظروں سے متعلق حیوانوں، چرندوں، پرندوں کو مختلف صورتوں اور صحیح پیمائشوں میں بنانے کی مشقیں کرنی چاہیں اور علم مناظر کشی کے اصولوں کے تحت تیار کرکے بازار میں پیش کرنے چاہیں۔ جبکہ جنگلی طرحوں میں عام طور پر شیر۔ لومڑی۔ خرگوش۔ چیتا۔ شیر ببر۔ ہرن۔ گھوڑا۔ بندر۔ اُونٹ۔ ہاتھی وغیرہ مختلف مشاغل میں مصروف دکھا سکتے ہیں۔ اگلے صفحوں میں ایسے کئی مناظر خاکوں کی صورت میں ہونے کے علاوہ پولو پلیٹ نمبر $\frac{190}{191}$ کے ساتھ جنگلی منظر (رنگ آمیز صفحہ نمبر $\frac{190}{191}$ پر دکھایا گیا ہے جس کا استفادہ کرکے مزید منظروں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ آج کل ایسے مناظر بڑے بڑے مجموعوں (TRAYS) فرشی پھول دانوں لکڑی اور ہارڈ بورڈس کے پنسلوں (PENALS) پر بڑے پیمانہ پر بنائے جاتے ہیں۔ جب کہ ایسے مناظر دُور دُور بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے طرحوں کو صرف منشوب کہہ سکتے ہیں۔

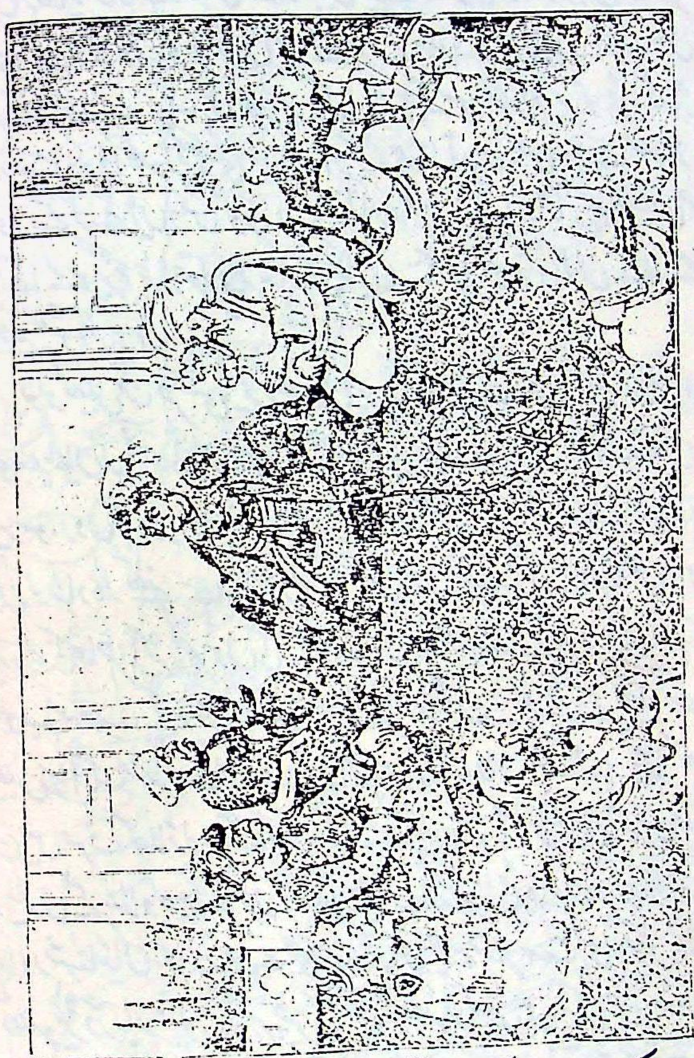
چوگان پولو۔ ایک کھیل ہے جو راجے مہاراجے کوئی پچاس سال قبل سرینگر کے پولو گراونڈ میں کھیلا کرتے تھے۔ یہ کھیل زمانہ قدیم سے کھیلا جاتا ہے جو کہ پُرنظّارہ ہونے کے باعث فن نقاشی کے تحت چیزوں پر منظری صورت میں بنایا جاتا ہے۔ اگرچہ دنیا کے ہر ملک میں یہ کھیل کھیلا جاتا ہے لیکن کشمیری نقاش اس نظّارہ میں کشمیری کھلاڑیوں کو ہی دکھاتا ہے۔ یہ کھیل اب بھی لداخ اور گلگت



اور سابق راجے نواب کھیلتے ہیں ۔ اسی لئے ان کھیلنے والوں کو شاہی وضع قطع میں دکھایا جاتا ہے ۔ اس نظارہ میں کھیلنے والوں کو گھوڑوں پر سوار ہوکر لمبی لمبی چوگانوں کو ہاتھوں میں لئے ہوئے دکھاتے ہیں ۔ ایب تک اس کھیل کے منظر نقاشوں نے ایک ہی طرز پر رکھا ہے جبکہ کسی موقع پر کوئی گھوڑے سے گرتا ہے ۔ کوئی گھوڑا مستی میں سوار کو اچھالتا ہے ۔ کسی وقت سوار معہ گھوڑوں کے گرتے ہیں لیکن کوئی ایسا نظارہ نہیں بنایا جاتا ۔ ہم کو ایسی صورتوں والے نظارے صحیح طریقوں پر بناتے چاہیں ۔ تاکہ دیکھنے والوں کے سامنے کچھ نئے تحفے پیش کریں ۔

پولو کھیل مناظر کشی کے اصولوں پر بنانی چاہیے ۔ کیونکہ ایسے نظاروں میں بہت سی تبدیلیاں کرنی ہوتی ہیں اس لئے صحیح بنانی ضروری ہیں ۔ اس نظارہ میں عام طور پر سواروں کو دور دور بناتے ہیں جس سے زمین کے گوشے بڑے بڑے رہ جاتے ہیں جن کو سادہ رکھنے سے اس طرح کی کشش نہیں ہوتی ۔ اس لئے نقاش اس کمی کو پورا کرنے کی خاطر اکثر چیزوں کی زمین کو زر افشاں بناتے ہیں ۔ اس قسم کے طرحوں کو مقلوب منشعب کہتے ہیں ۔ جنگلی منظر والے رنگین پلیٹ کے نچلے حصہ میں پولو کھیل کا ایک منظر دکھایا گیا ہے ۔ اگرچہ اس رنگ دار پلیٹ پر ۱۹۰/۱۹۱ کھیل کے میدان میں صرف کھلاڑیوں کو دکھایا گیا ہے ۔ لیکن عموماً اس کھیل کے پس منظر میں تماشہ بینوں کے علاوہ پرانے طرز کے نقارچیوں اور سُرنائی والوں کو وجد آمیز ترنم پر باجے اور شہنائیاں بجاتے ہوئے بھی بناتے ہیں جسے منظر بہت ہی دلکش نظر آتا ہے

تصویر اور دربار : یوں تو ہر چیز کی نقل کو تصویر کہتے ہیں لیکن فنی اصطلاح میں انسانوں کی تصویروں کو ہی تصویر کہتے ہیں ۔ قدیم زمانہ میں نقاشی کے تحت بادشاہوں یا مشہور و معروف شخصیتوں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں ۔ کیونکہ اس زمانہ میں کیمرہ کا استعمال نہیں تھا ۔ امیر لوگ اپنی تصویریں نقاشوں سے بنوائے تھے ۔ اس طرح نقاش بھی معقول معاوضہ وصول کرکے تصویریں بنایا کرتے تھے ۔ فن نقاشی میں ایسی تصویر کشی



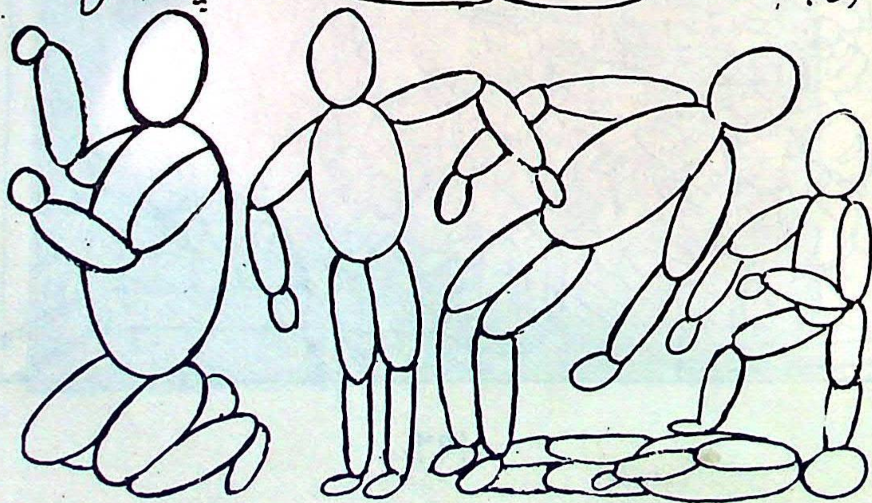
Akbar and his Nine Gems

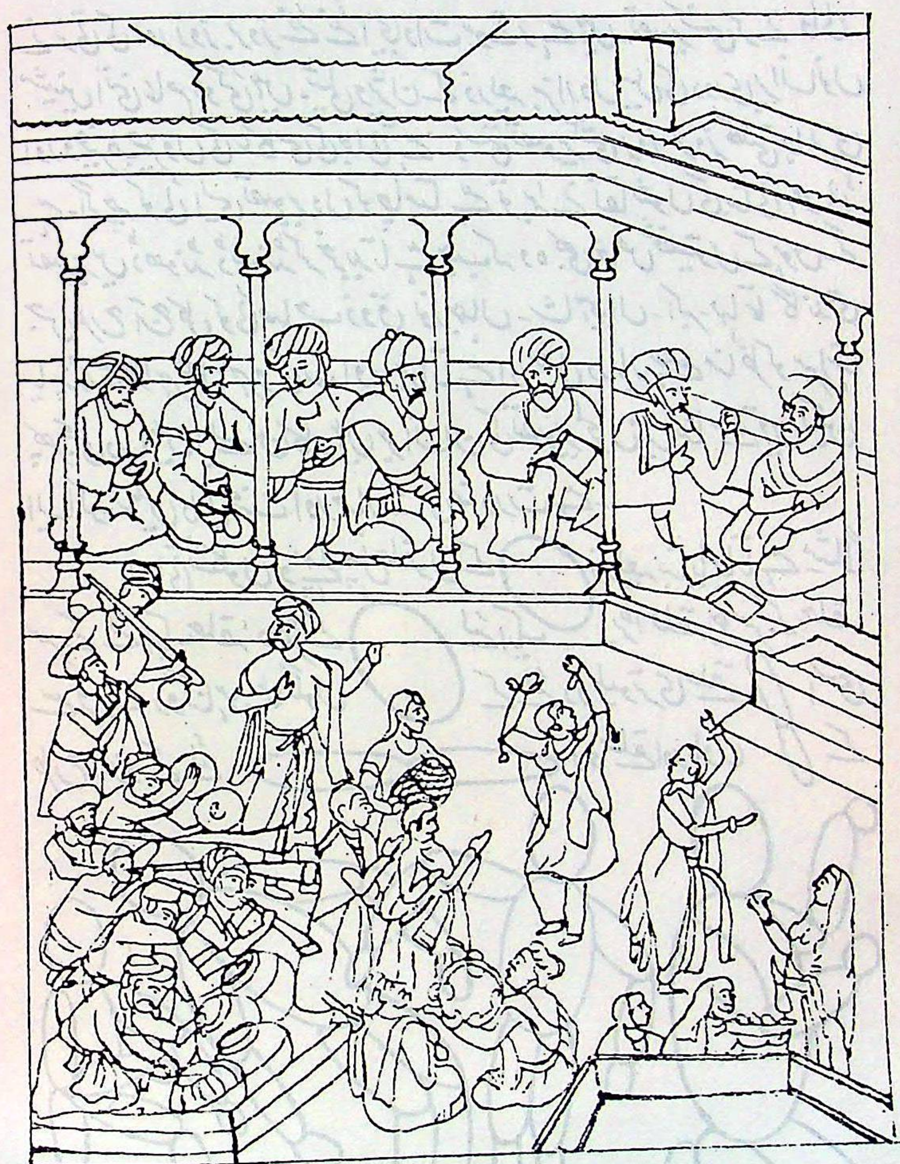
اکبری دربار کے ۹ رتن

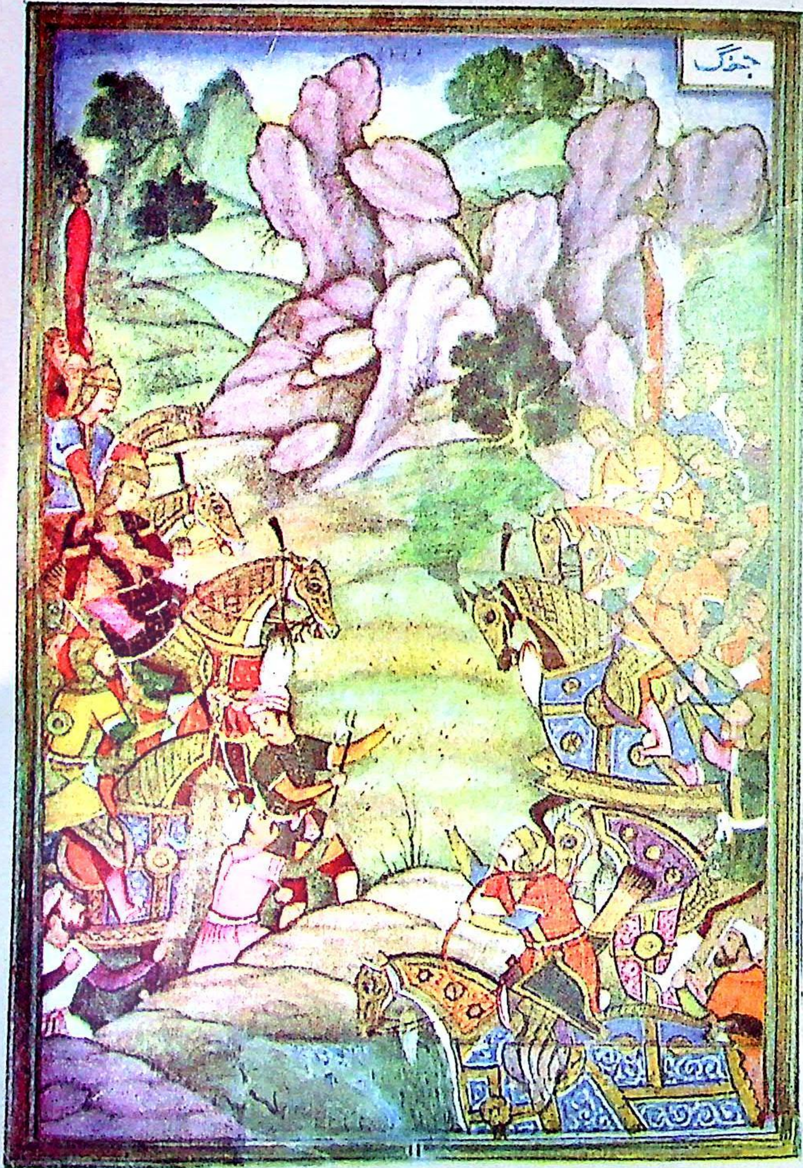

شاہ قبول فرمائند تحفہ کبوتر

کو بہت اہمیت تھی۔ ایک نقاش بہت مدت تک ایسی تصویر کشی سیکھنے کی مشقیں کرتا تھا۔ آج کل اس پرانے طرز فن کو بہت لوگ پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں سائینس نے ترقی کی اور روز بروز نئے نئے ایجادات ہوتے رہے ہیں۔ تصویر کشی کرنے والی مشینیں اتنی عام ہو گئی ہیں۔ ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہزاروں میل کی دوری پر انسانوں اور وغیرہ چیزوں کی عکاسی کی جاتی ہے۔ دستی تصویر کشی روز بروز گھٹتی جا رہی ہے۔ اگرچہ کوئی ایسی تصویروں کو چاہتا ہے تو پرانے نقاشوں کی بنائی ہوئی تصویریں ڈھونڈ ڈھونڈ کر خریدتا ہے جب کہ وہ بھی خاص شخصیتوں کے ہوں گے جس طرح آج کل کوئی صاحب ذوق نور جہاں۔ شاہجہاں۔ اکبر۔ مہاتما گاندھی یا پنڈت جواہر لعل نہرو کی تصاویر بنواتا ہے اور مغل دربار جیسے مناظر کو سراہتا پھر بھی دنیا میں ایسے فن کار ہیں جو انسان کی تصویر لمحوں میں بنا سکتے ہیں لیکن ایسا کرنے میں کافی محنت اور مہارت کی ضرورت ہے۔

انسانی شکلوں کو پہلے پہل حلقوں کے ذریعہ بنایا جاتا ہے مثلاً سر کے لئے ایک حلقہ، دھڑ کے لئے ایک بڑا حلقہ جو سر کے حلقہ سے قریب دوگنا ہو۔ ٹانگوں کے لئے دو لمبوتری حلقے اسی طرح بازو کے لئے دو حلقے اور پاؤں کے






جنگ

لئے چھوٹے حلقے ⬭ ان کو مختلف ترتیب دینے سے مختلف شکلیں بن سکتی ہیں۔ دوڑتے ہوئے۔ کھیلتے ہوئے۔ لیٹے ہوئے وغیرہ۔ وغیرہ۔ انہی حلقوں والے خاکوں کو تبدیلی کے ساتھ تصویروں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ایک انسان کی صورت وجود میں لائی جا سکتی ہے۔ اگر نو آموزی میں شکلیں بھدی سی بھی بن جائیں۔ ان کو خوب صورت بنانا یا مختلف طرزوں پر انسانوں کی تصویر کشی کرنی آسان بن جاتی ہے۔ جبکہ انسان کوئی بھی کام کرنے کا فیصلہ کرے چنانچہ پیپر میشی کی بنی ہوئی چیزوں پر تصویر کشی کی جاتی ہے۔ یہ تصاویر تاریخی اہمیت رکھنے والی شخصیتوں مثلاً شیریں فرہاد۔ لیلےٰ مجنوں۔ عمر خیام۔ شاہان مغلیہ وغیرہ مختلف صورتوں میں چیزوں پر خاص جگہوں کو معین کر کے بنائے جاتے ہیں اور چیز کے باقی حصوں میں گلکاری یا واقعاتی نظارے بنائے جاتے ہیں۔ تصویر کشی کرنے کے لئے علم مناظر کشی کے اصولوں کی واقفیت اور نظر کی تجربہ کاری کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں تبھی حاصل ہو سکتی ہیں جبکہ ایسی منظروں کی مشقیں کی جائیں اور ایسی مشقیں کرنے کا مقصد اپنے ہاتھ اور نظر کو تجربہ کار بنانا چاہیئے۔ جب کہ پیپر میشی کے کسی چیز پر کسی تصویر کو بنانا ہو۔ تو ایسا کرنے سے پہلے یہ مقرر کرنا چاہیے کہ چیز کے کس طرف یہ تصویر بنائی جائے۔

اے۔ تک ایسی تصویریں چیزوں کی افقی سطحوں پر بیضوی اور محرابی شکلوں میں بنائی جاتی ہیں۔ جب عمودی سطحوں پر ایسی تصویریں بنائی ہوں۔ تو چیز کے حلقہ پر دو یا تین یا چار (جیسی کہ چیز بڑی ہو) بیضوی حلقوں میں مطلوبہ تصویروں کو بنا کر چیز کے باقی گوشوں میں بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔



انسانوں کی صحیح تصویریں بنانے کی کوششیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ نقاشی کے فن میں تصویری کام کا کرنا اور جاننا بہت ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات نقاش کے پاس ایسی چیزیں آتی ہیں جن پر تصویریں بنانی ہوتی ہیں۔ اگر نقاش کو تصویروں کی بناوٹی ترکیبیں معلوم نہ ہوں تو چیزوں کو مکمل نہیں کر سکتا۔ اس لئے یا تو کسی دوسرے نقاش کا محتاج بن جاتا ہے۔ یا گاہک کو چیز بنانے سے انکار کرتا ہے۔ اس لئے تصویر بنانے کا تجربہ ضرور کرنا چاہیے۔

چنانچہ چیزوں پر ایسی تصویریں۔ دور دور اور آزادانہ صورت میں بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے ایسے طرحوں کو بصرفہ منشعب کہتے ہیں۔

جنگ: جیسے کہ جنگلی اور جوگانی مناظروں کو پیپر میشی میں تیار ہونے والے چیزوں پر دکھایا گیا ہے اسی طرح پرانے زمانے کے طریقہ جنگ کو منظر کی صورت میں دکھایا جاتا ہے جبکہ ایسے جنگی مناظر بھی عموماً تواریخی نوعیت کے ہونے ضروری ہیں۔

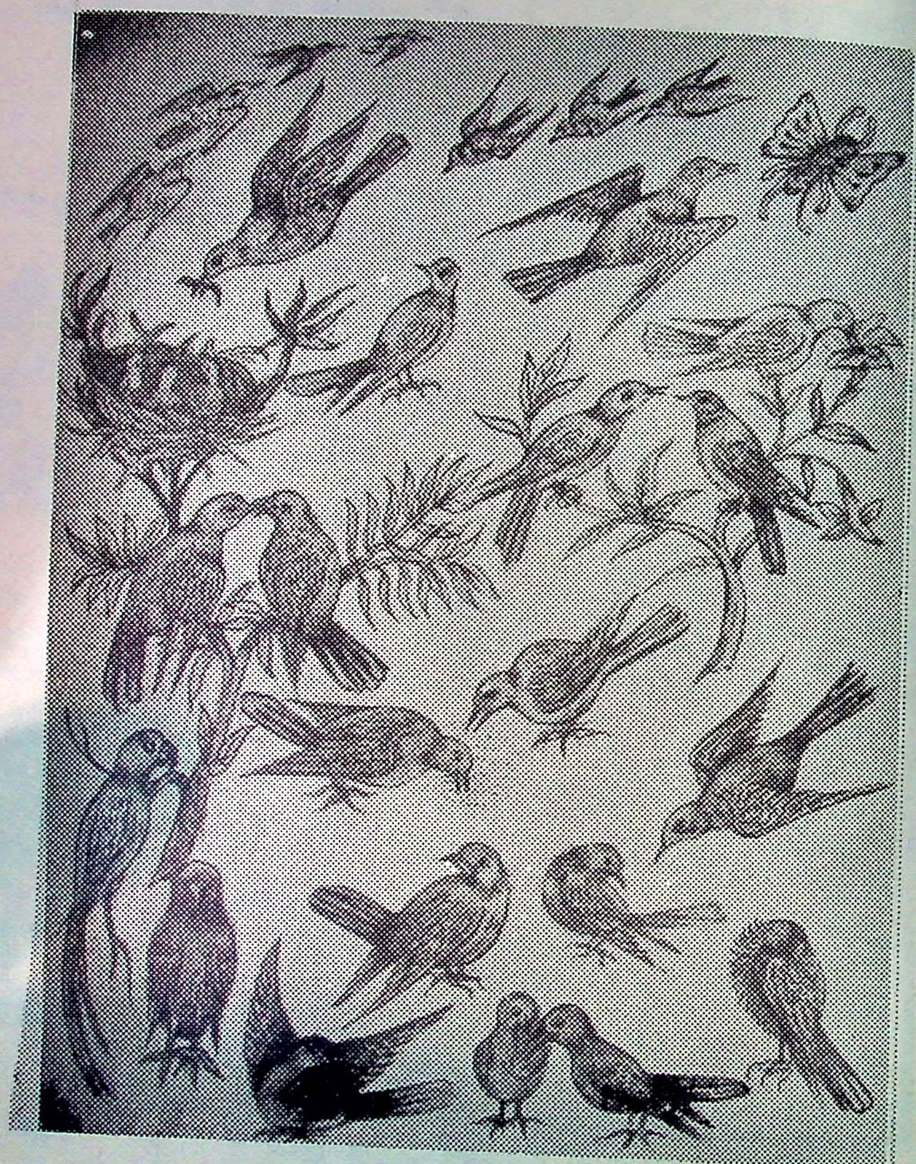
دربار: عام طور پر تاریخی شخصیتوں کے ہوتے ہیں جن میں بادشاہوں اور امراؤں کو عدالت کرتے ہوئے فریادیوں کو انصاف دیتے ہوئے بنائے جاتے ہیں ایسے دربار عام طور پر مغل بادشاہوں کے بنائے جاتے ہیں۔ جب کہ تجارتی لحاظ سے ان کا بہت چل چلاؤ ہے۔

پرندے

یوں تو پیپر میشی چیزوں پر چند ایک پرندوں کو بنایا جاتا ہے خصوصاً ان ہی پرندوں کو جو اکثر پھول بوٹوں پر اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بلبل ہُدہُد۔ طوطا۔ بیلاک۔ رام چڑیا کو مختلف طرحوں میں دکھایا جاتا ہے لیکن اکثر گل ولایت۔ چنار۔ زنبق۔ تاک اور ڈل طرحوں میں اڑتے پھرتے اور شاخوں پر بیٹھے ہوئے بنائے جاتے ہیں کسی وقت کوئی نقاش صرف پرندوں کو ہی طرح کی



WHITE CHEEKED
BULBUL
BUSH CHAT
HOOPOE
FLY-CATCHER
PINK
BUNTING
MEADOW
BUNTING
SKY LARK
HOUSE
SPARROW






White Eye
PARADISE FLYCATC
COMMON LORA
Flycatecher
BULBUL
Parakeet
طوطا
SUN BIRD
شکر خورہ
KING FISHER
WILOV WARBLER
بلبل گلدم
RED VENTED BULBUL
کاٹھ پھورا
WOOD PECKER
LORIKEET
رام چڑیا
مینا
MYNA
GOLDCREST
سنہرا تاج

صورت میں آراستہ کرتا ہے۔ اس طرح یہ منظر سا بن جاتا ہے۔ اس قسم کا طرح آراستہ کرنے میں یہ نقاش چند ایسے ہی کشمیری پرندوں کو پر پھیلائے اُڑتے پھرتے دانہ چگتے وغیرہ صورتوں میں دکھاتا ہے۔ اگلے صفحوں پر اپنے اپنے رنگوں میں کئی قسم کے پرندے دکھائے گئے ہیں جن کو چھوٹی بڑی پیمائش میں پیپر میشی کے طرحوں میں بناتے ہیں۔ جس طرح فن نقاشی میں پھول بوٹوں کی خاکہ کشی ذہنی یا داشت سے بن جانی چاہیئے۔ اسی طرح پرندوں وغیرہ کی خاکہ کشی بھی ذہنی یاداشت کی جزو بنانی ضروری ہے۔ اس لئے ان پرندوں کی خاکہ کشی کرنا سیکھنے کی خاطر روزانہ مشق کرنی لازمی ہے۔ ان پرندوں کے علاوہ کئی اور پرندوں کو بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ جن کی خاکہ کشی کرنا سیکھ کر طرحوں میں آراستہ کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ ان جانوروں کو مختلف مشاغل میں دکھانے سے مناظر کی صورتیں عیاں ہوتی ہیں جیسا کہ پلیٹ صفحہ نمبر   دکھائے گئے ہیں۔

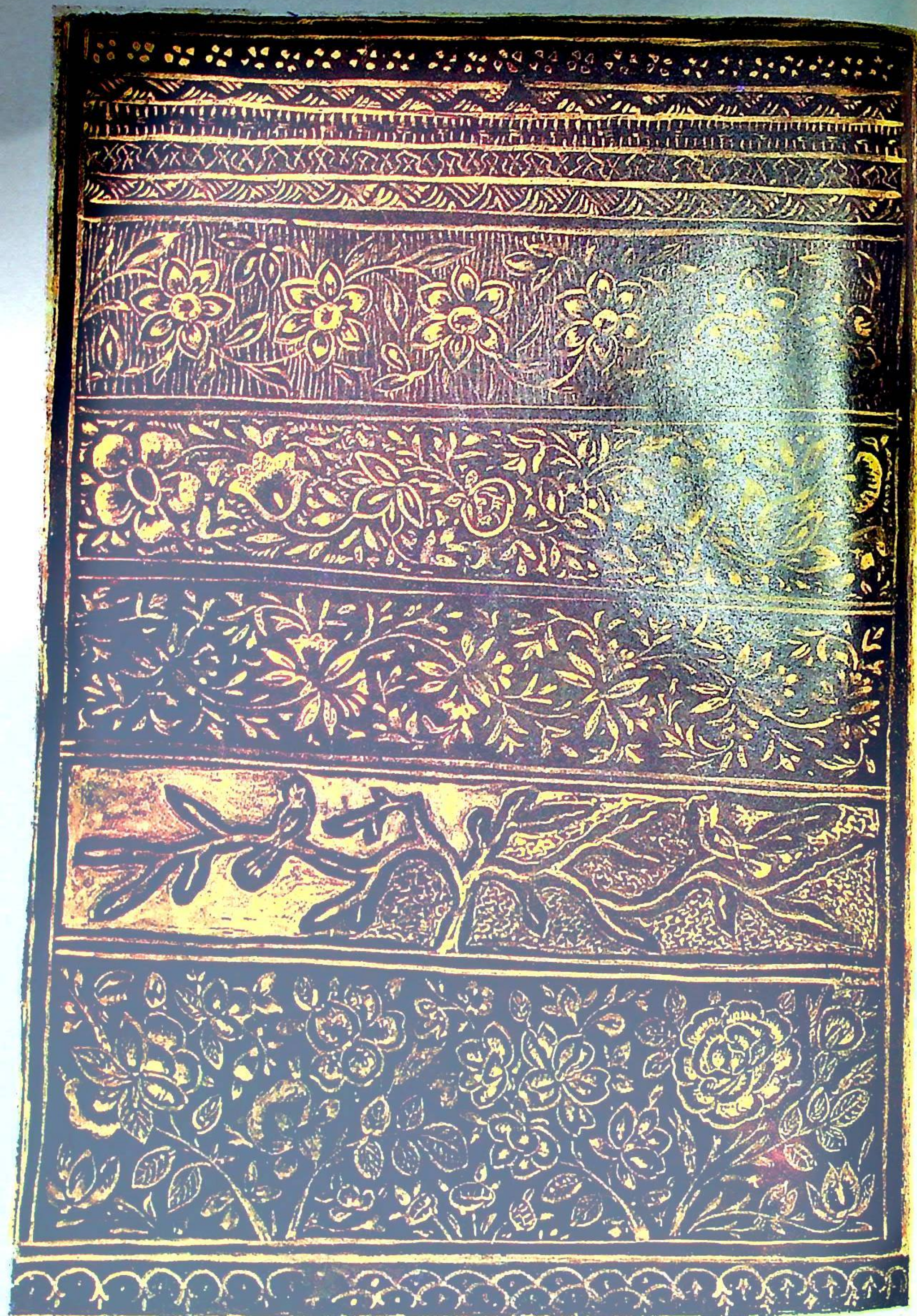
طلاءکاری

طلائی اوراق زرکوب (جو صراف کدل سرینگر میں رہتے ہیں) پوست آہو کی کتابوں میں موٹے چپٹے وزنی ہتھوڑوں سے چپٹی پتھر پر کتابوں کو کوٹ کوٹ کر تیار کرتے ہیں۔ اس طریقے سے سونے کے ورق تیار کرنے والے کو زرکوب کہتے ہیں جو ۱۹۶۰ء تک کوئی دس آدمی صراف کدل سرینگر میں رہتے تھے۔ اب صرف ایک آدمی غلام نبی زرکوب یہ کاروبار کرتا ہے۔ یہ اوراق سو فی صدی اصل سونے کے بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس سونے میں کسی قسم کی ملاوٹ کرنے سے اوراق نہیں بن سکتے سوائے اس طریقہ کے جس کے تحت مشینوں کے ذریعہ نقلی سونے کے اوراق بنائے جاتے ہیں لیکن اس طریقہ پر تیار کئے ہوئے اوراق پیپر میشی میں استعمال نہیں کئے جاسکتے ہیں

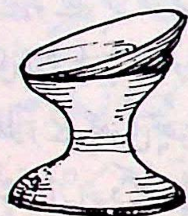
کیونکہ یہ اوراق حجم کے لحاظ سے موٹے ہونے کے علاوہ سخت ہوتے ہیں۔ اسکے برعکس زرکوبوں کے ہاتھوں بنے ہوئے نقرئی یا طلائی اوراق پتلے اور نرم ہوتے ہیں۔ طلاء کا ہر ایک ورق دائرہ کی شکل میں ہوتا ہے جو عموماً $2\frac{1}{4}$" قطر کا ہوتا ہے اور نقرئی ورق کا قطر عام طور پر 3" انچ قطر سے 6" انچ تک ہوتا ہے۔

ان ورقوں کی خرید و فروخت فی سینکڑہ کے حساب سے ہوتی ہے اور ہر سینکڑہ دفتر کہلاتا ہے۔ آج کل طلائی ورقوں کا دفتر دو سو پچاس روپے ہے۔ جبکہ طلاء کا بازاری بھاؤ دو ہزار چھ سو روپیہ فی تولہ ہے۔ اسی طرح نقرئی ورقوں کا دفتر ایک سو چالیس روپیہ میں آتا ہے۔ جبکہ نقرہ کا بھاؤ تیس روپیہ فی تولہ ہے۔ پیپر میشی کے تحت چار طریقوں سے طلاء کار یا نقرہ کار چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ایک طریقہ کے تحت اوراق کو لذاب کے اوپر چسپاں کرنے کا ہے۔ اگر چیز کی باہری سطح (یعنی زمین رنگ کی بجائے) طلائی یا نقرئی بنائی جاتی ہے جس پر دودہ سیاہی طرح کشی کرکے پتلی سیاہی سے پرداز کرکے طرح کو مکمل کیا جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ: زمین رنگ پر گل بوٹوں کو طلائی یا نقرئی بنانا ہو تو کسی طرح کے خاکہ پر لذاب کے گل بوٹے بنا کر ورق طلائی یا نقرئی چسپاں کرتے ہیں۔ اس طرح کے گل بوٹوں کو دودہ سیاہ سے تحریر کشی کرکے کسی بھی ایک رنگ (سیاہ۔ سرخ یا نیلے سے) پرداز کرکے مکمل کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں صفحہ نمبر پر چھپا چار طرح کی پلیٹ دیکھ کر تجربہ کریں۔ تیسرے طریقہ کے تحت ان طلائی یا نقرئی ورقوں کو پانی کے ساتھ حل کرتے ہیں۔ ان اوراق کے حل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کمہار کے ہاتھوں بنی ہوئی روغن شدہ رکابی آٹھ انچ قطر والی پر گاڑھی دار والے سریش کی چار بوندیں ڈال کر گوٹے ہوئے کوہستانی نمک (یا سامبری نمک جو کہ ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں) کا ایک ماشہ ملاکر شہادت کی انگلی سے رکابی پر پھیلا دیں جبکہ سریش اور نمک رل جائیں تو طلاء کے چار ورق (جو کہ سفید حریرہ کی کتاب میں ہوتے ہیں) باری باری سریش کے ساتھ حل کریں۔ یہ اوراق انگلی کے

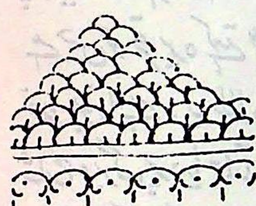


سرے سے مروڑنے چاہیں جبکہ ورقوں کی حیثیت ختم ہو گی تو آہستہ آہستہ رکابی کی سطح پر دو انگلیوں کے سروں سے گھسیٹتے رہیں۔ جب یقین ہو جائے کہ ورقیں باریک بن گئی ہیں تو پانی کا ایک بوند ڈال کر دیکھیں کہ باریک بن گیا ہے۔ اگر نہیں تو گھسیٹ دیں (لیکن باریک ہونے پر زیادہ گھسیٹیں نہیں۔ دینی چاہیں) جبکہ باریک ہو جانے کا اطمینان ہو جائے تو چھٹانک بھر صاف پانی ڈال کر گھسے ہوئے طلاء کو حل کریں اس طرح یہ پانی آب طلاء بن جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ طلاء اور پانی الگ الگ ہو کر طلاء رکابی کی سطح پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس رکابی کو کمہار کے بنائے (سٹینڈ) کھڑاوے پر ترچھی صورت میں رکھیں۔ اس طرح طلاء ایک ہی سطح پر رہ کر مو قلم کی نوک پر اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ پر تیار کئے ہوئے طلاء سے پھول بوٹوں کی خاکہ کشی کی جاتی ہے جس کو تحریرہ کہتے ہیں۔ یہ تحریرہ پھول بوٹوں کا باہری خط ہوتا ہے۔ یہ طلائی تحریرہ ہر زمین رنگ پر بنائے ہوئے پھول بوٹوں کے شاخ و برگ پر دیا جاتا ہے۔ تحریرہ کے ساتھ ساتھ پھولوں کا رج بھی اسی طلاء سے بناتے ہیں۔ سمجھنے کی خاطر پلیٹ پر نمونہ نمبر ا پر غور کریں۔ تحریرہ کے علاوہ اس طلاء سے پھول بوٹوں کی برگ کشائی کر کے پرداز وغیرہ کی جاتی ہے۔ اس قسم کی پرداز کرنے کی خاطر پھول بوٹے کسی ایک رنگ سے مثلاً ارغوانی۔ لاجوردی۔ سیاہ۔ گیرو۔ مونگی سبز اور کسی طرح کی خاکہ کشی کی ترتیب پر بنائے جاتے ہیں اور بعد میں یہ طرح "سونہ پر تازہ والا طرح" کہلاتا ہے۔ جیسے کہ گل ولایت طرح میں وضاحت کی گئی ہے۔ سمجھنے کی خاطر پلیٹ پر نمونہ نمبر ۲ پر غور کریں۔



سفید اور کپاسی زمین رنگوں والی چیزوں پر بنائے ہوئے گل بوٹوں کے خاکہ کو اسی طلاء سے نمایاں بنایا جاتا ہے لیکن باقی زمین رنگوں پر بنائے گئے گل بوٹوں کے خاکے نمایاں کرنے کے بعد زمین کے خالی کونے اور گوشے باریک قوسوں اور دائروں سے پُر کئے جاتے ہیں جہاں

کہیں کوئی گوشہ رقبہ کے لحاظ سے بڑا ہوتا ہے۔ وہاں اس طلاء سے ایک گھونگھریلا خط بنا دیتے ہیں جس کو کشمیری اصطلاح میں ژرانگج کہتے ہیں۔ آب زر کے ان خطوں سے زمین کے گوشے پُر کرنے کو فنی اصطلاح میں "کاہ ریز" کہتے ہیں۔ سمجھنے کی خاطر پلیٹ پر نمونہ نمبر غور کریں۔ جس کسی چیز پر منتخب قسم کا کوئی طرح بنایا گیا ہو۔ تو گل بوٹوں کے تحریر سے نمایاں بنانے کے بعد زمین پر پیدا شدہ گوشوں اور حصّوں میں پھولوں کے متوازی خطوط سے گوشوں کو محدود کر کے لیپائی کے طریقہ پر موقلم سے سے آب طلا پھیر دیتے ہیں۔ اس طریقہ پر زمین کے گوشے پُر کرنے کو فنی اصطلاح میں "پراوگ" کہتے ہیں۔ سمجھنے کی خاطر پلیٹ پر نمونہ نمبر پر غور کریں۔ اسی طرح کھلے اور بڑے گوشوں میں آب طلاء سے چھوٹی چھوٹی گل بوٹیاں بناتے ہیں۔ جن کو اصطلاح میں "سادہ سن" کہتے ہیں۔ دیکھئے پلیٹ پر نمونہ نمبر ۵۔ کبھی کبھی ایسے کھلے کھلے اور بڑے رقبہ والے گوشوں میں پشت ماہی اسی آب زر سے بنا کر پُر کیا جاتا ہے۔ چوتھے طریقہ کے تحت جبکہ نقاش کو کسی چیز پر منتخب قسم کا طرح بنانے کا علم ہوتا ہے تو وہ وقت اور محنت بچانے کی خاطر چیز کی مطلوبہ زمین رنگ لیپائی کر کے روغن لیپائی کرتا ہے اور آب طلاء تیار کر کے سخت بالوں والی کوچی سے چھینٹتا ہے۔ ایسا کرنے سے چیز کی زمین نقطہ دار بن جاتی ہے۔ اور ان نقطوں پر مہرہ دیکر ہر مطلوبہ طرح کو مکمل کیا جاتا ہے۔ آب طلاء کو اس طریقہ پر استعمال کر کے جو صورت بن جاتی ہے۔ زرافشان کہلاتی ہے۔



اس کے علاوہ رنگ بستہ شدہ چیزوں کے کناروں پر عموماً کھورے رنگ سے "½ چوڑائی والے خط لگائے جاتے ہیں جن کو بعد میں آب طلا سے مزیّن کیا جاتا ہے۔ اس خط کو کسی ایک جگہ شروع کر کے ایک دوسرے کے متوازی چھوٹے چھوٹے مثلثوں کی صورت میں یا باریک باریک خطوط ڈالے جاتے ہیں۔ اس

طرح خط پہ بھورے رنگ کا مثلث (ZIGZAG) خط نمودار ہوتا ہے۔ ایسے
خط کو فنی اصطلاح میں توسمہ کہتے ہیں۔ گول شکل والے پیتل کے پول ستونوں پر
پیپر میشی کی جاتی ہے لیکن ان کے تلے کے جانب سطح کا ایک حصہ کسی قسم کے گل بوٹے
بنائے بغیر خالی رکھا جاتا ہے اور طرح کی (حد متذکرہ) توسمہ سے بندھ کر کے توسمہ
کے ساتھ ہی آب طلاء سے تلوے کی جانب جاتے ہوئے چھوٹی چھوٹی قوسیں
ایک دوسری کے ساتھ متواتر چلتی ہوئی بناتے ہیں۔ اسی طرح یہ کنار
بیل بنتی ہے۔ اس پر ہر دو قوسوں کے سرے پر ایک ایک سہ برگی بنانے کے
علاوہ قوسیں خطوں کے اندر نقطے ڈالے جاتے ہیں۔ اس طرح قوسوں اور سہ برگیوں
کا یہ سلسلہ "جانجر" کہلاتی ہے۔ یہ توسمہ اور جانجری کے نقشے کو سمجھنے کی خاطر دیکھیں
پلیٹ پر نمونہ نمبر ۵ پر دیکھیں۔ متذکرہ نمونوں کے مطابق تحریرہ،
پرداز، کہریز، ڈراؤگ، جانجر وغیرہ یہ سب فنی اصطلاح میں قلمی سونا
کہلاتا ہے جبکہ چیزوں کو زمین پر رنگ کی بجائے طلائی اوراق چپکائے جاتے ہیں۔
جیسے زمین سنہری بن جاتی ہے۔ اس لئے ورقی سونا اور قلمی سونا الگ الگ گنا جاتا ہے
یہ طلاکاری جس کسی چیز پر کرنی ہوتی ہے تو منقشی ختم کر کے اچھے قسم کا روغن لیپ کر
(بعضے دو بار لیپتے ہیں) خشک ہونے کے بعد آہستہ آہستہ سریش مایہ سے (چھوٹی
دھجی کو گیلی کر کے) روغن کی چمک کو پھیکا بنا دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے موقلم آسانی سے
مطلوبہ کام کو انجام دے سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے موقلم آسانی سے مطلوبہ کام
کو انجام دے سکتا ہے۔ اگر مایہ دھجی روغنی سطح پر نہ پھیری جائے تو اس چمکیلی
سطح پر قلم نہیں چلتا۔ بلکہ آب زر رس جاتا ہے۔ یہ طلاکاری ختم کر کے چمک
واپس لانے کی خاطر (جو کہ طلا کو پانی کے ساتھ حل کرنے سے غائب ہو جاتی ہے)۔
مہرہ سے ہر طلائی خط کو رگڑا جاتا ہے۔ اس طرح یہ طلاکاری چمک کر ہیرا
جیسی دکھائی دیتی ہے۔ ایسا کرنے کے بعد سونا چڑھائی ہوئی سطح پر پرکپٹال
روغن کی لپائی کی جاتی ہے۔ اور چیز کی منقشی مکمل ہو جاتی ہے +

مُہرہ = یا ئیٹی۔ جو لکڑی کے دستے کے سرے پر سنگ سلیمانی لگے ہوئے چمکیلے نگینے سے تیار ہوتا ہے۔

نقرہ کاری۔ جبکہ طلاکاری ہر زمانہ میں مہنگی پڑتی ہے جس کے مقابلہ میں لہٰذا اس کے استعمال سے نقرئی ورقوں کو چسپاں کر کے یا قلمی صورت میں اُسی طرح چیزوں کو مزیّن کیا جاتا ہے۔ جبکہ نقاش کھوٹا[ف] سونا بھی استعمال کرتے ہیں اور چسپاں کرنے کے لئے چاندی کے ورق چپکانے کے بعد سنہرے روغن سے سنہرا رنگ دیتے ہیں۔ اسی طرح چاندی کے ورق پانی کے ساتھ حل کر کے قلم سے روغنی سطح کو روپہلا بناتے ہیں۔

"سونہ زمین" "رنگہ توسمہ"

جبکہ سونہ زمین سے چیزوں کی وہ سطح مُراد ہے جس کو طلائی اوراق چسپاں کر کے سنہرا بنایا گیا ہو۔ اسی طرح توسمہ اُس خط کو کہتے ہیں جو طرح کو مکمل کرنے کے بعد محدود کرنے کی خاطر کناروں کی جانب اُوپر نیچے ″$\frac{1}{5}$ موٹے گیرو رنگ کے خطوط سے محدود کرتے ہیں جن پر روغن چڑھانے کے بعد قلمی سونے سے مثلثی بیل جیسا خط نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس سونہ زمین والے طرح دار چیزوں پر متذکرہ صورت میں جو خطوط طرح کے کناروں پر (توسمہ کی صورت میں) نکالے جاتے ہیں وہ بجائے گیرو رنگ کے سونے کی تہہ سے جلا کر رنگ آمیز کئے جاتے ہیں۔ جس کی بناوٹ کا خاکہ اس طرح ہوتا ہے۔

اس کی رنگ آمیزی کے لئے صرف چار رنگ استعمال کئے جاتے ہیں۔ سُرخ قرمزی۔ لاجورد۔ سیاہ۔ سفید۔ جبکہ پہلے سفید رنگ سے $\frac{1}{2}$ ملی میٹر موٹائی والے خط کو (دو طرفہ) ظاہر کیا جاتا ہے۔ پھر ان دو خطوط کے درمیان ″$\frac{1}{4}$ کی دوریوں پر چوبرگیوں کو متواتر بنایا جاتا ہے۔ ان چوبرگیوں کو ضرب × کی صورت میں دو دو برگوں کو سُرخ

ف۔ برونز پوڈر (BRONZE POWDER)

اور لاجورد سے پرداز کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سیاہ خطوں کے درمیان سفید خطوں کو علی الترتیب ۷ سات جیسے ہندسہ کی صورت میں سُرخ اور لاجورد سے تزئین کی جاتی ہے اور سیاہ سے جو میر گیوں کے درمیان گھونگھر یالے ضربی 3SS3 خطوط سے مکمل کر کے زنگمہ تو سمہ وجود میں آتا ہے۔

روغن (VARNISHING)

"روغن" انگریزی اصطلاح میں اس کو (VARNISH) کہتے ہیں۔ یہ روغن آج کل فیکٹریوں سے بند ڈبوں میں تیار شدہ آتا ہے اور پیپر میشی شدہ چیز کی باہری سطح پر لیپا جاتا ہے۔ اس روغن کے لیپنے سے چیز کی منقشی مضبوط ہونے کے علاوہ سطح چمک جاتی ہے۔ بلکہ پھول پتوں میں لگے ہوئے رنگوں اور پرداز کی زندگی آتی ہے۔

یہ روغن کپال وارنش کہلاتا ہے۔ دلیش کے ہر حصہ میں اس قسم کا روغن تیار کیا جاتا ہے۔ فیکٹری والے اپنے نام اور مختلف تجارتی نشان رکھ کر دوسرے ملکوں کے علاوہ کشمیر بھی بھیجتے ہیں۔ جموں کے میراں صاحب میں بھی ایک فیکٹری روغن تیار کرتی ہے۔ لیکن روغن کی جو کوئی بھی قسم آج کل مہیا ہے۔ پیپر میشی کام کے قابل نہیں بلکہ ہر قسم کا روغن تیار شدہ چیز کو لیپنے کے بعد تباہی کا باعث بنتا ہے کیونکہ ان روغنوں میں بذات خود کوئی مضبوطی نہیں ہوتی۔ اس لئے چیز کی منقشی کیسے مضبوط بن سکے گی۔ اگر کوئی وارنش کچھ اچھا ملتا بھی ہے۔ تو اس کے دام کافی زیادہ ہیں۔ کوئی ۵۰ سال کا عرصہ گذرا۔ یہاں کشمیر کے نقاشوں نے اپنے ہاتھوں روغن کا بنانا بند کر دیا۔ کیونکہ دلیش کی فیکٹریوں کا تیار شدہ روغن سستے داموں ہر گلی کوچہ میں دکانداروں کے پاس مہیا ہے اور نقاشوں نے

دست یاب روغن استعمال کرکے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھوں تیار کرنے میں دلچسپی نہ لی۔ ان دنوں بدیش کی فیکٹریوں کا تیار کردہ روغن قدرے پائیدار اور چمکدار ہوتا تھا اور بہ نسبت کشمیری روغن کے جلدی خشک ہونے کے باعث اسی کو ترجیح دی گئی لیکن آج کل ایسا روغن کہیں بھی حاصل نہیں ہوتا۔ جو کوئی اچھی قسم کہلاتی ہے۔ وہ نقاشوں کے ہاتھوں تیار کردہ روغن کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ نقاشوں کے ہاتھوں بنا ہوا روغن پائیدار ہوتا تھا بلکہ ۵۰ سال کا روغن لیپا ہوا چیز رگڑ کر بھی چمکیلی ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کو یقین نہیں آتا کہ یہ ۵۰ سالہ روغن شدہ چیز ہے۔ اسکے برعکس آج اگر کسی چیز پر کسی بھی اعلیٰ فیکٹری کا تیار کردہ روغن لیپتے ہیں تو اس پر ہاتھ پھیرنا تو درکنار۔ کسی نرم کپڑے سے چھونا بھی برداشت نہیں کرتا۔ بلکہ تمام چمک دمک یک دم ختم کرکے منقشی پر بھی اثر پڑتا ہے۔

نقاش کے ہاتھوں روغن کی تیاری: نقاش اس روغن کو کولھو کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے السی کے ۳ پاؤ وزنی تیل کو آگ پر اُبالتے تھے۔ جب یہ تیل پورے قوام پر آجاتا تھا تو بالکل صاف قسم کا عود ہندی یا دوسرے درجے کا کہربا ڈیڑھ پاؤ وزنی کوٹ کر سفوف جیسا بنا کے آہستہ آہستہ اُبالوں کے ساتھ تیل میں ملاتے تھے۔ جب یہ عود اور دو چھٹانک مردار سنگ پورے طور پر تیل کے ساتھ حل ہو جاتا تھا تو چولھے کی آگ آہستہ آہستہ کم کرتے تھے۔ اس طرح اُبالوں سے تیل اور عود رل مل کر گاڑھی دھار والا روغن تیار ہو جاتا تھا۔ پیپر ملیشی چیزوں کے لئے یہ روغن بہر نوع فائدہ مند تھا لیکن بدیشی کے روغن تیار کرنے والے کشمیری نقاشوں کو بازی دے گئے۔ اس طرح پیپر ملیشی ناپائیدار بن کر تجارتی لحاظ سے گر گئی۔ آج کل جو روغن پیپر ملیشی چیزوں پر استعمال کئے جاتے ہیں ان کے نام یہ ہیں: امیریلا۔ آیکولائیٹ اور والسپر وغیرہ۔ ان چار پانچ قسموں میں سے بہترین قسم والسپر ہے۔ لیکن اس کی قیمت زیادہ ہونے کے باعث عام

نقاش استعمال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ دکان دار تاجر اتنی قیمت نہیں دیتے۔ البتہ چند ایک دکان دار بعد میں اپنے طور پر استعمال کر کے چیزوں کو پائدار بنانے کے علاوہ جھلملاتے ہوئے ہیرے بناتے ہیں۔ یہ روغن عموماً ہاتھ کی دو انگلیوں سے چیز پر لیپتے ہیں۔ جب کہ لیپنے کے لئے باریک بالوں والی کوچی ہونی چاہیئے جو اس کام کے لئے مخصوص رکھنی لازمی ہے۔ اس روغن کی تھوڑی تھوڑی مقدار پیالہ نما برتن میں ڈال کر استعمال کرنی چاہیئے۔ روغن کے ڈبہ کو چست بند رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ ہوا داخل ہو کر خشک نہ ہو جائے۔

در و دیواروں اور سقفوں وغیرہ پر لپائی کرنے کی خاطر سستے قیمتوں کا روغن استعمال کیا جاتا ہے۔ جن کو رنگوں کے ساتھ (پانی کے بجائے) رلا کر رنگ لپائی کی جاتی ہے۔ یا رنگ لپائی کر کے خالص روغن لیپا جاتا ہے۔

سپرٹ وارنش: جو پیپر میشی کے تحت بنے ہوئے چیزوں کی اندرونی سطحوں پر لیپا جاتا ہے۔ طاقت کے لحاظ سے آج کل کے کپال وارنشوں کے برابر بن جاتا ہے۔ یہ روغن نقاش خود تیار کرتا ہے جو میتھلیٹڈ سپرٹ METHA-LATED SPIRIT) کی ایک بوتل میں صاف قسم کا سندرس وزنی ڈیڑھ پاؤ کوٹ کر ڈالا جاتا ہے۔ بوتل کو ۲۴ گھنٹوں میں آٹھ دس بار ہلا کر دھوپ کی گرمی سے حل ہو کر تیار ہوتا ہے۔ یہ روغن لیپنے کے بعد چند منٹوں میں خشک ہوتا ہے۔

اگر ردی قسم کا سندرس یا گندہ بیروزہ سپرٹ میں ملا کر تیار کیا جائے۔ تو بدبودار بننے کے علاوہ دیر تک خشک ہوتا ہے۔ یہ روغن لچکدار بالوں والی کوچی سے لیپا جاتا ہے۔ بوتل سے کسی پیالہ نما برتن میں اتنا ہی ڈالنا چاہیئے۔ جتنا اندازاً ضرورت ہو۔ بوتل کا کارک ہر وقت مضبوطی کے ساتھ بند رکھنا چاہیئے کیونکہ سپرٹ اڑنے والی شے ہے اور روغن دھیرے دھیرے گاڑھی دھار کا بن کر ناقابل استعمال بن جاتا ہے اگرچہ خالص سپرٹ

ڈال کر پھر اپنی حالت پر لایا جاسکتا ہے لیکن خالص سپرٹ نہ ہونیکی صورت میں گاڑھی دھار کا وارنش چیز کی سطح کو خراب کرتا ہے۔ جب کہ سطح داغدار اور زرد رنگ کی بن جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ سطح کا رنگ سفید ہو۔ اس لئے احتیاط ضروری ہے

یہ روغن منقشی سطحوں پر اُسی صورت میں لیپا جاتا ہے۔ جب قلمی سونے سے مطلا نہیں کرنی ہوں۔ کیونکہ ایسا روغن لیپی ہوئی سطح پر قلمی سونا چڑھا کر اس پر مہرہ نہیں چلایا جاسکتا اگر چلایا جائے تو سونا معہ وارنش کے اکھڑ جاتا ہے۔ بلکہ منقشی بھی اکھڑ جاتی ہے۔ جیسے کیا کرایا کام بگڑ جاتا ہے۔ اس کے برعکس یہ وارنش چڑھانے کے بعد منقشی سطحوں پر تیل والا وارنش لیپنا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ منقشی محفوظ رہ جائے:

خوشنویسی

ایک نقاش صرف پھول بوٹوں کی بناوٹ یا تصویروں کی نقاشی ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو اپنی زندگی میں بہت سے ایسے کاموں سے واسطہ پڑتا ہے جو رنگوں اور برشوں کے استعمال سے انجام پاتی ہیں۔ ان میں خوش نویسی بھی ایک ایسا کام ہے۔ جسے نقاش کو کماحقہ واقف ہونے کے علاوہ انجام دینے کی صلاحیت ہونی چاہیے جسے وہ اپنی کمائی میں اضافہ کرنے کے علاوہ دوسروں کا دست نگر نہیں رہتا۔ کیوں کہ جب ایک نقاش تصویروں اور منظروں والے طروح جن میں پولو (چوگان) مغل دربار اور شاہ نامہ میں دکھائے تصویروں کے شاہکار بناتا ہے تو ان کی تعارفی اور توضیحی شناسائی کے لئے حاشیوں پر ابیات لکھے جاتے ہیں جو اسی طرح پُرانے طرز تحریر میں ہوتے ہیں۔ جس طرح تصویر اور منظر پرانے روایاتی طرز پر ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ

تعارفی ابیات فارسی رسم الخط کے علاوہ عربی رسم خط میں لکھے جاتے ہیں۔
اسی طرح چند ایک نقاش رنگ و روغن سے خطِ طغرا اور خطِ گلزار میں بسم اللہ۔ ناد علی اور دیگر قرآنی ابیات۔ شیر۔ بطخ یا کبوتر کے خاکے میں ڈھال کر شیشوں اور کاغذوں پر لکھنے کے علاوہ پیپر میشی کی صورت میں تختیوں پر بھی تیار کرتے ہیں۔ ایسے شیشے یا تختے تیار کرنے والے اب بھی حسن آباد اور کوٹلی پورہ میں رہتے ہیں
بہر صورت اس غرض سے کہ ہم برش اور رنگ کے استعمال سے تیار ہونیوالے نوادرات کو تیار کرنے سے واقف ہونے کے علاوہ دوسروں کے محتاج نہ ہوں ایسا کرنے کے لئے ہمیں اُردو اور فارسی عربی رسم الخط میں لکھنے کی کوشش کرنی لازمی ہے۔ اس طرح کی خوش نویسی سیکھنے کے لئے خوش خط کاپیوں کا استعمال کر سکتے ہیں تاکہ ضرورت کے وقت کسی بھی زبان کے ابیات یا جملے لکھوانے کے لئے دوسروں کے محتاج نہ رہیں۔
اسی طرح ایک نقاش کو انگریزی میں تعارفی لوحے (SIGN BOARD) لکھنے پڑتے ہیں کیونکہ یہ ملک سیاحوں کا آماجگاہ ہے۔ جن کے ساتھ ہمارا روزگار وابستہ ہے۔ جبکہ دوکان داروں کو اپنے تعارفی لوحے تیار کرنے کے لئے بین الاقوامی زبان انگریزی میں ہی لکھنے پڑتے ہیں چنانچہ یہ لکھائی بھی برش اور رنگ سے انجام پذیر ہوتی ہے اور نقاشوں کے ایک طبقہ کا ذریعہ معاش ہے۔
جبکہ انگریزی زبان کے یہ تعارفی لوحے حروفِ تہجی کی منفرد طور پر جمعبندی کر کے الفاظ تیار ہوتے پر لکھے جا سکتے ہیں۔ جیسے یہ لکھائی اُردو فارسی اور عربی لکھائی سے آسان ہے۔ اس زبان کی لکھائی کے لئے جو معمولی پابندیاں یا اصول ہیں۔ وہ ابتدائی مرحلہ میں اردو یا عربی لکھائی کے لئے بلا واسطہ لاگو ہوتے ہیں۔ عام طور پر تعارفی لوحوں (SIGN BOARDS) کی لکھائی کیپٹل حرفوں میں ہوتی ہے انگریزی حروف تہجی ۲۶ ہیں جو صرف پیمانہ SCALE معین کرتے پر مربعوں (GRAPHS) میں جمعبند کر کے تیار ہوتے ہیں اور کوئی بھی نام جملہ یا عبارت لکھنے سے پہلے جس

شے کاغذ۔لکڑی۔ٹین جیسی سطح پر چاروں طرف سادہ حاشیے چھوڑنے لازمی ہیں۔ اس کے بعد نام اشیاء فروختگی اور سکونیت جیسے جملوں کے لئے سطریں معین کر کے عارضی رنگ سے لکیریں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کے بعد پیمانہ کے مطابق حرفوں کی تقسیم کی جاتی ہے اور یہ حروف جس کسی پیمانہ میں لکھتے ہوں تو 5×3 یا 7×4 کی نسبت سے چوڑائی اور اونچائی مقرر کرنی لازمی ہے۔ ہر حرف کے درمیان وقفہ (SPACE) رکھنا اور ہر لفظ کے درمیان ایک حرف کے برابر وقفہ چھوڑنا ضروری ہے۔ جبکہ گنجائش کے مطابق اس کو زیادہ بھی کر سکتے ہیں۔ جہاں چار یا پانچ لفظوں کا جملہ لکھنا ہو۔ تو ضروری ہے کہ اس جملہ یا نام میں تین یا چار وقفے آئیں گے۔ جن کو یکساں طور پر تقسیم کر کے چھوڑنا ہوتا ہے۔ اسی طرح دکان یا دکان دار کا نام بڑے جلی حروف اور جاذب نظر صورت میں لکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح سائن بورڈ کی سطح کا رنگ حرفوں کے رنگ سے مختلف ہونا چاہے تاکہ حروف نمایاں نظر آئیں اور دیکھنے والے بہت دور سے دکان یا کمپنی کے نام کو پڑھ سکیں۔ اس لئے سائن بورڈ کی زمین سیاہ اور حرفوں کے رنگ سفید یا زرد ہوں۔ اسی طرح زمین سفید اور حرفوں کے رنگ۔ سیاہ۔ بلیو یا سُرخ ہوں گے۔ جب زمین سُرخ ہو تو حروف سفید اور بلیو زمین پر حروف زرد یا سفید سے لکھے جائیں گے۔ نام کے لئے حرفوں کا ایک ہی قسم استعمال کر کے لکھائی کو سادہ صورت میں لیکن پُرکشش لکھنا چاہیئے۔ اشیاء فروختگی کے نام دوسرے قسم کے حروف میں اور دکان کا پتہ وغیرہ تیسرے قسم کے حرفوں میں لکھنا چاہیے۔ اس سلسلے میں انگریزی تہجی کے چند اقسام ایسے ہیں جو عام طور پر سائن بورڈوں کی لکھائی کے لئے عام ہیں سمپل رومن۔ اٹیلک۔ بلاک گوتھک وغیرہ کبھی کبھی انگریزی حرفوں کو کیپٹل اور نان کیپٹل دونوں صورتوں میں لکھنا پڑتا ہے جن کو اپر کیس اور لوئر کیس کہتے ہیں۔ حرفوں کو نمایاں بنانے کے لئے لائٹ اور شیڈ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جملوں یا ناموں کو مختصر بنانے کے لئے

لفظوں کی بجائے صرف کیپٹل حروف لکھے جاتے ہیں۔ جن کو پڑھ کر پورا مطلب سمجھا جاسکتا ہے۔ ایسے حروف لکھتے وقت ہر حرف کے بعد ایک نقطہ ڈالا جاتا ہے تاکہ متعدد حرفوں کے لکھنے سے لفظ یا جملہ نہ سمجھا جائے شلاً جموں وکشمیر کے لئے J & K. اور تمام (SYED MURTAZA RIZVI) کے پہلے دو لفظوں کے لئے ایس - ایم اور رضوی پورا لکھنے پر فقط (S.M - RIZVI) لکھا جائے گا۔ اس طرح کئی ایک ناموں کے ابتدائی حرفوں کو ایک دوسرے میں پھنسا کر نشان جیسا بناتے ہیں جس کو مانو گرام (MONOGRAM) یا خط طغرا SM کہتے ہیں۔ جیسے ایس ایم۔ کسی وقت کوئی گاہک ایسے مانو گرام چیزوں پر بنانے کے لئے کہتے ہیں جو بنے بنائے ہوتے ہیں۔ ان کا نقل کرنا آسان ہے۔ جب کہ نئے بناتے کے لئے مشقیں کرنے کی ضرورت ہے۔ ذیل میں چند ابیات بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں:۔

در ہنر کوش گر تو داری ہوش ' در ہنر کوش گر تو داری ہوش

ہیں وہ مست وغنی جن کو آتا ہے کچھ کام

ہیں کلید گنج و زر اہلِ ہنر کی انگلیاں

الٰہی بخت تو بیدار بادا

ترا دولت ہمیشہ یار بادا

عزم راسخ شوق کامل سعی پیہم کی قسم

یہ خیالِ خام ہے تیرا کہ منزل دور ہے

شرف الانسانِ بالعلم والادب ' شرف الانسان بالعلم والادب

آدمی کی بزرگی علم وادب سے ہے

Simple Roman

ABCDEFGHIJKLM
NOPQRSTUVWXYZ

Roman

ABCDEFGHIJKLM
NOPQRSTUVWXYZ

Italic

ABCDEFGHIJKLM
NOPQRSTUVWXYZ

Block

ABCDEFGHIJKLM
NOPQRSTUVWXYZ

Gothic

ABCDEFGHIJKLM
NOPQRSTUVWXYZ

"سقفی نقاشی"

مکانوں کے سقفوں اور دیواروں کے علاوہ دروازوں اور کھڑکیوں پر بالکل اسی طرح نقاشی کی جاتی ہے جس طرح چھوٹے چیزوں پر۔ فرق صرف اتنی ہے کہ کمروں کے اندرونی چھتوں کے لئے پیمایش کے مطابق مساوی حدود کے برابر لکڑی کے تختے تیار کروائے جاتے ہیں۔ جن پر کپڑے کی ابری چپکانے کے بعد گچ لپائی کر کے وغیرہ نقاشی کی جاتی ہے۔ جبکہ ایسے چھتوں کے لئے گل ولایت یا ہزارہ جیسے طروح نہیں بنائے جاتے ہیں بلکہ شال طرح جیسے جواب دار مختلف اندازوں اور مختلف رنگ آمیزیوں سے مزین کئے جاتے ہیں۔ عام طور پر ہر ایک طرح ایک تختہ کی چوتھائی کے برابر خاکہ بنا کر تختہ کی ساری چوتھائیوں پر پھیلا کر تیار کیا جاتا ہے۔ جبکہ ہر ایک تختہ چاروں طرف دوسرے تیسرے تختوں کے ساتھ جواب دار یا متواتر جوڑ دار بننا چاہیئے۔ تختے مربع ہوں یا مستطیل ایسے طروح اسی نقطہ نگاہ کے پیش نظر تیار کئے جاتے ہیں۔ ایسے طروح جو ان سقفوں کے لئے بطور خاص استعمال ہو سکتے ہیں صفحہ نمبر ۱۷ء، ۱۶۵ء، ۱۶۷ء، ۱۶۹ء، ۱۷۰ء، ۱۹۰ء پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ جبکہ عام طور پر شال طرحوں کو ہی سقفوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ طروح کسی بھی حدود کے مساوی حصّہ کے لئے جواب دار یا لگاتار جوڑ دار بنا کر اُتارے جا سکتے ہیں چونکہ مذکورہ صفحات پر دئے گئے طروح مکمل طور پر رنگ آمیز ہونے کے علاوہ جواب دار اور جوڑ دار بنتے ہیں۔ اس لئے سقفوں کے لئے ان کی تیاری میں کوئی دِقت پیش نہیں آسکتی۔ اس قسم کے سقفی نقاشی آج بھی

اولڈ سیکرٹریٹ (شاہی محلات) کے اندرونی سقفوں پر موجود ہے۔ اسی طرح جموں کے پرانے سیکرٹریٹ شاہی محلات کے علاوہ کشمیر میں کئی بڑے خانقاہوں جیسے خانقاہِ میر سید علی ہمدانیؒ کی مسجد عالیہ کے دروں دیواروں کے علاوہ سقفوں پر بھی نمایاں ہے۔

جبکہ ایسی نقاشی مغلوں کے زمانہ سے ڈوگرہ راج تک تمام محلات اور باغات کی بارہ دریوں کے سقفوں کے علاوہ دیواروں کی زینت بڑھاتے کے ساتھ ساتھ نقاشوں کے لئے روزگار کی سبیل نکالی جاتی تھی۔ اس طرح سرکاری طور پر نقاشوں کی سرپرستی ہونے کے ساتھ حوصلہ افزائی بھی ہوتی تھی۔ جب کہ ۱۹۴۷ء سے راجے مہاراجے اور امراء دوسری صورتوں میں عیاں ہوئے لیکن نقاشی سے کسی سرکاری یا غیر سرکاری عمارت کو منقش کرانے کا خیال بھی کسی کے دل میں پیدا نہیں ہوا جبکہ نقاش مر گئے نقاشی مر رہی ہے۔

"قدیم نقاشی" پیر میثی

صدیوں پہلے بنی ہوئی نقاشی کتنی کاریگری اور مہارت کی حامل تھی۔ اُس کا پتہ اس زمانہ کی کوئی چیز دیکھنے سے ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے پاس جدامجد میر سید تراب شاہ کے ہاتھوں بنا ہوا قلمدان (جو آپ کو اپنے استعمال میں تھا) موجود ہے۔ اس طرح یہ قلمدان ڈیڑھ سو سال سے زاید پُرانا ہے۔ اسی طرح دوسرا قلمدان ستر سال پُرانا میرے دادا سید رضا شاہ کا موجود ہے۔ ان دونوں قلمدانوں کی نقاشی آج بھی اتنی ہی تازہ ہے جتنی کہ آج ہی کے بنے ہوئے کسی چیز کی ہو۔ جبکہ ان کے رنگ و روپ

میں کوئی فرق نہیں ہے میر سید تراب کے قلمدان کی زمین چاندی کے اوراق چسپاں کرکے مصنوعی سونے میں تبدیل کی گئی ہے جس پر گل ولایت طرح منقش ہے۔ جب کہ قلمدان کی شکل کیپسول جیسی ہوتی ہے۔ اس کی اونچائی والی چپٹی (دیواری) سطح پر زیر درختی والے پھول بوٹے بنے ہیں۔ جبکہ اوپر کی قوسی سطح پر سر درختی گلاب۔ رعنا۔ فندق اور سیب کے شجری شاخ طرح کی صورت میں پھیلائے گئے ہیں جیسا کہ ابھی تک عام گل ولایت طرح مروج ہے لیکن سید تراب والے قلمدان میں ایک تبدیلی یہ نمایاں ہے کہ متذکرہ پھولوں کی قطار میں گلاب کی دو شاخیں دکھا کر ایک شاخ کے گلاب کو گلابی رنگ سے اور دوسرے شاخ کو شرکی بلیو جیسے رنگوں میں دکھایا گیا ہے۔ جبکہ گل رعنا کی بجائے گل آڑو کو گلابی رنگ اور گل فندق کو سفید کی جگہ شرکی بلیو سے (جبکہ ان دونوں پھولوں کے لئے یہ شرکی بلیو غیر قدرتی رنگ ہے) رنگدار کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس طرح رنگ آمیزی کا توازن برقرار رکھا گیا۔ لیکن اس طرح پھولوں کو غیر قدرتی رنگوں میں جاننے کی روایت چل پڑی ہے۔ اسی طرح قلمدان کی اونچائی والی سطح پر جو زیر درختی والے گل بوٹے بنے ہیں۔ ان کی گھاس پتیوں کو صرف دو ہی صورتوں میں دکھایا گیا ہے۔ جبکہ ہر پھول کی گھاس پتیاں الگ الگ صورتوں میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس سید رضا شاہ کے بنے ہوئے قلمدان پر گل ولایت طرح کا خاکہ تراب شاہی انداز پر ہی ڈالا گیا ہے لیکن رنگ آمیزی میں کوئی بھی پھول (گلاب وغیرہ) غیر قدرتی رنگ میں نہیں ہے۔

اس طرح جب سٹیٹ گورنمنٹ پروٹوکول کے سٹور میں پڑے ہوئے جلدوں (BOOK COVERS) میں دو جلدوں پر بنے ہوئے گل ولایت طرحوں کو سید تراب شاہی قلمدانوں والے گل ولایت سے مقابلہ کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جلدوں پر بنے ہوئے گل ولایت طرحوں میں سر درختی اور زیر درختی پھولوں کا

کوئی تمیز نہیں رکھا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے گل ولایت طرح میں یہ تبدیلیاں (جن کا تذکرہ جلدوں والے باب میں آئے گا) جان بوجھ کر لائی گئی ہوں۔ ورنہ تو تراب شاہی خاندان میں اس گل ولایت طرح کی خاکہ کشی اور رنگ آمیزی بالکل اسی طرح کی جاتی ہے جس طرح میں نے اپنے بنائے ہوئے گل ولایت والے رنگین پلیٹ پر دکھائی ہے جبکہ متذکرہ قلمدانوں کے رنگین فوٹو صفحہ نمبر پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

سابقہ کاریگروں کے ہاتھوں بنے ہوئے چیزوں کی تلاش کرتے ہوئے مجھے جموں وکشمیر گورنمنٹ کے پروٹوکول محکمہ کے سٹور (توشخانہ) میں رائیٹنگ سیٹوں (WRITING SETS) کی کچھ بچی ہوئی چیزیں ملیں جو ڈوگرہ حکمرانوں کے زمانہ سے سرکاری مہمان خانوں میں مہمانوں کی لکھائی کے لئے رکھی جاتی تھیں چنانچہ یہ ۱۹۴۷ء سے سٹور میں پڑی ہیں۔ جن میں کچھ ٹوٹی پھوٹی ہیں۔ یہ کچھ لاعلمی کی وجہ سے تتر بتر ہیں۔ مثلاً ایک رائیٹنگ سیٹ کا بک کور (BOOK-COVER) جلد سنٹرل ایشیا میوزیم واقع یونیورسٹی کیمپس میں ہے (انولوپ کیس) = لفافہ دانہ ڈائرکٹر پروٹوکول کے دفتر میں پڑا ہے۔ اسی طرح سیٹ کا پیپر کٹر (شراک) ڈپٹی ڈائرکٹر پروٹوکول کے میز پر پڑا ہے۔ جبکہ ایک رائیٹنگ سیٹ ۱۲ چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ نمبر ا رائیٹنگ پیڈ (۲) بک کور (۳) انولوپ کیس (۴) پیپر ریک (۵) پن ٹرے (۶) انک ریک (۷) پن ہولڈرس (۸) بلاٹنگ پیڈ (۱۰) پن کشن (۱۱) ٹکٹ بکس (۱۲) پیپر کٹر۔

بہر صورت مذکورہ سٹور میں جو کچھ اس وقت پڑا ہے۔ اس میں چار (بک کورس) جلدیں جن کا مجموعی فوٹو شامل مضمون ہے (جبکہ ان کے انفرادی فوٹو متعلقہ طرحوں کے مضامین میں وابستہ ہے) اسی طرح ایک پیپر ریک بھی کسی حد تک جاذب نظر ہے جس کا رنگین فوٹو ہزارہ طرح کے مضمون میں منضبط ہے۔ جب کہ یہ پانچوں چیزیں کسی حد تک اچھی حالت میں ہے۔ جو

کاریگری کے لحاظ سے قابل دید ہیں۔ ان چار جلدوں میں سے دو جلد گل ولایت طرح میں بنے ہیں۔ لیکن جب بہ نظر غائر دیکھا جائے تو ان کی (گل ولایت کی) خاکہ کشی میں نئے انداز اپنائے گئے ہیں۔ جب کہ گل ولایت طرح میں سر درختی کے پھولوں کو اوپری کنارے کی جانب بنایا جاتا ہے۔ اور زیر درختی والے پھولوں کو نچلے کنارے کی جانب بنانے کا تمیز رکھا جاتا ہے لیکن ان جلدوں کے گل ولایت میں یہ تمیز نہیں برتا گیا ہے بلکہ دونوں اقسام کے پھول بوٹے ایک ساتھ ایک ہی سطح پر دکھائے گئے ہیں جبکہ خود ان دو جلدوں کے گل ولایت طرح میں بھی فرق پائی جاتی ہے۔ نمبر۱ جلد کے گلاب۔ سیب۔ رعنا اور دوسرے سر درختی پھولوں کو ایک ہی تنے سے وابستہ دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ خاکہ کھینچنے میں دوسری اپج یہ ہے کہ نصف جلد پر گلاب۔ رعنا۔ سیب اور فندق کے پھولوں کو یکسر شرخ قرمزی سے پرداز کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں نچلے نصف میں صرف تین پھول گلاب۔ رعنا اور شنبل کے علاوہ باقی جگہ سفید پھولوں سے پُر کی گئی ہے۔ اس طرح یہ نچلا نصف سفید پوش گل ولایت لگتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جلد نمبر۲ کے خاکہ میں متذکرہ پھولوں کو متعدد شاخوں سے وابستہ دکھایا گیا ہے لیکن دونوں خاکوں میں سر درختی والے پھولوں کو ایک ساتھ سجایا گیا ہے۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہزارہ طرح ایسی ہی بتدریج تبدیلیوں سے وجود میں آیا ہے جیسا کہ جلد نمبر۳ کے چاند میں ہزارہ کے بجائے گل ولایت طرح کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس وضاحت سے یہ مطلب نہ لیا جائے۔ کہ ان جلدوں کے خاکے غلط ہیں۔ بلکہ یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ معمولی تبدیلی سے ایسے ہی خاکوں کو ہزارہ طرح میں تبدیل کیا گیا ہے۔ چنانچہ پروٹوکول کے گیسٹ ہاوس نمبر۲ میں ایک جلد ایسا موجود ہے جس کو یک رنگی (بنفشہ پوش ہزارہ) ہزارہ طرح سے سجایا گیا ہے۔ دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ اس ہزارہ کے خاکہ اور

مروجہ ہزارہ کے خاکہ میں کافی فرق موجود ہے۔ ایسے ہزارہ کا خاکہ صفحہ نمبر ۱۵۷ پر دیا گیا ہے۔ (کیونکہ اس جلد کا فوٹو حاصل نہیں ہو سکا) جیسا کہ اس خاکہ سے ظاہر ہے کہ خاکہ کی بنیاد صرف ایک بیل (کارنج) پر ہے جو اس سارے قطعہ کو پھیلانے کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ جب کہ مروجہ ہزارہ کے خاکہ کو چار کونوں کی جانب چار بیلوں سے پھیلایا جاتا ہے۔ اور اتنے ہی حدود والی سطح پر مروجہ قطعہ کو کم سے کم ۶ بار دُھرا کر سطح کو پُر کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اس طرز کا ہزارہ کا ایک ہی قطعہ جلد کی ساری سطح پر ایک ہی جمع بندی میں پھیلایا گیا ہے جیسے ہزارہ طرح کی ایک نئی طرز وجود میں آئی ہے نمبر ۳ جلد اگرچہ بظاہر دور دار ہزارہ سے آراستہ ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کی خاکہ کشی میں پرکار کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ ہاتھ کے انداز سے مرکزی دائرہ اور کونوں کے چوتھائی قوسوں کو معین کیا گیا ہے اور کونوں کے چوتھائی دائروں اور مرکزی دائرے کے باہر جو اسلیمی گنڈر بنائی گئی ہے۔ سبھی آپس میں ملتی ہوئی بنائی گئی ہیں۔ ایسا کر کے طرح کا بنیادی خاکہ بدل کر نئے طرز کے دور دار طرح کا اختراع کیا گیا ہے جبکہ چاند اور کونوں میں بنے ہوئے ہزارہ طرح میں بھی بنیادی تبدیلی کی گئی ہے۔ اس کو دور دار ہزارہ کے بجائے دور دار گل ولایت کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے چاند اور چوتھائیوں میں بجائے ہزارہ کے گل ولایت طرز کی خاکہ کشی کی گئی ہے۔ جبکہ اسلیمی گنڈر کو کھر دری حد بندی میں صحیح اور منظم صورت میں آراستہ کیا گیا ہے۔ اس دور دار طرح کے چاروں کناروں کی جانب جو جمگل ہزارہ طرح کا حاشیہ بنایا گیا ہے۔ وہ بھی صرف چار پھولوں پر مشتمل ہے جن میں سے صرف ایک پھول سفید ہے باقی گلابی سے رنگ آمیز ہیں جسے سارے حاشیہ پر پھیلا کر آراستہ کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی نیلا پیلا یا بنفشی پھول نہیں دکھایا گیا ہے جب کہ مروجہ ہزارہ جمگل بیل دس بارہ مختلف پھول پتوں کا قطعہ ہوتا ہے جس میں کم از کم آٹھ رنگ

استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس بیل کا خاکہ صفحہ نمبر پر تراب شاہی جھگل بیل کے ساتھ ہی دیا گیا ہے جس کو حدود کے مطابق متواتر خاکے ڈال کر بنایا جاتا ہے ایسا ہی ایک اور جلد گندرہ اسلیم سے آراستہ سنٹرل ایشیا میوزیم واقع کشمیر یونیورسٹی کیمپس حضرت بل میں دیکھنے کے قابل ہے۔ جیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلد اسی کاریگر کے ہاتھوں کا بنا ہے جس نے دور دار ہزارہ / گل ولایت والے جلد پر دور دار اسلیم کی جمعبندی کی ہے۔

نمبر ۴ جلد جو زریں زمین پر شال طرح سے آراستہ ہے۔ یہ شال طرح اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل انوکھا ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ نقاش نے پیپر میشی میں کانی شال طرح کو سیدھے طور سے منتقل کیا ہے۔ جبکہ اس میں شال طرحوں کے مختلف انواع اس طرح آراستہ کئے گئے ہیں۔ جیسے یہ ایک اعلیٰ قسم کا طرح بن گیا ہے۔ اس بھاگئی دار شال طرح کے مرکز میں وٹہ شال کی نمایندگی ہے۔ اسی طرح سوسن نما پنکھوں میں جھگل ہزارہ کے علاوہ کونوں کی جانب پنکھوں میں سادہ گلکاری کی نمایندگی ہے اور باقی ماندہ زمین میں شال طرح کی جال کاری ہے۔ اس طرح یہ پانچ طرحوں کا مجموعہ ہے۔ حقیقتاً جتنی چیزیں پروٹوکول سٹور کی الماریوں میں جمی پڑی ہیں۔ ان میں یہ جلد BOOK COVER انمول موتی ہے۔ ایسا ہی ایک اور جلد (شال طرح کا) ڈائرکٹر پروٹوکول کے دفتر میں موجود ہے۔ جس کا فوٹو پرنٹ گورنمنٹ آرٹس ایمپوریم کی جانب سے کرافٹ نامی جریدہ ۱۹۸۴ء میں چھپا ہے۔ شال طرح کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے باعث کتاب کے صفحہ نمبر پر باعث زینت ہے۔ جب کہ یہ پانچوں جلدیں۔ ایک سو سال سے زائد پرانی ہیں لیکن ان کی رنگ آمیزی میں سرمو فرق نہیں آئی ہے بلکہ ان کا وارنش ابھی اتنا ہی تازہ ہے جتنا کہ تیاری کے وقت ہونا ضروری ہے۔ آج یہ حقیقت پڑھنے والوں کو تعجب ہوگا کہ جب میں نے ان گرد آلود جلدوں کو کھردرے کپڑے سے جھاڑا تو یہ

ہیروں کی طرح درخشاں نمایاں ہوئے۔ اس چمک دمک کو وہاں کھڑے دیکھنے والے اچنبے میں آکر کہنے لگے کہ کیا اُس زمانہ میں بنے ہوئے کشمیری وارنش میں اتنی چمک دمک ہونے کے علاوہ اتنی طاقت ہے کہ سوا سو سال گذرنے کے بعد بھی اتنی رگڑا رگڑی سے ان کا رنگ و روپ نکھرنے کے علاوہ رنگوں میں اب بھی زندگی موجود ہے۔ جبکہ آج کے تیار ہوئے چیز کو معمولی پھونک لگنے سے نقش نگاری تک غائب ہو جاتی ہے۔ آج کل کے پیپر میشی ڈیلروں کو یہ چیزیں دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ ان چیزوں میں نہ بدبو ہے نہ چمک دمک میں فرق آئی ہے نا ہی ان کی رنگ آمیزی اڑ گئی ہے جس کے لئے آج کل کے پیپر میشی کا کاروبار کرنے والے نالاں ہیں۔ جن کو اس صنعت کی اصلیت کا علم نہیں۔

پانچواں چیز جو سٹور ہذا میں قابل دید ہے وہ ہے بڑے سائز کا پیپر ریک (PAPER RACK) جس کا رنگین فوٹو ہزارہ طرح کے مضمون صفحہ نمبر ۱۸۲ پر مشمول ہے۔ چونکہ پیپر ریک کی پیٹھ بالکل مسطح ہے جس پر کی گئی منقشی رنگ آمیزی اور طرح کی صناعی بالکل واضح ہے۔ اس کی منقشی رنگ آمیزی کے لحاظ سے ہزارہ طرح سے ملتی جلتی ہے جبکہ اس طرح کی نوعیت گلدستوں جیسی ہے۔ ساتھ ہی اس میں جانور بھی آراستہ ہیں لیکن پھولکاری اور ان جانوروں کی رنگ آمیزی میں یک سوئی ہونے کی وجہ سے جانور نمایاں نہیں ہیں جبکہ پھول کاری کی رنگ آمیزی بھی بالکل مدھم سی ہے۔ چونکہ سطحی طور پر یہ طرح ہزارہ سے ملتا جلتا ہے۔ اس لئے اس کو گلدستہ ہزارہ کہہ سکتے ہیں۔

سنٹرل ویسٹ ایشیا میوزیم میں پیپر میشی میں بنی ہوئی ایک پن ٹرے (PEN TRAY) سبز پوش طرح کی موجود ہے۔ جو اس لئے دیکھنے کے قابل ہے کہ اس پر طرح کی پھول کاری کو قلمی سونے سے ایسی تحریرہ کشی



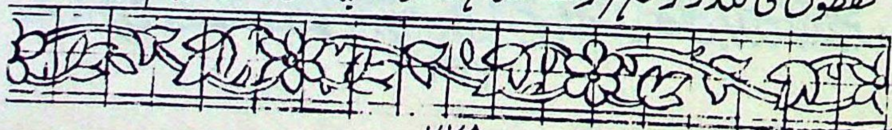
کی گئی ہے جیسے قلمی سونے کی تحریرہ کشی کا مقصد واضح اور عیاں نظر آتا ہے جبکہ اس تحریرہ کشی کی باریکی اور خوب صورتی جاذب نظر ہے۔ اس پن ٹرے کو میوزیم والوں نے پروٹوکول سٹور سے ہی حاصل کیا ہے۔ لیکن وہاں اس سٹ سے متعلق چیزوں میں سے کچھ بھی نہ مل سکا۔ جب کہ طرح کی حیثیت سے یہ پن ٹرے (PEN TRAY) کچھ خاص شے نہیں ہے۔ البتہ اس کی ہیئت ادا کاری پر کی گئی قلمی سونے کی تحریرہ کشی سے معلوم ہوتا ہے کہ قلمی سونے کا تحریرہ کیوں اور کیسے دیا جاتا ہے۔ یہ صدیوں پہلے کی چیزیں ڈھونڈنے اور ان پر تبصرہ کرنے سے صرف یہی مقصد ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی کاریگرانہ مہارت سے سبق حاصل کریں جبکہ اس فن کو سمجھنے اور سیکھنے والے اس کے ہر پہلو کو ذہن نشین کر کے عملی طور انجام دے سکیں۔

صفحہ نمبر ۲۵۵ ان چاروں جلدوں، کا مجموعی فوٹو جو جموں و کشمیر کے پروٹوکول (توشہ خانہ) میں موجود ہیں اور ان کے انفرادی فوٹو اپنے طرحوں کے لحاظ سے متعلقہ مضامین میں منضبط ہیں۔

متبوعات نقاشی

یہ بات پہلے ہی واضح کی گئی ہے کہ ایک نقاش صرف پیپر میشی کی چیزیں ہی نہیں بناتا ہے بلکہ قالین۔ نمدہ۔ گبہ اور ایمبرائڈری وغیرہ کے لئے سیاہ رنگین نقشے بھی تیار کرتا ہے۔ سامنے دیا ہوا نقشہ قالین کی چوتھائی کا طرح (DESIGN) ہے۔ ایسے نقشے ایک نقاش اپنی ذہنی قوت کے استعمال سے تیار کر سکتا ہے۔ کسی وقت کسی گاہک کے ہدایات کے مطابق تیار کرتا ہے نقاش کی نقاشی تبھی مکمل ہے جبکہ اس کے ہر نقشہ میں خاکہ کشی اور رنگ آمیزی کے تکمیل میں توازن مطابقت اور کشش موجود ہو۔ یہی باتیں قالین کے نقشہ بنانے پر بھی حاوی ہوتی ہیں۔ چاہے رنگ بستہ تیز ہو یا سست اپنی اپنی ترتیبوں میں توازن اور رنگوں کی یکسانیت ہونی لازمی ہے۔ قالینوں کے طرح جن ناپ تولوں میں بنائے جاتے ہیں۔ عام طور پر چلنے والے سائز 2½'x4'
5'x3'، 4'x6'، 7'x4½'، 4'x7'، 5'x8'، 6'x9'، 7½'x10'، 9'x12'۔
15'x12'، 18'x12' ہیں۔ کم پیمانہ کے جدول کے مطابق ان ہی سائزوں کی خاطر ایک نقاش اپنے خیالات کے مطابق نئے نئے ڈیزائنوں کو ایجاد کرتا ہے ان سائزوں کے مطابق پورا۔ نصف یا چوتھائی نقشے تیار کئے جاتے ہیں اور ایسی پلیٹیں تیار کر کے گاہک کے پسند پر سائز کے مطابق انلارج کر کے نقشے تیار کئے جاتے ہیں۔ قالین کے سائز پر نقشہ (پورا نصف یا چوتھائی) بنانے کے لئے کافی ذہانت اور حساب دانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ سائز کے ساتھ ساتھ قالین کی کوالٹی پر زیادہ انحصار ہوتا ہے۔ قالین بہت قسموں کے بُنے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کئی قالین موٹے مصالحہ سے بُنے جاتے ہیں جو سوت کی تانی WARP اور اون کی بانی (WEFT)

سے تیار کئے جاتے ہیں اور کئی قالین باریک ریشم جیسے مصالحہ سے تیار کئے
جاتے ہیں۔ اس طرح باریک قسم سے موٹے قسم تک درمیانی اقسام بہت ہیں
مثلاً 4×5 فٹ، 8×10 فٹ، 10×12 فٹ، 12×14 فٹ، 14×16 فٹ، 18×20 فٹ، 20×20 فٹ
وغیرہ۔ ان قسموں کو تاروار کے فنی اصطلاح سے پہچانتے ہیں جب کہ تار کے معنی
تانا اور وار کے معنی بانا ہیں۔ یہ تاروار کا لفظ ایک مربع انچ کو اپنے ساتھ
جتلاتا ہے۔ قالین کا تانا چوڑائی کی جانب شروع کرتے ہیں اور بانا لمبائی
پر منحصر ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ تانا چوڑائی کے لحاظ سے گن کر رکھی جاتی ہے۔
اور بانی کی خاطر سوتی تاروں کے نقطے یعنی شے پر بھی ایک انچ میں بنائی والے
نقطوں کے مطابق بارہ تاریں اور بارہ وار ہونے چاہیں۔ اس طرح چوڑائی میں
تانی کی تاریں ایک فٹ میں ۱۴۴ پڑیں گی اور اونچائی میں بنائی کے وار بھی ۱۴۴
ہوں گے۔ قالین کے لئے نقشہ بناتے وقت نقشہ کا سائز کاغذ پر معین کرکے
بناتے ہیں۔ ایسے نقشوں کی بناوٹ سکیل ڈرائنگ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ پلیٹوں
پر مربع خانے (GRAPHS) بنا کر اس طرح پورے سائز کے کاغذ پر سکیل
کے مطابق بڑھائے جانے والے نقشہ اور ہر ایک انچ میں ۱۴۴ نقطے پڑتے
ہیں۔ کی خانہ کشی کے مطابق برابر بنائے جاتے ہیں اور پلیٹ سے ایک ایک
خانہ کا خاکہ بڑے سائز والے کاغذ کے خانوں میں بنایا جاتا ہے۔ خاکہ کشی
کرنے کے بعد اس نقشہ پر تارہ وار کو واضح کرنے کی خاطر پانچ تاروں اور
پانچ واروں والی خانہ بندی کی جاتی ہے۔ اس طرح ہر خانہ ۲۵ نقطوں کو
ظاہر کرتا ہے۔ فنی اصطلاح میں ایسی خانہ بندی کو "اَلچہ" کہتے ہیں۔ یہ
خانہ بندی قالین کی تعلیم لکھنے کی خاطر کی جاتی ہے۔ اس طرح تعلیم لکھنے
والا نقطوں کو گن گن کر لکھتا ہے۔ جب کہ اس نقشہ پر پلیٹ کے مطابق
رنگ بستہ کرکے نشان رکھے جاتے ہیں۔ جن کو تعلیم لکھنے والا کاغذ پر
نقطوں کی تعداد کو ظاہر کرکے لکھتا ہے۔ کاغذ پر لکھی ہوئی تعلیم قالین باف



بڑھ کر قالین بنتا ہے۔ دبا ہوا پلیٹ ڈیزائن 7×10" کا چوتھائی حصہ ہے اگر 1=12" اسکیل کے مطابق بڑھایا جائے تو سکیل کے نکالتے ہیں کوئی دقت نہیں ہے۔ اگر سکیل کا پیمانہ 10"×1" ہو تو یہ پلیٹ 2'.4"×11". 2 کے سائز میں تبدیل ہو جائے گا۔ قالینوں کی خاطر اس پلیٹ پر جیسی شکلیں بنانی کوئی مشکل بات نہیں۔

قالینوں کے لئے اس سائز جیسے پلیٹ بنانے کے لئے خاکہ کشی کی ضرورت ہے جو کسی ترتیب کو مقرر کر کے کی جاتی ہے۔ (جیسی کہ نقاش اپنی ذہنی احساس سے مقرر کرے) اس ترتیب میں بیل بوٹوں کا توازن اور ہم آہنگی ہونی چاہیئے۔ یہ خاکہ کشی کرنے کے بعد کم سے کم رنگوں کو مقرر کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ قالین اُون یا ریشم سے بنے جاتے ہیں۔ جیسے کہ طرحوں پر رنگ دکھائے گئے ہوں تو ویسے ہی اُون یا ریشم بھی رنگے جاتے ہیں۔ اگر طرح میں چھ مختلف رنگوں سے بیل بوٹے اور حاشیہ میں دکھائے گئے ہوں تو قالین باف کو بھی انہی چھ رنگوں میں قالین بُننا ہوتا ہے۔ جتنے رنگ طرح میں لگے ہوتے ہیں۔ طرحوں میں اکثر اُون جیسے رنگے ہوئے رنگ دکھائے جاتے ہیں۔ ایسا ہو تو دو فائدے رہتے ہیں ایک یہ کہ اُون والے رنگوں میں تیزی نہیں ہوتی۔ خاص کر جو قالینوں کی بُنائی میں استعمال ہوتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ خریدار اپنی پسند کے مطابق رنگوں کو مقرر کرتا ہے۔ طرح کے رنگوں اور قالین کے رنگوں میں کوئی فرق نہیں ہونی چاہیے۔ قالین کے طرحوں پر جو پھول وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ تمام پھول سے تقسیم کر کے اپنے اپنے رنگوں میں بھرے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر گل پتے کو مختلف رنگوں سے تحریر کشی OUTLINE کی جاتی ہے جس سے زمین رنگ اور بیل بوٹے نمایاں نظر آتے ہیں۔ قالینوں کی خاطر دنیا کے ہر ملک میں (DESIGN) طرحیں تیار کی جاتی ہیں۔ لیکن ایران اور کشمیر کے طروح خاص طور پر مشہور ہیں

گیہ جا لک دوزی۔ (CHAIN STITCH) یہ کام آری کانٹے سے زنجیر کی طرح اُونی سوتی یا ریشمی ٹانکوں سے گل بوٹوں کی آرائش

کپڑوں پر کی جاتی ہے۔ یہ گل بوٹے قالین کے جیسے (پلیٹ کے مطابق) بنائے
جاتے ہیں۔ یہ طرحیں اکثر گبوں کے پیمائشوں پر بنائی جاتی ہیں۔ پلیٹ جیسے
طرحوں کی بناوٹ ترکیب قالینوں جیسے طرحوں کی ہوتی ہے۔ البتہ یہ طرح اچھے
یا تعلیم لکھ کر نہیں بنائے جاتے۔ جب کہ نمدوں۔ پردوں یا فیتوں کے ڈیزاین
پلیٹ بنائے جاتے ہیں تو ان کی بناوٹ میں اس بات کا احتیاط کرنا پڑتا ہے۔
کہ یہ چیزیں تیار کرنے میں زیادہ لاگت نہ آئے اور طرح بھی پیمائش کے ہر حصہ
پر پھیل جائے۔ اس قسم کے چیزوں پر استعمال ہونے والا مسالہ کم خرچ ہونا
چاہیے۔ اس لئے طرحوں کو پھیلے ہوئے بنا کر اونی مسالہ کم استعمال ہونے کی
خاطر طرح میں رنگ کم لگائے جاتے ہیں۔ جبکہ کہیں کہیں بجائے رنگ کے
پھول پتوں میں زمین کا رنگ دکھایا جاتا ہے۔ تاکہ جالک دوز ان جگہوں پر
اون وغیرہ استعمال نہ کرے۔ اس طرح اس کی محنت اور مسالہ پر کم خرچ ہوتا
ہے۔ اگلے صفحہ پر دئے ہوئے پلیٹ سے واضح ہوگا کہ کس طرح بیل بوٹوں کو
پھیلایا ہوا بنایا گیا ہے اور کس طرح ہر پھول پتے میں سفید رنگ کو دکھایا
گیا ہے۔ اس قسم کا طرح نمدہ پردہ اور فیتہ میں ایک ساتھ استعمال ہو
سکتا ہے۔ ایسی پلیٹوں سے چھینٹ سازی کے لئے چھاپے تیار کر سکتے ہیں
جن کو کئی رنگوں میں چھاپ/ چھینٹ تیار کر سکتے ہیں۔ ایسے طرحوں کی بناوٹ
قالین جیسے طرح سے مختلف نہیں ہے البتہ لاگت اور محنت کم لگنے کا احساس
رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ گبوں کی قیمت بازاری قالینوں کی نسبت بالکل
کم ہے۔ اس لئے اگر طرح بھاری کام والا بن جائے تو کاریگر گھاٹے میں رہتا
ہے۔ گبوں اور نمدوں کے طرح مقررہ سائزوں پر بنائے جاتے ہیں۔ جب کہ
گبوں کے عام سائز: $2' \times 4\frac{1}{2}'$، $3' \times 5'$، $4' \times 6'$، $5' \times 8'$، $6' \times 9'$،
$9' \times 12'$، $12' \times 15'$ ہوتے ہیں جن کے مطابق نقاش پیمانہ بنا کر جدول کے
مدد سے تیار کرتا ہے۔ اسی طرح نمدوں کے مقررہ سائز یہ ہیں: $2\frac{1}{2}' \times 1\frac{1}{2}'$، $3' \times 3'$ گول

6×4'، 9×6'، 12×9' + آخری دو سائز بالکل کم بنائے جاتے ہیں۔

سوزن کاری : ایمبرایڈری ۔ یہ کام سوئی سے ٹانکے لگا کر کیا جاتا ہے۔ اس ہنر کے تحت بہت سے پوشش کے کپڑے تیار کئے جاتے ہیں مثلاً ساڑھیاں۔ دھوتیاں۔ پلنگ چادریں۔ میز پوش۔ تکیہ غلاف۔ ہاوس کوٹ۔ شال رومال وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہر چیز بنانے سے پہلے نقاش طرحوں کے خاکے چھاپتا ہے جو طرح وہ خود اپنی ذہن سے تیار کر کے رکھتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سوزن کار ان طرحوں کی رنگ آمیزی خود کرتا ہے لیکن چھاپنے کے لئے نقشے کی تیاری اور چھپائی کرنے والا نقاش ہوتا ہے۔ اس کام کے طرح اکثر بالکل باریک ہوتے ہیں۔ جن کی بناوٹوں کے لئے ذہنی شعور بہت بلند ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کے طرحوں کی بناوٹوں پر بہت کچھ سوچنا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ طرح اکثر بالکل چھوٹے بنانے پڑتے ہیں اس لئے جواب، توازن اور مطابقت پیدا کرنی لازمی ہے سامنے جو پلیٹ دکھایا گیا ہے۔ موٹی کام والا طرح کہلاتا ہے۔ مع چاند کے پلنگ چادر۔ میز پوش اور بغیر چاند کے دھوتی یا ساڑھی پر بنایا جا سکتا ہے۔ کہیں بڑا اور کہیں کم کر کے ہاوس کوٹ وغیرہ پر بھی بنا سکتے ہیں۔

عام طور پر نقاش سوزن کاری کے طرح سیاہ خاکوں کی صورت میں تیار کرتے ہیں اگرچہ یہ کام کرنے والے پرانے طرحوں سے ہی اکثر کام لیتے ہیں لیکن حساس تاجر زمانہ کے مطابق نئے نئے طرحوں کو اجرا کر کے اپنے تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔ ان طرحوں کے بند کم سے کم ½1" اور زیادہ سے زیادہ ½4"×3 بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ بعد میں یہ بند ترکھان نقش کندوں سے بنواتے پڑتے ہیں اور ایسے بند بنوانے بھی مشکل ہوتے ہیں۔

ٹیپسٹری (TAPASTRY) سوئی سے سوتی جالی پر اون یا ریشم سے ٹانکے لگائے جاتے ہیں۔ یہ ٹانکے بالکل اسی طرح لگائے جاتے ہیں جس طرح لڑکیاں میٹی جیسے کپڑے (جالی پر) لگاتے ہیں۔ جبکہ جالی پر جالکدوزی



کی طرح نقشہ ڈالا جاتا ہے اور رنگ آمیزی بُنے ہوئے کپڑے یا رنگدار نقشے کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کام کے لئے نقشے اُسی طرح تیار کئے جاتے ہیں جس طرح جالک دوزی کے لئے۔ البتہ قالین کی طرح تار دار کا لحاظ رکھ کر موٹے اور باریک بُنائی کا تمیز رکھنا پڑتا ہے۔ اس کام میں قالین، کُشن، کرسی سیٹ کورس، سٹول کورس کے علاوہ ہینڈ بیگ بھی بنائے جاتے ہیں۔ جب کہ اس کام کے لئے نقشے سادہ و رنگین یہی نقاش تیار کرتا ہے کشمیر میں یہ کام سی۔ ایم۔ ہیڈو کی نوشا (جو فرانسیسی نژاد تھی) کی وساطت سے ۱۹۳۹ء میں ایجاد ہوا جبکہ ہیڈو کی نوشا یہ کام (ہینڈ بیگ) فالتو وقت میں کرنے کی خاطر ساتھ لائی تھی جس پر کام کرتے ہوئے ایک کشمیری قالین باف (غنی شیخ) نے اسے دیکھا اور ایسے ہی ٹانکے لگانے پر ہیڈو نے اس کو دوسروں کو سکھانے کے لئے استاد مقرر کیا۔ اس طرح یہ ہنر کے طور پر پھیلا گیا۔ جبکہ آج (مرد و زن) ہزاروں کے تعداد میں یہ کام کرتے ہیں۔

مدعاءِ تحریر

اس ساری کتاب میں چند ایسے مضامین بھی ہیں جو سرسری نظر میں کچھ پرائے سے لگتے ہیں۔ لیکن بہ نظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ مضامین اس سائینٹفک دور میں اتنے ہی اہم ہیں جتنے کہ وہ مضمون جو بالواسط طور پر پیپر میشی کے کسی چیز پر طرح کو تیار کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ جب ہم غور کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ پیپر میشی سا فن بجائے خود کئی ہنروں کا مجموعہ ہے جس کی انجام دہی کے لئے ان ہنروں سے وابستہ کاریگروں کا دستِ نگر بننا پڑتا ہے کیونکہ پیپر میشی جن چیزوں پر کی جاتی ہے۔ ان کے تیار کرنے والے مختلف پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً: ساختہ ساز (کاغذی ساختہ بنانے والا) ترکھان لکڑی کے چورس ساختے بنانے والے خرادی گول شکلوں میں لکڑی کے ساختے بنانے والا، ٹھٹھیار، پیتل کے وہ ساختے بنانے والا جن پر کاغذی بورا چڑھا کر نقاشی کی جاتی ہے۔ ٹین ساز ٹین کے وہ ساختے بنانیوالے جن پر کاغذی بورا چڑھا کر نقاشی کی جاتی ہے۔ جلد ساز یا شیڈ ساز جو لیمپ

شیڈ بنا کر دیتا ہے اور ان پر نقاشی کی جا سکتی ہے۔ ان میں سے۔ پورا کے علاوہ گتہ کے ساختے ایسے ہیں۔ جن پر ایک ہی طرح کے کاریگر سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس طرح تو یہ چھ طبقے جن کے ہاتھوں نقاشی کے لئے ابتدائی ساختے حاصل ہوتے ہیں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جو اُن ہی پرانی دقیانوسی اشکالوں میں ان ساختوں کو تیار کرتے ہیں جو کوئی ایک صدی سے رائج ہیں۔ جبکہ ان چیزوں کو تیار کر کے دنیا کے کونے کونے میں پہنچا کر مہذب بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہنرمندوں جو شیشی ساخت پرداخت اور صاف و شفاف ماحول میں پلتے ہیں اور ہر گھڑی کے بعد نت نئے ماڈل اور نئے ڈیزاین تیار کرنے اور کروانے کے متمنّی ہیں۔ جن کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں کشمیری تاجر ایسی چیزیں پیش کرتے ہیں جن میں ان باتوں کے پیش نظر کوئی تبدیلی نہیں لاتے بلکہ یہ کام انجام دینے کے لئے صرف نقاش کو ذمہ دار گردانتے ہیں۔ تو قدرتی بات ہے کہ اس نقاش میں ایسی صلاحیتیں ہوں جن کے تحت وہ ان تمام کاریگروں سے ایسی چیزیں تیار کروا سکے جن کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔

ابھی تک یہ بات ظاہر ہے کہ اس طرف کسی نے توجہ نہیں دی ہے کہ یہ ہنر زوال پذیر کیوں ہے جب کہ اس کا خاص وجہ نئے ماڈلوں کا تیار نہ ہونا ہے۔ جو مغرب والوں کو مرغوب خاطر ہوں۔ اس کے ساتھ ہی پرانے ماڈلوں میں خوش نمائی اور نزاکت پیدا کرنے کا فقدان ہے۔

ظاہر ہے یہ کام ایک تعلیم یافتہ کاریگر ہی انجام دے سکتا ہے لیکن تبھی جب کہ وہ خود سائنٹفک رجحانات کو جانچنے کے علاوہ جدید امنگوں کے مطابق نئے ماڈل اور نئے ڈیزاین تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ صلاحیت اس میں تبھی پیدا ہو سکتی ہے جبھی اُس نے قدیم اور روایاتی قسم کے ماڈلوں اور ڈیزائنوں کی بناوٹ کے ساتھ ساتھ نئے نئے ماڈل اور ڈیزاین بنانے کی

ٹیکنیکل ٹریننگ اور ایسی صلاحیت پیدا کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ اس کو ان تمام ذریعوں سے واقف کیا جائے جن کے تحت ایک فن کار اپنی فن سے متعلق چیز کی (تیاری کی) جان کاری رکھنے کے علاوہ خود اپنے ہاتھوں کسی بھی ماڈل کا خاکہ اور کوئی بھی ڈیزائین تیار کر سکے۔ جبکہ نظریہ یہی ہے کہ ایک فن کار اپنے ہاتھوں چیز تیار کر کے خود گاہک (سیاح) کو فروخت کر سکے۔ چونکہ فروخت کرنا تیار کرنے سے مشکل ہے کیونکہ ایک اجنبی خریدار کے سامنے چیزوں کی تیاری اور افادیت واضح کرنے کے علاوہ اس کے خیالات اور رجحانات کو پہچان کر نئے ماڈلوں اور ڈیزائنوں کو وجود میں لانا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کو جیومیٹری، سکیل ڈرائینگ۔ پرسپکٹو کے علاوہ ڈیزائنوں کی انلارجمنٹ اور ریڈ. یوسنگ کرنے کے لئے علم مناظر کشتی جیسے مضامین سے واقفیت ہو۔ تاکہ کسی بھی وقت اس جدید اور مشینی دور میں اس فن کے ذریعہ بالغ نظری کا ثبوت دے سکے جب کہ ہمیں صرف روایاتی قسم کے ماڈلوں پر پرانے روایاتی طروح بناتے پر ہی اکتفا نہیں کرنا ہے، بلکہ نئے رجحانات کو پہچان کر دنیا کے سامنے نت نئے طروح اور اشکال پیش کر کے ثابت کرنا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ بلکہ سائنٹفک طریقہ پر ٹریننگ یافتہ کاریگر اپنی صلاحیتوں سے آج کل کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں بیٹھنے والے خریداروں کو اپنے فن کے کرشمے دکھا کر مسحور کر سکتا ہے اور اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے علاوہ اس فن کی شہرت کو اُجاگر کر سکتا ہے۔ جبکہ عام طور پر گاہکوں کے سامنے وہ تاجر ہمارا تیار کردہ سامان فروخت کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ جن کو ان چیزوں کی عملی ساخت پرداخت کی واقفیت نہیں ہوتی بلکہ (گوٹھ) زبانی طور پر اپنی مطلب براری کر کے گاہکوں کو ٹرخاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری ذہن میں وہ چار یا پانچ حقیقتیں ہیں جو یہ مضمون زیر تحریر لانے کی محرک بنیں۔ جو کہ عملی تجربہ ہوتے کے باعث قابل غور ہیں۔

۱۔ میری ملازمت کے دوران ایک ساتھی ایمبرایڈری انسٹرکٹر ان پڑھ

لیکن اپنے ایمبرائیڈری ٹریڈ میں ۵ سالہ ڈگری ہولڈر تھا جو ٹریننگ سے فارغ ہوکر نوکری جلد نہ ملنے کے باعث ایمبرائڈری کا تجارت کرنے کی خاطر کلکتہ چلا گیا تھا۔ جہاں ایک گاہک کے سامنے شالوں کی گٹھڑی کھولی تو گاہک نے دیکھنے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔ آپ لوگ گاہکوں کا مذاق اڑاتے ہو۔ جبکہ آپ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ گاہک کیا چاہتا ہے اور اُسے ہم کیا دیتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ یہ سلسلہ شروع کرنے سے پہلے یہ سیکھا کریں کہ گاہکوں کو کیسے تسلی بخش کام مہیا کر سکتے ہیں۔ پھیری والے نے کہا آپ کوئی وجہ بتائیں کہ آپ اتنے ناراض کیوں ہیں۔ کیا کام تھا آپ کے ایسے جو کسی نے بگاڑ کر آپ کو اتنا ناراض کیا ہے۔ گاہک نے نوکر کو آواز دے کر کہا کہ بھئی وہ ٹچ می ناٹ والی ساڑھی لے آؤ اور ان صاحب کو دکھاؤ تاکہ یہ دیکھیں کہ ایک گاہک کے آرزؤں کا ناش کیسے ہوتا ہے۔ ساڑھی آئی۔ گاہک نے پھیری والے سے پوچھا۔ کیا یہ ساڑھی ٹچ میں ناٹ پھولوں سے آراستہ ڈیزائین ہے جو ہم نے اُس پھیری والے کو اس ساڑھی پر بنانے کے لئے کہا تھا۔ جبکہ اس ساڑھی پر ایسے پھولوں کا عکس بھی نہیں تھا بلکہ ریشمی دھاگوں سے TOUCH ME NOT 'ٹچ می ناٹ' حروف کا سلسلہ چاروں طرف لکھا تھا۔ پھیری والے نے کہا۔ یہاں تو اس پھول کی پتی بھی نہیں ہے۔ ڈیزائین کی صورت دُور ہی رہی۔ اصل میں کرنا کیا تھا؟ اور کیا گیا ہے۔ مجھے بھی واقف کیجئے۔ گاہک نے بتایا ارے صاحب ہم نے آپ کے پھیری والے بھائی کو یہ پشمینہ (اتنی بھاری رقم کی) ساڑھی دے کر کہا تھا کہ اس پر ٹچ می ناٹ پھولوں کا ڈیزائین ڈال کر دیجئے۔ اُس نے جو کچھ لاگت کا چارج کیا۔ پیشگی لے کر چھ مہینے کے بعد آپ کے سامنے بولتی ہے ٹچ می ناٹ۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ٹچ می ناٹ لفظوں اور پھولوں کے ڈیزائین میں کتنی مُناسبت ہے تو ہم کو سمجھائیے تاکہ ہم ہزاروں کی قیمت والے ساڑھی کو ردّی میں نہیں ڈالیں گے۔ اگر اس پھیری والے میں صلاحیت ہوتی تو ہمارے

کہنے کے مطابق پھولوں والا ڈیزائن بنواتا تو نا ہمارا ہی نقصان ہوتا۔ تاہم
آپ سے گستاخی کرتے۔ جبکہ ہم آپ کی (کشیبر بولسکی) ہنرمندی کے گن گاتے
ہیں۔ پھیری والا چونکہ ڈرائنگ جانتا تھا۔ پنسل سے کاپی پر ٹچ می ناٹ پھولوں
کا خاکہ بنا کر کہا۔ آپ کا منشاء اس قسم کے پھول بوٹے کا ڈیزائن بنوانا تھا لیکن
اس پھیری والے نے نہ جاننے کے باعث لکھائی کی صورت میں آپ کی ساڑھی اور خواہش
کا ناش کر دیا ہے۔ میں اسی ساڑھی پر ان پھولوں کا ڈیزائن بنا کر دے دوں، تو
آپ مان جائیں گے کہ سبھی لوگ اناڑی نہیں ہوتے۔ (ایمبرائیڈری جاننے والے)
پھیری والے نے سوئی نکالی۔ بلیو رنگ کے تاگے سے ٹچ می ناٹ پھول بوٹی ساڑھی
پر بنا کر دے دی۔ گاہک نے ایک پھول دیکھتے ہی کہا۔ کہ بھائی ہم آپ کا
پنسل ڈرائنگ دیکھتے ہی مان گئے تھے۔ کہ آپ کام کرنے والے آدمی ہیں۔ اس
طرح کام جاننے کے باعث گاہک نے اس پھیری والے سے ہزاروں کا سودا کیا۔
دوسری حقیقت میرے سامنے عمل میں آئی۔ جبکہ میں خود چھٹپنے میں اپنے
چچا صاحب (سید علی شاہ) جو کہ قابل اُستاد اور مانے ہوئے نقاش تھے کے پاس (بطور
شاگرد) کے سیکھتا تھا۔ سید علی صاحب ایک (پھیری والے) تاجر کے پاس اجارہ داری
میں اسکے مکان میں کام کرتا تھا۔ ایک دن اس تاجر نے ایک انگریز کو دکان میں لایا۔
لیکن شوروم میں جانے سے پہلے انگریز نے کاریگر کو دیکھنے اور اپنے منشا کے مطابق
کام دیکھنے پر زور دیا۔ یہ کام دیکھنا کیا تھا۔ ایک امتحان کرنا تھا۔ کیونکہ یہ انگریز
یہاں کے تمام مشہور دکان دار و (غنی میڈ سفرنگ موزر وغیرہ) کے پاس اس لئے
گیا تھا کہ اس کے منشاء کے مطابق اس کے سگریٹ کیس (جو سونے کا تھا) کے
اوپر پیپر میشی ڈیزائن بننے کے ساتھ ساتھ ہاتھیوں کی پانچ تصویریں پانچ اندازوں
میں بننی چاہیں۔ اس طرح یہ ہاتھی چار کونوں پر چار۔ ایک ٹانگ کھڑی کر کے
دوسرا دو ٹانگیں کھڑی کر کے۔ تیسرا ایک ہی ٹانگ پر کھڑا اور چوتھا۔ چاروں
ٹانگوں پر کھڑا اور بیچ والا سونڈ کھڑی کر کے سلام کرتا ہوا بنانا تھا جو سفرنگ

موزر یا غتی میڈ والے نقاشوں سے نہیں بن سکے تھے۔ اس لئے وہ کشمیر کی فنکاری پر ناراض تھا لیکن جب اس انگریز نے سید علی صاحب کو ایسے خاکے بالکل آزاد دستی (FREE HAND) سے بناتے ہوئے دیکھا تو وہ اچھل کر کہہ پڑا کہ واقعی کاریگر ہے۔ کیونکہ اُس نے آزاد دستی میں بالکل اسی پیمانہ میں ہاتھیوں کے خاکے بنائے جو سگریٹ کیس میں سمو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس انگریز نے ضرورت سے زیادہ مال خرید کیا کیونکہ کام اس کے منشاء کے مطابق بن گیا۔ لیکن ایسا تبھی ہوا جب کاریگر نے اس انگریز کو اطمینان بخشا نہ کہ تاجروں نے جن کی لن ترانیاں پہلے ہی ناکام ہوئی تھیں۔

تیسری حقیقت: ایک روز میں ایک نامور کاریگر کے ہاں گیا۔ پرانی روایت کے مطابق میرے آنے کی خبر سنتے ہی اس کاریگر نے اس چیز کو (جس پر وہ کام کرتا تھا) ڈھانپ رکھا۔ اس کے بعد مجھے اندر بلا کر میرے ساتھ میزبانہ گفتگو میں محو ہوا۔ لیکن میں چیز کو ڈھانپنے والے راز کو کرید رہا تھا جس کو میں نے پا ہی لیا کہ چیزوں کو کیوں چھپایا جاتا تھا۔ وہ راز یہی تھا کہ کاری گر صاحب چیز پر آزاد دست سے FREE-HAND خاکہ ڈالنے کے بجائے چربہ (TRACING) اتارتا تھا جو اس قسم کے نامور کاریگر کے لئے نہایت ہی آڑے ہے خصوصاً جب یہ چربہ اتارنے کا ڈھنگ بھی اناڑی جیسا ہو اس پر طرہ یہ کہ جس چیز کا چربہ اُتارا جاتا تھا وہ شاہنامے کا ایک ورق تھا جس کو بلا واسطہ طور پر سوزن کر کے خاکہ کیا جاتا تھا۔ اس طرح معلوم ہوا کہ اس نامور کاریگر کو ابھی تک چربہ اتارنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا ہے جبکہ اتنی قیمتی کتاب کے ورق کو خراب کرنے کے علاوہ خاکہ کا حلیہ ہی بگاڑا۔ کیونکہ اولاً سوزن کاری سے ورق کی رنگین حیثیت ہی کھو گئی۔ دوسری خرابی سوزن کاری سے تصویروں کے خاکہ میں بگاڑ ہونے کے علاوہ سوزن کاری پر رنگ پھیرنے سے رہی سہی کسر بھی اتر گئی۔ آخر کار یہ راز جاننے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ ایسے کاری گروں کی دھاک بالکل نقلی ہے جو اتنا بھی نہیں جانتے کہ اصلی چیز سے نقل

اتارنے کے ڈھنگ کیا ہیں۔ جبکہ ایسے بھی کئی طریقے ہیں۔ جن سے اصلی چیز کو کوئی گزند نہیں آتا ہے۔

چوتھی حقیقت: قبائلی حملہ کے ساتھ ہی کشمیر میں تمام کاروبار بند ہوا خصوصاً دست کاریوں کا تجارت جیسے کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔ ان حالات میں پیر میتشی کرنے والے مفلوک الحال ہوگئے۔ جب ہندوستانی فوج نے قدم جمائے تو ایم۔ ای۔ ایس میں سامان جمع کرتے ہی اپنے طریقہ کار کے مطابق اس سامان کو علیحدہ علیحدہ کرنے اپنے اپنے ناموں کے تعارفی لوحے (NAME PLATES) لکھوانے کی خاطر انگریزی میں لکھنے والی اسامی (PAINTER) ڈھونڈی۔ اس اسامی کی حیثیت میں میرا ایک ہم پیشہ کاریگر تعینات ہوا تھا لیکن رنگ اور برش کی واقفیت ہونی صحیح! مگر کام کرنے کے ڈھنگ سے عاری ہونے کے باعث نوکری چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ چونکہ ایمرجنسی نافذ تھی۔ فوج دھوکہ دہی تصوّر کرتی۔ اس لئے کلرکوں سے مشورہ کرکے دھوکہ سے مجھے وہاں پہنچایا۔ اور خود بھاگ گیا۔ جبکہ مجھے وہاں کہا گیا کہ اس طرح کے تعارفی لوحے لکھنے ہیں۔ میں ششدر رہ گیا کیونکہ میں نے یہ کام کرتے ہوئے اس وقت تک کسی کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب کہ مجھ سے کہا گیا تھا کہ وہاں کسی آفیسر کو پیپر میشی سکھانی ہے۔ کچھ تلاش روزگار کا جستجو۔ کچھ ذہنی شعور کا تقاضا۔ قبول کرکے خدا کا نام لے کر کام کرنے کی ٹھان لی اور ایک لوحے کو ہاتھ میں لیا۔ ذہنی کاوشوں (COMMON SENTENCE) کے تحت شام چھٹی ہونے تک اس لوحے کو لکھ کر ہی دم لیا۔ شام کو سول مزدوروں نے ڈانٹا کہ کیوں دن بھر حرکت تک نہیں کی جبکہ دو آرٹسٹوں نے ایک ایک مہینہ میں ایک پلیٹ بھی نہیں لکھی اسے میرا حوصلہ بڑھا جب کہ نوکری کے آخری ایک دن میں ۲۹ ایسے لوحے لکھے جن کی لکھائی ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ اگرچہ یہ میری ذہنی کاوشوں کا نتیجہ تھا ورنہ تو ایسے کام کرنے کے لئے کوئی سکھائی (TRAINING)

ہونی چاہیے تھی جبکہ ہم قلم یا بُرش اور رنگ سے واسطہ رکھنے والوں کو صرف ایک ہی صنعت (پیپر میشی) کو اپنا کر روزگار کے دوام پر انحصار نہیں رہتا ہے بلکہ اسی طرح کئی مواقع آتے ہیں جب اس صنعت کے دوسرے صنعتوں سے تلاش معاش کرنا پڑتا ہے۔

پانچویں حقیقت: جب کہ میں سکول آف ڈیزائن میں بحثیت ڈیزائنر تعینات تھا۔ سکول کے معائنہ پر ڈائرکٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب انڈسٹریز تشریف آور ہوئے۔ باقی سیکشنوں کا معائنہ کرنے کے بعد جب پیپر میشی سیکشن سے دونوں صاحب نکلے۔ تو ڈائرکٹر صاحب نے سیکرٹری صاحب سے فرمایا:

سیکرٹری صاحب میں آج تک یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ پیپر میشی اشیاء کی تیاری کے لئے کاغذ پر اُسی طرح پھول وغیرہ بناتے ہوں گے جس طرح سکول میں ڈرائنگ کاپی پر بناتے ہیں اور قینچی سے کاٹ کر ڈبوں وغیرہ پر چسپاں کرتے ہوں گے لیکن آج میرا یہ تصور بدل گیا۔

اگرچہ یہ اس ڈائرکٹر صاحب کے معمولی الفاظ ہیں لیکن ان پر غور کیا جائے تو سمجھ میں آئے گا کہ ڈائرکٹر صاحب کو اس قدیم فن کے متعلق کیوں ایسے تاثرات تھے۔ جب کہ ایسے ڈائرکٹر صاحبان سے بیرونی ممالک سے آئے ہوئے سیاح، تاجر ایسے فنون کے بارے میں استفسار کرتے ہیں۔ جب کہ وہ سیاح۔ تاجر ایسی صنعتوں سے ضرور واقف ہوتے ہیں۔ جن سے انہیں سروکار ہو اس کے برعکس جب ہمارے یہاں افسران کے یہ تاثرات ہوں تو استفسار کرنے والے تاجر کیا اخذ کرتے ہوں گے۔

یہاں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگر سکولی تعلیم میں طالب علموں کو یہاں کی دستکاریوں کے عوامل سے جان کاری حاصل ہوتی تو وہ کبھی بھی اپنے ذہن میں ایسے تاثرات کو جگہ نہیں دیتے۔ شاید اسی لئے ۱۹۵۱ء میں حکومت نے امر سنگھ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کو سٹیٹ ہائی سکول باغ دلاور خان میں مدغم کر کے

چھٹی جماعت سے دسویں جماعت تک مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دستکاریوں کی ٹریننگ دینے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور ان ہی حقیقتوں کے پیش نظر یہاں کی دست کاریوں پر ایسی کتابیں لکھنے چھاپنے اور شایع کرنے کی ضرورت محسوس کی تھی۔ تاکہ یہاں کے عوام کو بالخصوص تعلیم یافتوں کو گھریلو صنعتوں کے عمل درآمد سے واقفیت حاصل ہو۔

جبکہ میری متذکرہ حقیقتوں کو واضح کرنے کا مقصد یہی ہے کہ کیوں کچھ مضامین کو سرسری طور پر اس کتاب میں لانا پڑا جو پرانے روایاتی نقاشوں کو اجنبی سے لگیں گے۔ وما علینا الا البلاغ ( )

سید مرتضٰے رضوی القمی مصنف الکتاب نقاشی

(عرف پیپر میشی حصّہ دوم)

حصّہ اوّل ملنے کا پتہ:

(۱) سید مرتضٰے رضوی مجاہد منزل اسلام یارہ پل سرینگر کشمیر ۱۹۰۰۰۲

(۲) اتر پردیش اردو اکیڈمی بلرہ ہاوس قیصر باغ لکھنؤ ۲۶۰۰۰۱

زبردست کتاب کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔ جو کہ عنقریب چھپکر آرہی ہے۔

نوٹ:

ایک مختصر تعارف: (از مقبول حسین)

سید مرتضیٰ رضوی قمی

سیّد مرتضیٰ رضوی کا تعلق کشمیر کے اس قدیم خانوادے سے ہے۔ جس نے گذشتہ چھ سو سال سے پیپر میشی یا نقاشی کے فن کو اپنے لہو سے آبیاری کی ہے اور اس فن کو عظمت و رفعت کے نئے انقوں سے آشنا کیا۔ سید مرتضیٰ رضوی اس عظیم روایات کے حامل خاندان کے فن و ہنرمندی کے آخری آیت ہیں۔ سیّد مرتضیٰ رضوی نے اپنے اسلاف و اجداد کی فنی روایتوں کو زندہ رکھا بلکہ اس کو ناپید ہونے سے بچانے کے لئے ہمیشہ کوشش و کاوش کرتے رہے ہیں۔ سید مرتضیٰ رضوی ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۷ء میں سرینگر میں پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کے جد امجد میر سید حسین رضوی قمی نے سلطان زین العابدین کے دور حکومت میں ایران سے آکر اس وادی گل پوش میں سکونت اختیار کی۔ اسی دوران شہنشاہِ ایران نے بعض دست کاروں کو کشمیر کے شاہی بار میں بھیج دیا اور کشمیر کو ایران صغیر کا شرف و فضیلت اور شہرت دوام سے سرفراز کیا۔ ان ہی ہنرمندوں میں صاحب تصنیف کا جنتی جد۔ بزرگوار مُلا رستم ماتو نے سلطان زین العابدین نے اپنی سکونت کے لئے مانتی یار (موجودہ موتی یار) زنگہ پرستانؔ اور شورہ ٹینگ (رعناواری کا) علاقہ بخشا۔ انہیں روزگار

لہ چونکہ مصنّف کے جد و اجداد کے مادری اور پدری خاندانوں کے افراد عالم و پرہیز گار ہوتے کے واسطے سے ہمسایوں میں ان کی پیر و مرشدی کا سلسلہ جاری ہوا تھا۔ جبکہ کسب معاش کو رنگوں کے استعمال سے حاصل کرنے کی وجہ سے رنگ پیر کہلاتے تھے اس لئے جب فوت ہوئے تو جس مقبرہ میں دفنائے گئے وہ رنگہ پیر کا آستان کہلایا پھر یہی نام محلہ کا بھی جاری ہوا۔ اور اب تک یہ محلہ رنگہ پیراستان سے مشہور ہے۔

ومعاش کی صعوبتوں اور پریشانیوں سے نجات دلانے کے لئے ڈل جھیل میں زرخیز علاقہ
مانتی محلہ نندہ پورہ کا علاقہ بطور جاگیر بخش دیا۔ اس طرح ملا رستم مانتو کو اپنے
فن کو یکسوئی سے فروغ دینے اور اسے عام کرنے کے مواقع میسر ہوئے۔ ان کے
فرزند ارجمند ملّا فضل اللہ مانتو نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح پیپر میشی جسے اس زمانہ
میں نقاشی کے فن سے موسوم کیا جاتا تھا کی ہنر میں چار چاند لگائے۔ اسی دوران
مصنّف کے جدِ امجد میر سید حسین قمی کو زینہ گیر سوپور کی جاگیر عطا کی گئی۔ جہاں
انہوں نے اپنی رہائش گاہ تعمیر کی۔ کچھ عرصہ بعد میر سید حسین رضوی قمی نے اپنے پوتے
سید میر باقر کی شادی ملّا رستم مانتو کی دخترِ نیک اختر سے کی۔ میر سید باقر نے والد
نسبتی ملّا رستم مانتو اور اپنے برادر نسبتی ملّا فضل اللہ مانتو سے پیپر میشی کے فن کے
اسرار و رموز سیکھ لئے۔ تب سے یہ فن اگلی نسلوں کو منتقل ہوتا رہا ہے فنکاروں
کے اس خانوادے میں بعض اصحاب نے پیپر میشی کے نادر نمونے تیار کر کے تاریخ میں اپنے
آپ کو لافانی و یکتا بنا لیا۔ ان کے تیار کئے گئے دست کاری کے تابناک و شاندار
نمونے آج بھی دنیا کے عجائب گھروں جن میں لندن کا البرٹ میوزیم شامل ہے کی
زینت بنے ہوئے ہیں۔ اس خانوادے کے عظیم صناعوں میں میر سید تراب شاہ
(متوفی ۱۸۷۵) اور اس صدی کے ساتویں عشرے میں وفات پانے والے (مصنّف
کے چچا) میر سید علی شاہ شامل ہیں۔ مصنّف سید میر مرتضیٰ رضوی اب عظیم
فن کاروں کے قابلِ فخر خاندان کے آخری چشم و چراغ ہیں۔

سید مرتضیٰ رضوی کو تعلیم کے لئے سکول میں داخل کر لیا گیا۔ لیکن ابھی عمر
کی سات ہی بہاریں دیکھ لی تھیں۔ ان کے والد بزرگوار سید نجف شاہ ۳۵ سال
کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ماتھے پر یتیمی کا داغ ہے۔ اس دس سالہ بچے کو ان کے
چاچا سید علی شاہ نے پیپر میشی کے ہنر کو سیکھنے کے لئے اپنے کارگاہ میں لے گئے۔
جہاں ۷ سال تک اپنے عم محترم کے زیر تربیت مصنّف نے پیپر میشی کے فن کے
متنوع پہلوؤں سے کما حقہ تربیت حاصل کر لی۔ ۴۱-۱۹۴۵ء کے دوران جنگ

عظیم کی وجہ سے اور ہنروں کی طرح پیپر میشی کا فن بھی زوال پذیر ہوا۔ جس کی وجہ سے سید علی شاہ نے سی۔ ایم۔ ہیڈو کی کارپٹ فیکٹری میں ایک ڈیزائنر کی حیثیت میں ملازمت اختیار کی اور مصنف کو بھی اپنے ساتھ وہیں لے گئے۔

سید مرتضیٰ رضوی ایک ماہر اور مشاق مصوّر بھی ہے اور فن کے رمز شناس بھی ہیں۔ میں نے سید صاحب کو ایم۔ پی ہائر سیکنڈری سکول میں معلم کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ سید مرتضیٰ رضوی نے نقاشی یا پیپر میشی کے فن کو نئی نسلوں تک منتقل کرنے میں کبھی بھی روایتی بخل سے کام نہیں لیا ہے بلکہ جانفشانی اور دل سوزی سے نئی نسلوں کی تربیت کرتے رہے ہیں۔ آج سینکڑوں لڑکے لڑکیاں شاگرد ان کے فیضان سے اور ان کی تربیت و تہذیب سے زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں کارنامے انجام دے رہے ہیں سید مرتضیٰ رضوی کو اپنے وطن مالوف کشمیر سے والہانہ پیار اور لگاؤ ہے وہ دست کاریوں اور دیگر کشمیری فنون کی روایات کو زندہ رہنے کے آرزومند ہیں۔ چنانچہ اسی جذبہ کے تحت رضوی صاحب نے پیپر میشی کے فن پر ایک مربُوط و مبسوط کتاب لکھی ہے۔ یہ وہ کارنامہ ہے۔ جس سے ان کا نام روشن رہے گا اور ان کا یہ احسان کشمیری فراموش نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ دور خاص طور مشینی دَور میں روایتی دست کاریاں دم توڑ رہی ہیں۔ کشمیر جن دست کاریوں کے لئے دنیا بھر میں منفرد و ممتاز مقام رکھتا ہے وہ اب ڈھیرے ڈھیرے ناپید ہوتی جارہی ہیں۔ فن کے نام پر بھدی اور بدصورت مصنوعات پیش کی جارہی ہیں۔ محترم رضوی صاحب کی اس کتاب کی ایک تلخ کہانی ہے۔ ۳۶ سال تک وہ اس کی اشاعت کے خواب دیکھتا رہا اور ہر صاحب اقتدار کے دروازہ پر دستک دیتا رہا لیکن انہیں ہر گام و ہر قدم پر مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کا حوصلہ اور عزم برابر قایم رہا۔ تلخیوں اور ناکامیوں کے باوجود سید مرتضیٰ رضوی اس کتاب کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے تگ و دَو کرتے رہے اور کشمیری زبان کے اس شعر کے مصداق پُر اُمید رہے۔ ؎

توتہ کتن واجہ ین چھہ نئندر بمہ کرتام
یئندر چھو توتہ نژان یگہٹک انتظار کر

رضوی صاحب کی حاصل کردہ سندات اور توضیحات نامے جو مختلف فرموں اور اداروں سے حاصل کئے ہیں:۔

(۱) منسٹری آف لیبر اینڈ ایمپلائمنٹ کے نیشنل ٹریڈ سرٹیفکیٹ بابت پینٹنگ اینڈ ڈیکوریٹنگ سنہ ۱۹۶۲ء۔

(۲) ڈیپارٹمنٹ آف انڈسٹریز اینڈ کامرس سیکنڈ پرائز سرٹیفکیٹ بابت پیپر میشی۔

(۳) ڈائریکٹوریٹ آف ہینڈی کرافٹس جے کے گورنمنٹ سرٹیفکیٹ آف میرٹ بابت کتاب (مذکورہ) نقاشی عرق پیپر میشی سنہ ۱۹۸۴ء

(۴) ڈسٹرکٹ انڈسٹریز آفیسر (دیرہ دون) یو۔پی گورنمنٹ بحیثیت ماسٹر کرافٹس مین سنہ ۱۹۵۹ء۔

(۵) پنڈت شام لعل صراف ہیلتھ منسٹر۔ جموں وکشمیر گورنمنٹ سنہ ۱۹۵۲ء

(۶) سی۔ ایم۔ ہیڈ وکارپٹ فیکٹری سرینگر بابت ڈیزائننگ سنہ ۱۹۴۶ء

(۷) سبحانہ اینڈ سنز (دی ورسٹ) بابت ڈیزائننگ سنہ ۱۹۴۶ء

امید ہے کہ محترم رضوی صاحب کی پیپر ماشی پر کتاب اس فن کو نئی توانیاں عطا کرے گا۔ اور نئی نسل کے لئے اپنے فن کو نکھارنے اور سنوارنے کے لئے فیض بخش ثابت ہوگی۔ کیونکہ رضوی صاحب پیپر ماشی کے فن کے اُس خانوادے کے آخری چشم وچراغ ہیں جس نے سب سے پہلے کشمیر میں اسے بقائے دوام اور شہرت عام بخشا ہے اور اب تک اس خانوادے کے ممتاز فن کاروں کی خلاقانہ ضیا پاشیوں سے مطلع ہنر و فن جگمگا رہا ہے۔

مقبول حسین
(جرنلسٹ)

ڈلحسن یار۔ حبہ کدل
۳ مئی سنہ ۱۹۸۸ء

سرینگر ۱۰-۲۱ فروری (مکتوبات)